बहीर अंदर
सैयद आबिद अली 'एम.ए.'

بہارِ ادب

حصّۂ اوّل

برائے جماعتِ پنجم

بہارِ ادب

حصّۂ اوّل

فہرستِ مطالب

۱۔ معرفت

کرم شُکر چمن حمد
خزاں سالک صحرا فلک
کرشمے مُبدّل راحتِ جاں
رازِ نہاں وہم و گماں

کیا کیا ہے کرم مجھ پہ خدائے دو جہاں کا
شُکر اُس کا ادا کر سکے کیا مُنہ ہے زباں کا
تازہ ہے چمن حمدِ خدائے دو جہاں کا
کچھ دخل نہیں گلشنِ قدرت میں خزاں کا
جو آ گیا اس راہ میں سالک وُہی ٹھیرا
گمراہ ہُوا جو نہ یہاں کا نہ وہاں کا
صحرا میں نہ دریا میں زمیں پر نہ فلک پر
موجود ہے پر نام نہیں اُس کے نشاں کا
دیکھے تو کوئی غور سے قُدرت کے کرشمے
شادی کہیں بچے کی کہیں غم ہے جواں کا
غم اپنا وہیں ہو گیا شادی سے مُبدّل

جب نام لیا رنج میں اُس راحتِ جاں کا
پوشیدہ. بھلا کر سکے اس سے کوئی کیا بات
دانندہ و واقف ہے وُہ ہر رازِ نہاں کا
دم مارنے کی جا نہیں اَے عالم و فاضل
بیشک کہ وہاں دخل نہیں وہم و گماں کا
لب پر یہی مصرع رہے ہر وقت امانت!
شکر اُس کا ادا کر سکے کیا مُنہ ہے زباں کا

(امانت)

سوالات

۱ - معرفت سے کیا مُراد ہے ؟

۲ - موسم کتنے ہوتے ہیں ؟ خزاں کی خصوصیت کیا ہے ؟ تمہیں کونسا موسم اچھا لگتا ہے اور کیوں ؟

۳ - صحرا اور دریا کی تعریف کرو ؛

۴ - "کیا مُنہ ہے زباں کا" کیا محاورہ ہے ؟ اس کی تشریح کرو ؛

۵ - ذیل کے الفاظ کے معنے بتاؤ :-

وہم و گماں - رازِ نہاں - راحتِ جاں - کرشمہ - گلشن - سالک - گمراہ ؛

۲- خُدا کی دین

لیٹر بکس   ڈڈ لیٹر آفس   سیٹھ
دیوالی

۱- بسنت ابھی چھ مہینے کا تھا کہ باپ مر گیا۔ وُہ نہیں جانتا تھا کہ باپ کی محبّت کیا چیز ہے؟ جب دُوسرے بچّوں کے باپ اُنہیں خُوبصُورت کھلونے اور مٹھائیاں لا کر دیتے تو بسنت غمگین ہو جاتا۔ اور سوچنے لگتا کہ میرا باپ بھی ہوتا تو مُجھے مٹھائی لا کر دیتا۔ پھر وُہ آپ ہی آپ رونے لگتا تھا+

۲- ایک دن اُس نے اپنی ماں سے پُوچھا کہ امّاں! ابّا کیسا ہوتا ہے؟ یہ سُن کر اُس کی ماں کو خاوند یاد آ گیا۔ اور اُس کی آنکھوں میں آنسُو آ گئے۔ بسنت بولا۔

کہ امّاں! تُم روتی کیوں ہو؟ سب کے ابّا ہیں میرا کیوں نہیں؟ اور بچّوں کے ابّا اُنہیں اچھّی اچھّی چیزیں لا کر دیتے ہیں۔ اور میں مُنہ دیکھتا رہ جاتا ہُوں۔ امّاں! میرا ابّا کہاں گیا؟ ماں بسنت کی باتیں سُنتی تھی۔ اور غم سے نڈھال ہُوئی جاتی تھی۔ اور آنسو تھے کہ تھمتے نہیں تھے۔ آخر اُس نے جواب دیا کہ تیرا ابّا میں ہُوں۔ بسنت نے رو کر کہا کہ تُم تو جھُوٹ بولتی ہو۔ کیا عورتیں بھی کبھی باپ ہوتی ہیں۔ یہ سُن کر ماں نے کہا کہ تُمہارا باپ بھی ہے۔ بسنت نے اُچھل کر کہا کہ کہاں ہے؟ ماں نے جواب دیا کہ تیرا باپ خُدا ہے۔ اور آسمان پر رہتا ہے۔ بسنت نے کہا تو وہ مُجھے آ کر پیار کیوں نہیں کرتا؟ ماں بولی کہ تُم شوخ ہو۔ اِس لئے نہیں آتا۔

۳۔ بسنت کے دِل میں جو آئی۔ تو کاپی سے ایک ورق پھاڑ کر اللہ مِیاں کے

نام خط لکھا۔ مضمون یہ تھا :-

"میرے پیارے ابّا! تم مجھ سے خفا کیوں ہو؟ سب کے باپ اپنے بچّوں کو پیار کرتے ہیں۔ ایک تم ہو کہ کبھی میرے پاس نہیں آتے۔ ابّا! اب میں شوخی نہیں کروں گا۔ اچھے ابّا! آؤ اور مجھے پیار کرو۔ اگر کچھ کام ہے تو میرے لئے مٹھائی اور آم بھیجو۔ دیکھو بھول نہ جانا۔ ضرور بھیجنا"۔

یہ خط لکھ کر اُس نے کاغذ کو تہ کیا۔ اور اُس پر پتہ لکھا کہ آسمان پر جائے۔ اور میرے پیارے ابّا کو ملے۔ خط لکھ کر وہ گھر سے نکلا اور لیٹر بکس کی طرف گیا۔

۴۔ بسنت لیٹر بکس کے پاس کھڑا تھا۔ اور اُچک اُچک کر اُس میں خط ڈالنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ کیونکہ لیٹر بکس کے مُنہ تک اُس کا ہاتھ نہ پہنچ سکتا تھا۔ اتّفاقاً سیٹھ بنارسی داس فٹن میں سوار اُدھر سے گزرے۔ بچّے کو دیکھ کر فٹن

بُلا لی اور مُنشی سے کہا کہ جاؤ اور اس
بچّے سے خط لے کر لیٹر بکس میں ڈال دو۔
مُنشی نے بسنت کے ہاتھ سے خط لے لیا۔
لیکن پتہ پڑھ کر مُسکرانے لگا۔ اور خط سیٹھ
صاحب کو دکھانے لایا۔ وُہ بھی مُسکرائے
اور کہا کہ بیٹا! یہ پتہ اُردُو میں ہے۔ ہم
انگریزی میں لکھے دیتے ہیں۔ تا کہ تُمہارے
باپ کو مل جائے۔ کہیں تُمہارا خط ڈڈ لیٹر
آفس میں نہ چلا جائے۔ یہ کہہ کر اُنہوں نے
پنسل سے اگلا پتہ کاٹ کر اپنا پتہ لکھ دیا۔
اور خط ڈاک میں ڈلوا دیا۔ بسنت خُوشی خُوشی
گھر آیا۔

۵ - دُوسرے دن وُہ خط سیٹھ صاحب
کے پاس پُہنچا۔ اُسے پڑھ کر اُن کا دل
بھر آیا۔ اور بچّے کی سادگی نے اُن پر بہُت
اثر کیا۔ فوراً مُنشی کو بُلا کر کہا کہ جاؤ۔
اُس لڑکے کا مکان ڈھونڈ کر اُسے سَو
روپے دے آؤ۔ کہنا کہ تیرے باپ نے
بھیجے ہیں۔ وُہ دیوالی پر آئیں گے۔ دیکھو

ہمارا پتہ نہ دینا۔ اُس کے بعد ہر مہینے سَو روپے کی رقم بسنت کی ماں کے پاس پہنچ جاتی تھی۔ وُہ دِل ہی دِل میں دُعائیں دیتی تھی۔ مگر معلُوم نہ تھا کہ اُن کا مُحسن کَون ہَے +

۶۔اِسی طرح کئی سال تک وظیفہ آتا رہا۔ بسنت جوان ہو گیا۔ اَور پڑھ لکھ کر لائق فائق بن گیا۔ سیٹھ صاحب لاولد تھے۔ جب وُہ مرنے لگے تو ایک لاکھ روپے بسنت کے نام کر گئے۔ اُس وقت بسنت کو یہ حال معلُوم ہُوا۔ سچ ہَے ؎

خُدا کی دین کا مُوسےٰ سے پُوچھئے احوال
کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری مل جائے

(خان احمد حسین خان)

سوالات

۱۔ مُوسےٰ کَون تھے؟ 'آگ لینے کو جائیں۔ پیمبری مل جائے' کا مطلب بیان کرو +

۲۔ ذیل کے الفاظ کے معانی کیا ہیں:۔
لیٹر بکس۔ ڈیڈ لیٹر آفس۔ وظیفہ۔ لاولد۔

رفتن +

۳- اس کہانی کو اپنی عبارت میں لکھو :-
۴- ایسے فقرے بناؤ - جن میں ذیل کے الفاظ آ جائیں :-

آسمان - شوخ - لائق فائق - زخم +

۵- " منہ دیکھنا " کیا محاورہ ہے ؟ محلِ استعمال بتاؤ +

۳- سورج کی پہلی کرن

کروٹیں	چمک	تجلی	سماں
زر	غفلت	ناگاہ	بیقراری
	اُجالا	انقلاب	

رات بھر بستر پہ میں تنگ آ گیا
لیتے لیتے کروٹیں گھبرا گیا
روزِ روشن کے لئے تھا بے قرار
صبح آئی کرتے کرتے انتظار

آسماں کو دیکھتیں آنکھیں مری
جانبِ مشرق لگیں آنکھیں مری
واں پڑی ناگاہ ہلکی سی چمک
بے قراری میں تھی بجلی سی چمک
ہاں وُہ اِک پہلی کرن سُورج کی تھی
جو نرالی شان سے ظاہر ہُوئی
کہہ رہی تھی سونے والوں کو اُٹھو
رات گزری دن چڑھا جلدی اُٹھو
اب نہیں ہے وقت کچھ آرام کا
ہوش میں آؤ ۔ سماں ہے کام کا
وقت سونے کا نہیں بیدار ہو
زر کمانے کے لئے تیّار ہو
تُم کو بستر سے اُٹھانے آئی ہُوں
خوابِ غفلت سے جگانے آئی ہُوں
مُنتظر اِتنی ہُوئی ننّھی سی جان
آہ ! کیوں تُم میں نہیں تاب و تُوان
دیکھو دیکھو ! آفتاب آنے کو ہے
اِس جہاں میں اِنقلاب آنے کو ہے
پل میں اندھیرا ہوا ہو جائے گا

اور اُجالا جا بجا ہو جائے گا
کام میں فرُّخ جو اب لگ جائینگے
شام کو آرام و راحت پائیں گے

فرُّخ امرتسری

سوالات

۱- اِس نظم میں شاعِر نے کِس بات کی ترغیب دی ہے؟
۲- "ہوا ہو جائے گا" سے کیا مطلب ہے؟ اِس فقرے کو اِستِعمال کرکے دِکھاؤ۔
۳- آفتاب کے آنے سے دُنیا میں کیا اِنقِلاب ہوتا ہے؛ تشرِیح کرو۔
۴- بے قراری کو بجلی سے کیوں نِسبت دی گئی ہے؟
۵- آفتاب کے ہم معنی الفاظ بتاؤ۔

۴- آنسو

۱- ایک دن ماسٹر دیا رام ایک بکس لے کر آئے- اُس بکس پر جانوروں کی تصویریں بنی ہُوئی تھیں- جب وُہ سبق پڑھا چُکے- تو لڑکوں کو میز کے قریب بُلا کر کہا کہ آج مَیں تُم سب کو ایک ایک کھلونا دُوں گا- پھر اُس بکس میں سے کھلَونے نکال کر لڑکوں میں تقسیم کر دئے- صِرف ایک کھلَونا جو سب سے بڑھ کر خُوش نُما اَور چمک دار تھا رکھ لیا- یہ ایک فرِشتہ کی مُورت تھی- اِس مُورت کو دیکھ کر سب لڑکے بہُت خُوش ہُوئے- اَور ہر ایک کی یہ ہی تمنّا تھی کہ مُورت اِسے مِلے ٭

۲- ماسٹر صاحِب نے کہا کہ سُنو لڑکو! تُم میں سے جو لڑکا فرِشتہ سیرت ہو- وُہ اِس مُورت کو حاصِل کر سکتا ہے- شرط

یہ ہے کہ تم سے جو لڑکا بہترین اور سب سے چمک دار چیز لائے گا۔ اُسی کو مُورت ملیگی۔ سب اس مُورت کو لالچی نگاہوں سے دیکھنے لگے۔ اتنے میں آخری گھنٹہ بجا۔ اور ماسٹر اور لڑکے اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ گھر جا کر لڑکوں نے چمک دار چیزیں تلاش کیں۔ اور ہر ایک اپنی اپنی سمجھ کے مُطابق ایک ایک چمک دار چیز لایا॥

۳۔ برج لعل کانچ کی گیند لایا۔ ہریداس ٹُوٹی ہُوئی گھڑی کا ڈائل لایا۔ گوبند جو سُنار کا بیٹا تھا۔ چاندی کا ٹکڑا لایا۔ اور لعل چند نے سونے کی پن جو اُس نے رُوٹھ کر اور ضد کرکے لی تھی۔ پیش کی۔ اُسے یقین تھا کہ فرشتہ اُسی کو دیگا۔ سب سے اخیر رام چند آیا۔ اُس کے دونوں ہاتھوں میں گردن کے قریب رُوئی کے گالے کی طرح سفید فاختہ تھی۔ فاختہ کے پروں سے خُون کے قطرے گر رہے تھے۔ معلُوم

ہوتا تھا کہ وُہ زخمی ہے" آہ ماسٹر صاحب!
رام چند نے پھر دبی ہُوئی آواز میں کہا۔
"مَیں کِسی چمک دار چیز کی تلاش میں
تھا کہ مُجھے یہ غریب فاختہ مِل گئی۔ بے رحم
لڑکے اِسے کنکر اور پتھّر مار رہے تھے۔
مَیں نے اُن کو بھگا دِیا۔ اَور اِسے اُٹھا کر
فَوراً یہاں لایا ہُوں۔ دیکھئے بچتی بھی ہے
کہ نہیں"۔

۴۔ ابھی رام چند کی بات ختم نہ ہُوئی
تھی کہ فاختہ کی گردن ڈھیلی ہو کر جُھک
گئی۔ اُس نے آخری سانس لیا۔ اَور اُس
کی نازک آنکھیں ہمیشہ کے لئے بند ہو
گئیں۔ رام چند بے تاب ہو گیا۔ اَور اُس
کی آنکھوں سے فاختہ کے ٹوٹے ہُوئے بازو
پر دو بڑے گرم اور چمک دار آنسوؤں کے
قطرے گر پڑے۔

ماسٹر صاحب نے فاختہ کو رام چند
سے لے لیا۔ اَور میز پر رکھ دیا۔ پھر
جماعت کی طرف مُخاطب ہو کر کہا کہ بچّو!

رحم دلی - ہمدردی کے آنسوؤں سے
بڑھ کر کوئی چمک دار چیز نہیں ہے -
یہ کہ کر سفید چمک دار مورت رام چند
کو دے دی +

لعل چند نے منہ بنا کر کہا کہ کیا آنسو
سونے سے بھی بہتر ہیں ؟ ماسٹر صاحب نے
جواب دیا کہ سونا کیا چیز ہے - آنسو ہیروں
اور موتیوں سے بڑھ کر بیش قیمت اور چمکدار
ہیں +

سوالات

۱ - اس کہانی میں کس چیز کی تعلیم دی گئی ہے ؟
۲ - جواہرات کے نام بتاؤ +
۳ - ذیل کے الفاظ کی تشریح کرو :-
فرشتہ - سیرت - بن - کانچ +
۴ - "گردن کا ڈھیلا ہونا" کیا محاورہ ہے ؟
۵ - کیا رحم دلی اور ہمدردی میں کچھ فرق ہے ؟
مثال دو +

۵- پرِند کی فریاد

گھونسلے	کلیاں	صدائیں
قفس	دُکھڑا	چمن
شبنم	آشیانہ	تقدیر

(۱)

آتا ہے یاد مجھ کو گزرا ہُوا زمانہ
وُہ باغ کی بہاریں وُہ سب کا چہچہانا
آزادیاں کہاں وُہ اب اپنے گھونسلے کی
اپنی خُوشی سے آنا اپنی خُوشی سے جانا
لگتی ہے چوٹ دل پر آتا ہے یاد جس دم
شبنم کے آنسوؤں پر کلیوں کا مُسکرانا
وُہ پیاری پیاری صُورت وُہ کامنی سی مُورت
آباد جس کے دم سے تھا میرا آشیانہ
آتی نہیں صدائیں اُس کی مرے قفس میں
ہوتی مری رہائی اَے کاش میرے بس میں

(۲)

کیا بد نصیب ہُوں میں گھر کو ترس رہا ہُوں
ساتھی تو ہیں وطن میں مَیں قید میں پڑا ہُوں
آئی بہار کلیاں پھُولوں کی ہنس رہی ہیں
مَیں اس اندھیرے گھر میں قسمت کو رو رہا ہُوں
اس قید کا اِلٰہی! دُکھڑا کِسے سُناؤں
ڈر ہے یہیں قفس میں مَیں غم سے مر نہ جاؤں

(۳)

جب سے چمن چھُٹا ہے یہ حال ہو گیا ہے
دِل غم کو کھا رہا ہے غم دِل کو کھا رہا ہے
گانا اِسے سمجھ کر خُوش ہو نہ سُننے والے
دُکھے ہُوئے دلوں کی فریاد یہ صدا ہے
آزاد مجُھ کو کر دے او قَید کرنے والے!
مَیں بے زباں ہُوں قَیدی تُو چھوڑ کر دُعا لے
(ڈاکٹر سر شیخ محمّد اقبال)

سوالات

۱- کیا پرندوں کو پکڑ کر پنجروں میں ڈالنا جائز اور مناسب ہے؟ کیا اسے پالنا کر سکتے ہو؟

۲ - کیا پرند قفس میں خوش رہ سکتے ہیں ؟
۳ - گزرا ہُؤا زمانہ کسے کہتے ہیں ؟
۴ - پیاری پیاری صورت اَور کامنی سی مورت سے کیا مراد ہے ؟
۵ - ذیل کے الفاظ کو اپنے فقروں میں استعمال کرو :-
باغ - شبنم - آشیانہ - تقدیر ؞

۶ - کھرا اَور کھوٹا

۱ - کسی شہر میں دو لڑکے رہتے تھے - ایک کا نام حامد تھا - دُوسرے کو محمود کہتے تھے - دونوں کے گھر پاس پاس تھے - اَور دونوں ہم مکتب اَور ہم سبق تھے - حامد رئیس کا لڑکا تھا - محمود بے چارہ غریب تھا - اُس کا باپ مر چُکا تھا - ماں محنت کر کے اُس کی پرورش کرتی تھی ؞

حامِد امیر کا لڑکا تھا۔ وُہ شاہانہ زِندگی بسر کرتا تھا۔ محمُود غرِیب تھا۔ اِس لئے بہُت مُشکِل سے گُزارہ کرتا تھا۔ حامِد آرام طلب تھا اَور محمُود محنتی۔ حامِد مدرسہ کو ناپسند کرتا تھا۔ کیونکہ وہاں فرش پر بَیٹھنا پڑتا تھا۔ وُہ کُرسیوں پر بَیٹھنے اَور مخملی بستر پر لیٹنے کا عادی تھا +

محمُود ماں کی مِحنت اَور مشقّت دیکھ کر مِحنت کا شَوقین تھا۔ توجُّہ سے سبق یاد کرتا تھا۔ اَور اپنی جماعت میں اوّل تھا +

۲ - حامِد کو اپنے ہم جماعت محمُود سے نفرت تھی۔ اُسے اپنی امارت کا گھمنڈ اَور اپنے ریشمی لِباس کا غرُور تھا +

ایک دِن کا ذِکر ہَے کِہ حامِد کے چچا نے اُسے دو روپَے دِئے۔ ایک روپیَہ نیا اَور چمک دار تھا۔ دُوسرا پُرانا۔ روپَے دیکھ کر اُس کے دِل میں خیال آیا کِہ یہ نیا روپیَہ جو خُوبصُورت اَور چمک دار ہَے مَیں ہُوں۔ کیونکِہ میرا لِباس امیرانہ

ہَے۔ اَور یہ پُرانا روپیہ محمُود ہے جو گاڑھے کا بد وضع کُرتہ پہنے رہتا ہے ؛

روپے لے کر حامد بِساطی کی دُکان پر گھڑی کی زنجیر خریدنے گیا۔ اَور کہا کہ زنجیریں دکھاؤ۔ بساطی نے گتّے کا ڈبّہ کھول کر اُس کے سامنے رکھ دیا۔ جس میں طرح طرح کی اچھّی اچھّی زنجیریں تھیں۔ ابھی وُہ زنجیریں دیکھ ہی رہا تھا کہ مدرسے کی گھنٹی ہوگئی۔ حامد نے ایک سُنہری زنجیر چھانٹی۔ اَور قیمت پُوچھی۔ بساطی نے کہا" پُورے دو روپے" ؛

حامد نے دو روپے فخریّہ طَور پر بساطی کے ہاتھ پر رکھ دئے۔ اُسے چمک دار روپے کے جانے کا خیال ضرور تھا۔ مگر سُنہری زنجیر کے شوق نے اس خیال کو دُور کر دیا ؛

۳۔ بساطی نے روپے پرکھے۔ اَور کہا کہ یہ چمک دار روپیہ کھوٹا ہے۔ حامد کو تعجّب ہُوا۔ اُس نے چمک دار روپیہ لے کر جو بجایا تو اُس کی آواز بالکل کھوٹے

روپے کی مانند تھی۔ بساطی نے ڈبّہ بند
کر دیا۔ اور حامد رنجیدہ ہو کر وہاں سے
چل پڑا۔ حامد کو بہت رنج تھا۔ اُس نے
ارادہ کیا کہ آج مدرسے نہیں جاؤں گا۔
اُس نے باغ کا رُخ کیا۔ باغ کے قریب
دو آدمی کنوئیں پر کھڑے پانی نکال رہے
تھے۔ حامد فرش زمرّدیں پر لیٹ گیا۔
ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ اُس کے خوشگوار
جھونکوں سے اُسے نیند آ گئی۔ اور وُہ
سو گیا +

۴ - خواب میں اُسے معلوم ہُوا کہ کوئی
اُس کا نام لے کر پُکار رہا ہے۔ دیکھا تو
ایک بارشتیا سامنے کھڑا تھا۔ اُس نے حامد
کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور کہا کہ تُم نے چمک دار
روپے کا حال دیکھا۔ چمک دار چیزیں
زیادہ تر ایسی ہی ہوتی ہیں۔ آؤ تمہیں
ایک تماشا دکھائیں۔ تُم محمُود سے نفرت
کرتے ہو۔ اُس کی حالت دیکھو۔ بارشتیا
حامد کو لئے ہُوئے کنوئیں پر گیا۔ وہاں

دونوں نے پانی پیا۔ وہاں سے دونوں مدرسے گئے۔ وہاں اِمتحان ہو رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد نتیجہ نِکلا تو محمُود اوّل تھا۔ اَور حامِد فیل۔ آخِر حامِد نے دیکھا کہ وُہ ریلوے کا بڑا افسر ہے۔ اَور بہُت اچھّی پوشاک پہنے ہُوئے ہے۔ ناگاہ ایک گاڑی آئی۔ وُہ اِس پر سوار ہو گیا۔ راستہ میں ایک پُل آیا۔ جس وقت گاڑی پُل پر آئی۔ تو پُل ٹُوٹ گیا اَور وُہ گِر پڑا۔ یہاں تک دیکھا تھا کہ آنکھ کھُل گئی ؛

۵۔ طبیعت سنبھلی۔ تو حامِد گھر آیا۔ اَور ماں سے خواب کی حقیقت بیان کی۔ اُس نے کہا کہ بیٹا! ظاہِری باتوں پر دھوکا نہ کھانا چاہیئے۔ محمُود تم سے بہُت اچھا ہے۔ اِنسان کو دَولت اَور لِباس پر غُرُور نہیں کرنا چاہیئے۔ اِنسان کا زیوَر عِلم ہے۔ اُس دن سے حامِد کی عادت بالکل بدل گئی۔ گو اُس دن دیر ہو گئی تھی۔ پھر بھی مدرسے گیا۔ اب وُہ گھمنڈ نہیں کرتا۔

ہر ایک سے محبّت اَور اخلاص سے پیش آتا ہَے ۔ کبھی ناغہ نہیں کرتا ۔ اَور دل لگا کر پڑھتا ہَے ۔

سوالات

۱۔ اِس سبق کا خُلاصہ اپنے الفاظ میں لکھّو ۔
۲۔ مثل ہَے کہ " غُرُور کا سر نیچا " یہ کہاں تک دُرُست ہَے ؟ مِثال دو ۔
۳۔ ذَیل کے الفاظ خُوش خط لکھّو ۔ اَور اُن کے معنی بتاؤ :۔
رئیس ۔ مخملی ۔ گھمنڈ ۔ زنجیر ۔ بساطی ۔

۴ ۔ قواعد کے رُو سے مخملی کیا ہَے ؟
۵ ۔ بارِشتِیا کِسے کہتے ہیں ؟ اِس کے ہم معنی لفظ بتاؤ ۔

۷ - طفلِ ابر

یُوکلپٹس | ننگجا | بگولا
کھڈ | فرن | دُھندلکہ
دُھندُوکار | | بے تحاشا

وُہ دیکھو! کوہ کے پہلُو سے طفلِ ابر اُٹھا
وُہ سامنے - ہے جہاں پیڑ یُوکلپٹس کا
وُہ بھاپ سا - وُہ دُھوآں سا - وُہ ننگجا سا ابر
وُہ ننھّا مُنّا - بگولا سا - وُہ ذرا سا ابر
وُہ پیارا پیارا سا وُہ دلرُبا سا - دیکھو تو
نہ دیکھا ہوگا کبھی یہ تماشا - دیکھو تو

اہا ہا! کھڈ میں سے اَور اِک غُبار سا نکلا
ہوا کے گھوڑے پہ بادل سوار سا نکلا
وُہ پھیلا اَور وُہ سرکا - بڑھا - چلا - کیا خُوب
وُہ مِل کے دونوں نے ٹیلہ چھُپا لیا - کیا خُوب

اندھیرا ہو گیا اب دُھندوکار بادل سے
نہاں نظر سے ہُوئے کھیت سبز مخمل سے

وُہ دیودار کے جنگل وُہ فرن خُوش منظر
بنی ہُوئی تھی جو سب کوہسار کا زیور
نظر فریب جو تھیں پھُول پتّیاں اَے لو
وُہ سب دُھندلکے میں بادل کے چھُپ گئیں دیکھو
وُہ آسمان کا حُسن نظر فریب چھُپا
فرازِ کوہ ۔ کھڈوں کا جو تھا نشیب چھُپا
وُہ دل فریب سماں سب نظر سے اوجھل ہے
زمیں سے تا بہ فلک اب تو صِرف بادل ہے

لو بھیگی بھیگی ہوا آئی مینہ برسنے لگا
لو بُوندوں کا سرِ کہسار پر بندھا سہرا
لو کھڑکیوں پہ صہادٹ کی چلمنیں چھُوٹیں
لو وُہ پہاڑ سے پتھّر گرے سلیں ٹُوٹیں
لو پانی سانپ کی مانند کوہ سے اُترا
لو کھڈ کی سمت چلا بے تحاشا لہراتا
اُچھلتا ۔ کُودتا ۔ رُکتا ہُوا چلا آتا

سمٹتا - پھیلتا - جھکتا ہُوا چلا آیا
بدلتا رنگ گھٹاؤں میں مچاتا شور گھُسا
چمکتا - گرجتا - سنبھلتا -- دکھاتا زور گھُسا
نکھر رہے ہیں شجر اور حجر دُلھن کی طرح
پہاڑ پر ہے بہار آج کل چمن کی طرح
عُروج رُوح کو حاصل ہے لُطفِ منظر سے
یہ طفلِ ابر الٰہی یونہی بڑھے برسے
(سیّد علمدار حُسین واسطی)

سوالات

۱ - شاعر نے ابر کو طفل کیوں کہا ہے ؟
۲ - "ہوا کے گھوڑے پہ بادل سوار سا نکلا" کی تشریح کرو ۔
۳ - معنی بتاؤ :-
دیودار - فرن - دُھندلکہ - فرازِ کوہ ۔
۴ - سماوٹ کی چلمنوں سے کیا مُراد ہے ؟
۵ - پہاڑ کے منظر کو نثر میں لکھو ۔
۶ - یوکلپٹس کس کام آتا ہے ؟

۸- چڑیا گھر

بھیڑ غوطہ چونچ سائکل
موٹر نکٹائی لعل اُداس

ا- یہ لاہور کا چڑیا گھر ہے۔ دیکھنا دروازے پر کتنی بھیڑ ہے۔ یُوں تو جب جاؤ میلہ لگا رہتا ہے۔ مگر شام کو بڑی کیفیت ہوتی ہے۔ آہا! یہاں لوگ کیوں جمع ہیں؟ یہ اُود بلاؤ کا تالاب ہے۔ یہ پانی کا جانور ہے۔ اس کی خُوراک مچھلی ہے۔ پانی میں کوئی چیز پھینکو۔ فوراً غوطہ مار کر باہر لے آئے گا۔ یہ لو ایک پَیسہ پانی میں پھینک دیا۔ اُود بلاؤ ڈُبکی مار کر نیچے گیا۔ ابھی آتا ہے۔ لو آ گیا۔ اب یہ پَیسہ واپس نہیں دے گا۔ اِسے کونے میں رکھ آیا ہے۔ بھنگی جب صفائی کرنے آئے گا۔ یہ پَیسے اُٹھا لے گا۔ وہ

پھر پانی میں غائب ہُؤا - اب کے مچھلی کا ٹکڑا لایا ہے - ہر روز مچھلی کے گوشت کے ٹکڑے کاٹ کر اِس کے حوض میں ڈالے جاتے ہیں - یہ دن بھر کھاتا ہے - چلو آگے چلیں ۔

۲ - یہ سیخوں کے پیچھے کیا ہے ؟ یہ بطخیں ہیں جو اِدھر اُدھر پھر رہی ہیں - اور بہت خوش ہیں - وُہ کنارے پر جو آ جمل ہے - کتنی لمبی چونچ ہے ! اُس نے پانی میں چونچ ڈبو کر کچھ نکالا ہے - یہ مچھلی کے گوشت کا ٹکڑا ہے - یہ جانور بھی مچھلی کھاتا ہے - پانی میں مُرغابیاں تیر رہی ہیں - اور مزے لے رہی ہیں - یہ کیا جانور ہے ؟ کبھی پہلے نہیں دیکھا - پانی کے جانور بے شمار ہیں - ان کی بھی علیحدہ دُنیا ہے - وُہ سامنے درخت کے نیچے ایک مصنوعی جزیرے میں کیا پڑا ہے ؟ یہ مگرمچھ ہے - ایک اور لیٹا ہے - یہ ابھی بچہ ہے - اور چھ سات فُٹ لمبا ہے - مگرمچھ دیکھ لیئے -

اب آگے بڑھو ۔

۲۴۔ اس جالی دار کمرے میں رنگ برنگ کے پرندے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے سبز طوطے ہیں۔ طوطوں کے رنگ بھی کئی قسم کے ہیں۔ یہ خاکستری طوطا ہے۔ وہ سُرخ پروں والے طوطے ہیں۔ یہ سفید رنگ زرد کلغی والا جانور کاکاٹوا ہے۔ اِس کا وطن افریقہ ہے۔ مینا اُداس بیٹھی ہے۔ بُلبُل بھی پژمُردہ ہے۔ طوطے بھی سُست ہیں۔ فاختہ ہُدہُد کا مُنہ تک رہی ہے۔ بٹیر چُپ چاپ بیٹھا ہے۔ چکور بے تاب ہے۔ تیتر مٹی سے کھیل رہا ہے۔ یہاں تو چڑیوں کی خاصی بستی ہے۔ مگر سب اُداس ہیں۔ یہ جانور شاید آزادی چاہتے ہیں۔ ہُدہُد تو پرندوں کا انجنیئر ہے۔ مگر یہاں اُس کی چونچ ہی بیکار ہے۔ لوہے کا جال بہت مضبوط ہے۔

میاں طوطے! تُم بڑے بے وفا ہو۔ ذرا سی بات پر آنکھیں بدل لیتے ہو۔ اِسی وجہ سے جو شخص اپنا وعدہ پورا نہ کرے یا دوستی کا

حق ادا نہ کرے - طوطا چشم کہلاتا ہے -
یہیں رہو - تم ہمارے شہری مہمان ہو - ہزاروں
لوگ تمہیں صبح شام یہاں ملنے آتے ہیں -
جنگل میں کون جا کر ملیگا - اچھا خوش رہو ÷

۴ - یہ کبوتروں کا کمرہ ہے - سبز کبوتر -
سفید کبوتر - لقا کبوتر - شیرازی - گھی - لوٹن
کبوتر کئی قسم کے کبوتر ہیں - ان میں جنگلی
کبوتر بھی ہیں - خرگوش کے سفید سفید بچے
کتنے پیارے لگتے ہیں - ان کی آنکھیں تو
دیکھو - جیسے لعل جڑے ہیں - اس جانور کا
کیا نام ہے ؟ پروں کے کئی رنگ ہیں -
چونچ بھدی ہے - بالکل خاموش ہے - تین
چار دن سے چڑیا گھر میں آیا ہے - ساتھیوں
سے جدا ہو کر آیا ہے - اکثر جانور اسی
قید کے غم میں مر جاتے ہیں - یہ بھی
کہیں نہ مر جائے - اس کی قسمت - ہم
کیا کریں ÷

۵ - اس لوہے کے پنجرے میں ریچھ ہے -
دیکھنا سر ہلا رہا اور بول رہا ہے - میاں

بھالو! تُم کیا ہو؟ ہِندُو ہو یا مُسلمان؟ کیا عیسائی ہو؟ سب جانور اور اِنسان خُدا کی مخلُوق ہیں۔ رِیچھ بظاہر تو سِیدھا سادا ہے۔ مگر باہر آئے تو ہمیں کھا جائے۔ اِس کا یہیں رہنا اچھّا ہے۔ وُہ میم صاحبہ آ رہی ہیں۔ ہاتھ میں رُومال ہے۔ رِیچھ نے پہلے سے ہی مُنہ کھول دِیا ہے۔ میم صاحبہ نے چنوں کی مُٹّھی پھینکی ہے۔ رِیچھ نے دبوچ لی ہے۔ یہ چنوں کا بہُت شوقین ہے۔ دُوسرا رِیچھ کیا کر رہا ہے؟ یہ دونوں ایک ہی کمرے میں ہیں۔ مِیاں بِیوی ہیں۔ دُکھ سُکھ کی باتیں کر رہے ہیں۔

اُدھر دیکھنا! بندر کیا تماشے کر رہے ہیں۔ یہ لمبی دُم والے لنگُور ہیں۔ بندریا اپنے مِیاں کی جُوئیں دیکھ رہی ہے۔ لنگُور کی دُم تو بڑی ہے۔ مگر منہ پر سِیاہی ملی ہُوئی ہے۔ پاس اُس کی بیوی جان بیٹھی ہیں۔ یہ اُداس کیوں ہے؟ بندر ایک دُوسرے

کو ناحق گھور رہے ہیں۔ ہمارے ساتھ آئیں۔
ہم انہیں سرکس میں داخل کرا دیں گے۔
کل رات ہم نے ان کے بھائی بندوں کو
سائیکل چلاتے۔ گانا گاتے۔ موٹر چلاتے۔
باجہ بجاتے اور ناچتے دیکھا تھا۔ کمپنی والے
انہیں انگریزی لباس پہناتے ہیں۔ نکٹائی لگاتے
ہیں۔ اور شیشہ دکھاتے ہیں ÷

۶۔ شیر گرج رہا ہے۔ کیسی ڈراؤنی گونج
ہے۔ واقعی شیر جنگل کا بادشاہ ہے۔ قید
میں بھی گرجتا ہے۔ اس کی آواز سن کر
سارے جانور اور آدمی سہم جاتے ہیں ÷

میاں شیر! اس وقت کس سوچ میں
ہو؟ اس قدر تیزی سے کیوں ٹہل رہے
ہو؟ کیا آدمیوں کو دیکھ کر دل للچاتا ہے؟
تم دبلے کیوں ہو گئے؟ جنگل میں منگل منانا
چاہتے ہو۔ مگر تمہیں اللہ میاں سزا دے
رہا ہے۔ پتہ نہیں تم نے کتنے آدمیوں کو
ہلاک کیا ہوگا ÷

۷۔ شام ہو چلی ہے۔ چڑیا گھر بند

ہونے والا ہے۔ ابھی تو ہم نے گیدڑ۔ بھیڑیا اور لومڑی کو دیکھنا ہے۔ میاں گیدڑ! کیا کر رہے ہو؟ کیا چڑیا گھر میں کوئی سکول کھولنے کی فکر میں ہو؟ ارے بھیڑیے! تمہیں بیٹھے یا کھڑے کبھی نہیں دیکھا۔ یہ کیا تانا بانا لگا رکھا ہے؟ کیا تمہاری ٹانگیں لوہے کی بنی ہوئی ہیں۔ ہر وقت تیوری چڑھائے رہتے ہو۔ آنکھوں سے خون برس رہا ہے۔ تم بڑے بے رحم ہو۔ بھوکے ہو تو بھائی بندوں کو بھی کھا جاتے ہو۔ کم بخت چیتے تو آج اندر ہی سو رہے ہیں آؤ ہرن۔ بکرے۔ مینڈھے اور نیل گائے کو پیار کریں۔ کتنے یتیم جانور ہیں۔ کھلے میدانوں اور سبزہ زاروں میں اچھلنے کودنے والے قید میں پڑے ہیں۔ یہ بھی کھلی جگہ ہے۔ مگر کہاں جنگل اور کہاں یہ میدان +

بس اب ہم تھک گئے۔ اندھیرا ہو گیا ہے۔ چلو جلدی جلدی چلیں۔ رات کو شیروں کی گرج۔ ریچھوں کے قہقہے اور

بندروں کی چیخیں غضب ڈھاتی ہونگی *

۸ - یہاں کا اِنتظام ایک انگریز کے سپُرد ہَے - وُہ پانچ سَو روپَے ماہوار تنخواہ پاتا ہَے - جانوروں کے کمروں کی صفائی - کھانا - علاج مُعالجہ - پھُولوں کی حفاظت - بِچھڑ کاؤ - نئے جانوروں کے داخل کرنے کا کام اِسی افسر کے سپُرد ہے - تمام بھنگی - ایک دو کلرک - بہشتی - چپڑاسی - اردلی - جمعدار - مالی سب اِس افسر کے ماتحت کام کرتے ہَیں - چڑیا گھر کے افسر اَور دُوسرے مُلازمین کے تقرّر یا تعیّناتی کا کام - زائد کمروں کی تعمیر و توسیع کا کام ایک کمیٹی کے سپُرد ہَے - اِس کمیٹی کے ممبروں میں ایک ممبر لاہور میونسپل کمیٹی کے میونسپل ممبروں میں سے ہوتا ہَے - لاہور شہر کی میونسپل کمیٹی بھی تین ہزار روپَے سالانہ امداد اِس چڑیا گھر کے لِئے دیتی ہے *

(سیرِ لاہور)

سوالات

۱ - اُود بلاؤ کی خُوراک کیا ہے اور یہ کیسا جانور ہے ؟

۲ - چند دریائی جانوروں کے نام لو ۔

۳ - کیا طوطے صرف سبز رنگ کے ہوتے ہیں ؟ کاکاٹوا کی شکل بیان کرو ۔

۴ - ذیل کے الفاظ خوش خط لکھو ۔ اور اُن کے معانی بتاؤ :-

مُرغابی - حوض - گرج - گُونج - موٹر - سائیکل - ٹکٹائی ۔

۵ - " آنکھوں سے خُون برس رہا ہے " کیا مُحاورہ ہے ؟ تشریح کرو ۔

۹ - ترانۂ ہندی

غُربت	وطن	ہمسایہ
سنتری	پاسباں	رشکِ جناں
کارواں	ہستی	محرم

سارے جہاں سے اچھّا ہندوستاں ہمارا
ہم بُلبُلیں ہیں اِس کی یہ گُلِستاں ہمارا
غُربت میں ہوں اگر ہم ۔ رہتا ہے دِل وطن میں
سمجھو وہیں ہمیں بھی دِل ہو جہاں ہمارا
پربت وُہ سب سے اُونچا ہمسایہ آسماں کا
وُہ سنتری ہمارا وُہ پاسباں ہمارا
گودی میں کھیلتی ہیں اُس کی ہزاروں ندیاں
گُلشن ہے جن کے دم سے رشکِ جناں ہمارا
اَے آبِ رودِ گنگا! وُہ دِن ہیں یاد تُجھ کو
اُترا ترے کِنارے جب کارواں ہمارا

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم - وطن ہے ہندوستاں ہمارا
یونان و مصر و روما سب مٹ گئے جہاں سے
اب تک مگر ہے باقی نام و نشاں ہمارا
کچھ بات ہے کہ ہستی مٹتی نہیں ہماری
صدیوں رہا ہے دشمن دورِ زماں ہمارا
اقبال! کوئی محرم اپنا نہیں جہاں میں
معلوم کیا کسی کو دردِ نہاں ہمارا
(ڈاکٹر سر شیخ محمد اقبال)

سوالات

۱ - ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-
غربت - پربت - رشکِ جناں - کارواں - بیر - صدی - دورِ زماں ۔

۲ - رودِ گنگا کہاں ہے اور کیوں مشہور ہے ؟

۳ - تیسرے شعر میں کس پہاڑ کی طرف اشارہ ہے ؟ اس کی مشہور چوٹیوں کے نام لو اور

بلندی بتاؤ +

۴- روما- مصر- یونان پر مختصر نوٹ لکھو +

۵- اس نظم کو حفظ کرکے سناؤ +

۱۰- تمباکو پینے کی خرابی

۱- دسمبر کا مہینا اور رات کا پچھلا پہر تھا۔ تمام گھر والے اپنے کمروں میں بے خبر سو رہے تھے کہ یکایک دلبیر کے کمرے سے بھیانک چیخوں کی آواز سنائی دی۔ "دوڑو دوڑو میں جلا۔ میں مرا" دلبیر کی ماں برابر کے کمرے میں سو رہی تھی۔ بیٹے کی آواز سن کر اس کی آنکھ کھل گئی۔ بے تاب اور بد حواس اس کے کمرے کی طرف ننگے سر دوڑی۔ بد قسمتی سے دروازہ اندر سے بند تھا۔ شیشہ میں سے جھانک کر

دیکھا۔ تو سارے کمرے میں دُھواں گھٹا ہُوا تھا۔ اور جہاں دلبیر کا پلنگ تھا۔ وہاں آگ کے شُعلے اُٹھ رہے تھے۔ یہ ماجرا دیکھ اُس کے اوسان خطا ہو گئے۔ لگی دُہائی دینے۔ ایک اینٹ اُٹھا کر شیشے توڑ ڈالے۔ اور جُوں تُوں کر کے کمرے میں داخِل ہُوئی۔ لیکن اندر ہر طرف دُھواں تھا۔ دماغ کو چڑھ گیا۔ چکّر کھا کر گری۔ اور بے ہوش ہو گئی ؂

۴ - اب سب جاگ چُکے تھے۔ ایک ایک کر کے سب کمرے کی طرف دَوڑے چلے آتے تھے۔ مگر سب بد حواس تھے۔ آخر دلبیر کا باپ کمرے میں گُھسا۔ اندھیرے میں کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ راستہ ٹٹول رہا تھا کہ کسی چیز کی ٹھوکر لگی۔ اور دھم سے گر پڑا۔ مگر پھر اُٹھا۔ روشنی منگائی۔ سب دروازے کھول دئے گئے۔ آخر دیکھا تو دروازے کے قریب دلبیر اور اُس کی ماں دونوں بے ہوش پڑے تھے۔ بڑی مُشکل

سے جلدی کھینچ کھانچ کر اُنہیں باہر نکالا۔ اَور دُوسرے کمرے میں لے جا کر پلنگ پر ڈالا +

۳۔ دلبیر کی ماں کو تو بظاہر کوئی صدمہ نہ پُہنچا تھا۔ لیکن وُہ بے ہوش تھی۔ البتّہ دلبیر کا بدن جُھلس گیا تھا۔ بایاں پَیر اَور پہلُو بُری طرح جل گئے تھے۔ جا بجا داغ اَور آبلے نمُودار تھے۔ سب کو یقین ہو گیا کہ اب دلبیر کوئی دم کا مہمان ہے۔ تمام گھر میں کُہرام مچ گیا۔ دلبیر سات بہنوں میں صرف ایک بھائی تھا۔ ماں باپ کو اِس سے بے اِنتہا محبّت تھی۔ شور و غُل سُن کر محلّہ والے جمع ہو گئے۔ اَور آگ بُجھانے لگے +

۴۔ ڈاکٹر صاحب قریب ہی رہتے تھے۔ ایک نیک دل پڑوسی دَوڑا ہُوا گیا۔ اَور اُنہیں بُلا لایا۔ ڈاکٹر صاحب نے مریض کو دیکھا۔ اب وُہ ہوش میں تھا۔ مگر حالت بہت ردّی ہو رہی تھی۔ کہنے لگے۔ حالت

خطرناک ضرور ہے - مگر آپ لوگ گھبرائیں نہیں - خدا اچھّا کر دے گا - یہ ارنڈ کا تیل ہے - چونے کا پانی اِس میں مِلا کر جہاں جہاں جلا ہے - اُس کے پھاہے رکھو - صبح کو دوا دی جائے گی +

۵ - خدا چاہے تو مُردے کو زندہ کر دے - دلبیر کی علالت نے بہت طُول کھینچا - مگر چھ مہینے کے لگاتار علاج مُعالجے سے وُہ اچھّا ہو گیا - جان تو بچ گئی - لیکن تمام عُمر کے لئے لنگڑا ہو گیا - شفا یاب ہونے پر جب باپ نے پُوچھا کہ آخر یہ آگ کیسے لگی ؟ تو دلبیر نے کہا کہ مَیں نے سگرٹ پی کر بچا ہُوا ٹکڑا پاس ہی زمین پر پھینک دیا تھا - اپنے خیال میں تو مَیں نے اُسے بُجھا دیا تھا - مگر غالباً وُہ جلتا رہا ہوگا - اور اُسی سے فرش میں بھی آگ لگ گئی ہوگی - رفتہ رفتہ کمرے کی دُوسری چیزیں سُلگنے لگیں - اور مُجھے خبر نہیں ہُوئی - جب میرا لحاف جلنے لگا - تو مَیں

گھبرا کر اُٹھ بیٹھا - اُس وقت تمام کمرے میں دُھوآں بھرا ہُوا تھا - مَیں گھبرا کر دروازے کی طرف دَوڑا کہ کواڑ کھول کر باہر نکل جاؤُں - مگر دُھوئیں نے مُہلت نہ دی - اَور مَیں بے ہوش ہو کر دروازے کے پاس گر پڑا - آپ مُجھے کہا کرتے تھے - کہ سگرٹ نہ پیا کرو - یہ نہایت بُری چیز ہَے - مگر مَیں آپ سے چُھپ چُھپ کر پیتا تھا - اب میری توبہ ہَے - کبھی اِس منحُوس چیز کو مُنہ نہ لگاؤُں گا ؞

سوالات

۱ - آگ سے جلنے کا علاج کیا ہَے ؟

۲ - تیسرے پیرے کو اپنے الفاظ میں لکھو ؞

۳ - اِس کہانی سے کیا نتیجہ نکلتا ہَے ؟

۴ - ذیل کے الفاظ کو خُوش خط لکھ کر اُن کے معنے بتاؤ :-

کُہرام - بد حواس - پہلُو - بلک بلک ؞

۱۱۔ مکڑا اور مکھی

کُٹیا　　دھوکا　　آئینہ

بُھنبھر　　خُوشامد　　رُتبہ

کلغی　　اُچھل کر

اِک دِن کسی مکھی سے یہ کہنے لگا مکڑا
اِس راہ سے ہوتا ہے گزر روز تمہارا
لیکن مری کُٹیا کی نہ جاگی کبھی قسمت
بھولے سے کبھی تم نے یہاں پاؤں نہ رکھا
غیروں سے نہ مِلئے تو کوئی بات نہیں ہے
اپنوں سے مگر چاہیئے یُوں کھنچ کے نہ رہنا
آؤ جو مرے گھر میں تو عزت ہے یہ میری
وُہ سامنے سیڑھی ہے جو منظور ہو آنا
مکھی نے سُنی بات جو مکڑے کی تو بولی
حضرت! کسی نادان کو دِیجیئے گا یہ دھوکا

اس جال میں مکھی کبھی آنے کی نہیں ہے
جو آپ کی سیڑھی پہ چڑھا پھر نہیں اُترا

مکڑے نے کہا۔ واہ! فریبی مجھے سمجھا؟
تُم سا کوئی نادان زمانہ میں نہ ہوگا
منظور تُمہاری مجھے خاطر تھی وگرنہ
کچھ فائدہ اپنا تو مرا اس میں نہیں تھا
اُڑتی ہوئی آئی ہو خُدا جانے کہاں سے
ٹھیرو جو مرے گھر میں تو ہے اس میں بُرا کیا
اس گھر میں کئی تُم کو دکھانے کی ہیں چیزیں
باہر سے نظر آتی ہے یہ چھوٹی سی کُٹیا
لٹکے ہُوئے دروازوں پہ باریک ہیں پردے
دیواروں کو آئینوں سے ہے میں نے سجایا
مہمانوں کے آرام کو حاضر ہیں بچھونے
ہر شخص کو ساماں یہ مُیسّر نہیں ہوتا
مکھی نے کہا خیر! یہ سب ٹھیک ہے لیکن
میں آپ کے گھر آؤں یہ اُمّید نہ رکھنا
ان نرم بچھونوں سے خُدا مجھ کو بچائے
سو جائے کوئی ان پہ تو پھر اُٹھ نہیں سکتا

مکڑے نے کہا دل میں سُنی بات جو اُس کی
پھانسُوں اِسے کِس طرح یہ کم بخت ہے دانا
سَو کام خُوشامد سے نِکلتے ہیں جہاں میں
دیکھو جسے دُنیا میں خُوشامد کا ہے بندا
یہ سوچ کے مکھّی سے کہا اُس نے بڑی بی!
اللہ نے بخشا ہے بڑا آپ کو رُتبا
ہوتی ہے اُسے آپ کی صُورت سے محبّت
ہو جس نے کبھی ایک نظر آپ کو دیکھا
آنکھیں ہیں کہ ہیرے کی چمکتی ہُوئی کنیاں
سر آپ کا اللہ نے کلغی سے سجایا
یہ حُسن - یہ پوشاک - یہ خُوبی - یہ صفائی
پھر اُس پہ قیامت ہے یہ اُڑتے ہُوئے گانا
مکھّی نے سُنی جب یہ خُوشامد تو پسیجی
بولی کہ نہیں آپ سے مُجھ کو کوئی کھٹکا
اِنکار کی عادت کو سمجھتی ہُوں بُرا مَیں
سچ یہ ہے کہ دل توڑنا اچھّا نہیں ہوتا
یہ بات کہی اور اُڑی اپنی جگہ سے

پاس آئی تو مکڑے نے اُچھل کر اُسے پکڑا

بھوکا تھا کئی روز سے اب ہاتھ جو آئی
آرام سے گھر بیٹھ کے مکھی کو اُڑایا

(اقبال)

سوالات

۱ - اِس نظم میں شاعر نے کِس بات کا سبق دیا ہے؟

۲ - کیا تُم نے مکڑا دیکھا ہے؟ اُس کی شرح بیان کرو۔

۳ - اِس نظم کو نثر میں لکھّو۔

۴ - " آرام سے گھر بیٹھ کے مکھّی کو اُڑایا " اِس مِصرعہ کی تشرِیح کرو۔

۱۲- ایّامِ جنگ کا ایک واقعہ

تاریکی	کڑکڑاتا	برف باری
سُن	خندق	زخمی
اردلی	مضبُوط	شِدّت
خستہ	لشکر	پنشن

۱- رات کا وقت تھا- ہر طرف سخت تاریکی چھائی تھی- آنکھ بالکُل کام نہ کرتی تھی- دسمبر کا مہینہ تھا- کڑکڑاتا جاڑا پڑ رہا تھا- سخت برف باری ہو رہی تھی- دانت سے دانت بجتا تھا- جسم سُن ہو گئے تھے- ہاتھ پاؤں ٹھٹھر کر بے کار ہو رہے تھے۔

۲- ۱۹۱۴ء میں فسٹوبرٹ واقع مُلک فرانس کی تاریک خندقوں میں ایک انگریز

اَور ایک ہندوستانی افسر اَور ایک اردلی
پناہ گزیں تھے - باقی ہمراہی یا تو مر چکے
تھے یا زخمی ہو گئے تھے یا پیچھے ہٹ گئے
تھے - کُل رجمنٹ میں سے یہ ہی تین شخص
دُشمن کی لائن میں پہنچے تھے - اَور صرف
تاریکی کی بدولت اب تک زندہ تھے - وُہ
خُوب جانتے تھے کہ صُبح ہوتے ہی دُشمن
کا شکار ہو جائیں گے - یہ سوچ کر انگریز نے
پیچھے ہٹنے کا حُکم دیا - کیونکہ کسی قسم کی
کمک پہنچنے کی اُمّید نہ تھی - اردلی تو نوجوان
اَور مضبُوط آدمی تھا - لیکن ہندوستانی افسر
بُوڑھا تھا اَور تمام دن کی محنت اَور کوفت
سے خستہ ہو رہا تھا - اُوپر سے سردی کی
شدّت اَور بھی غضب ڈھا رہی تھی - لیکن
ہر چند وُہ بُوڑھا تھا - مگر دل جوان تھا - حُکم
سُنتے ہی فوراً مُستعِد ہو گیا - تینوں نہایت
احتیاط اَور ہوشیاری سے تنگ و تاریک
خندق سے باہر نکلے - آگے بارہ سَو گز
تک کھُلا میدان تھا - جس میں کوئی چیز

اَیسی نہ تھی - جس کی آڑ میں چھُپ سکیں - مَیدان میں پہنچتے پہنچتے تارِیکی جاتی رہی - اَور روشنی نمُودار ہو گئی - دُشمن کو بھی خبر ہو گئی - اَور جرمن سپاہی گولے برسانے لگے - بے چارہ اردلی زخمی ہو گیا - بُوڑھا افسر اِس قدر کمزور تھا کہ وُہ دُوسرے کی مدد کے بغیر خُود اِتنا فاصلہ طے نہ کر سکتا تھا کہ دُشمن کی زد سے باہر ہو جائے - اب انگریز افسر مُتردّد ہُؤا اَور سوچنے لگا - کہ دونوں میں سے کِس کی مدد کرے - نَوجوان اردلی کی ؟ جس کا زخم بہت جلد اچھا اَور وُہ پھر قابِلِ جنگ ہو سکتا ہَے - یا اِس ضعِیفُ العُمر بُوڑھے کی ؟ جو اب جنگ کے قابل نہیں رہا - ساتھ ہی فَوجی قواعِد کا خیال تھا جس کے رُو سے ادنیٰ سے ادنیٰ اَور حقیر سے حقیر شَے کا جو جنگ میں مُفید ہو سکتی ہَے - حتّی الاِمکان ضائع ہونے سے بچانا لازم ہَے - بُوڑھے کا پنشن کا وقت آ چُکا تھا - اردلی جوان تھا - اَور

مقاصدِ جنگ کے لئے زیادہ کار آمد تھا۔ مگر انگریز کو بُوڑھے کی بے کسی اَور ضعیفی پر رحم آیا۔ اُس نے اُس کی مدد کی۔ اَور گولیوں کی بارِش میں اُسے صحیح و سلامت اپنے لشکر میں لے گیا۔ اِس بُوڑھے افسر کا یہ آخری مارچ اَور یہ آخری لڑائی تھی۔ اب وُہ آرام سے اپنے گھر میں بَیٹھا ہُوا پنشن لے رہا ہے۔ یقین ہے کہ اُس کا دِل اِس انگریز کو دُعائیں دیتا ہوگا ۔

۳ ۔ دِلاور انگریز بُڈھے کو لشکر میں پُہنچا کر پھر واپس آیا۔ اَور بارہ سَو گز کا فاصِلہ طَے کر کے اصلی مقام پر پُہنچا۔ اَور زخمی اردلی کو اُٹھا کر لے گیا۔ راہ میں دو دفعہ وُہ بال بال بچا۔ دو بار گولیاں اُس کے کپڑوں کو چُھوتی ہُوئی پاس سے نِکل گئیں۔ اِس طرح اِس شیر دِل عالی ہِمّت انگریز نے اپنے دونوں ساتھیوں کو بچا لیا۔ اَور اُن پر کسی قسم کی آنچ نہ آنے دی ۔ (یارانِ جنگ)

سوالات

۱ - جنگِ عظیم کس زمانے میں چھڑی تھی - اِس جنگ میں جرمنی کے طرف دار کون تھے اور اُس کے خلاف کون ؟

۲ - انگریز نے بُوڑھے کو جوان پر ترجیح کیوں دی ؟ کیا وُہ حق بجانِب تھا ؟

۳ - خندق سے کیا مُراد ہے ؟ اور سپاہی خندقوں میں کیوں رہتے تھے ؟

۴ - "دانت سے دانت بجنا" کیا مُحاورہ ہے ؟ اِس کا محلِ استعمال بتاؤ ۔

۵ - کڑکڑاتا جاڑا کس مہینے میں پڑتا ہے ؟

۱۳- ایک گائے اَور بکری

چراگاہ　　بہار　　ندّیاں
طائر　　مُصیبت　　قِسمت
ہتھ کنڈے　　رام کرنا

اِک چراگاہ ہری بھری تھی کہیں
تھی سراپا بہار جس کی زمیں
کیا سماں اِس بہار کا ہو بیاں
ہر طرف صاف ندّیاں تھیں رواں
تھے اناروں کے بے شُمار درخت
اَور پیپل کے سایہ دار درخت
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں آتی تھیں
طائروں کی صدائیں آتی تھیں
کسی ندی کے پاس اِک بکری
چرتے چرتے کہیں سے آ نکلی
جب ٹھہر کر اِدھر اُدھر دیکھا
پاس اِک گائے کو کھڑا پایا

پہلے جُھک کر اُسے سلام کیا
پھر سلیقے سے یُوں کلام کیا
کیوں بڑی بی! مزاج کیسے ہیں؟
گائے بولی کہ خیر اچھّے ہیں
کٹ رہی ہے بُری بھلی اپنی
ہے مُصیبت میں زندگی اپنی
جان پر آ بنی ہے کیا کہئے
اپنی قسمت بُری ہے کیا کہئے
دیکھتی ہُوں خُدا کی شان کو مَیں
رو رہی ہُوں بُروں کی جان کو مَیں
زور چلتا نہیں غریبوں کا
پیش آیا لکھا نصیبوں کا
آدمی سے کوئی بھلا نہ کرے
اس سے پالا پڑے خُدا نہ کرے
دُودھ کم دُوں تو بُڑبُڑاتا ہے
ہُوں جو دُبلی تو بیچ کھاتا ہے
ہتھکنڈوں سے غُلام کرتا ہے
کن فریبوں سے رام کرتا ہے
اس کے بچّوں کو پالتی ہُوں مَیں

دُودھ سے جان ڈالتی ہُوں مَیں
بدلے نیکی کے یہ بُرائی ہے
میرے اللہ! تری دُہائی ہے

سُن کے بکری یہ ماجرا سارا
بولی ایسا گِلہ نہیں اچھّا
بات سچّی ہے بے مزا لگتی
مَیں کہُوں گی مگر خُدا لگتی

یہ چراگہ - یہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا
یہ ہری گھاس اُور یہ سایا
ایسی خُوشیاں ہمیں نصیب کہاں
یہ کہاں - بے زباں غریب کہاں

یہ مزے آدمی کے دم سے ہیں
لُطف سارے اِسی کے دم سے ہیں
اِس کے دم سے ہے اپنی آبادی
قید ہم کو بھلی کہ آزادی

سَو طرح کا بنوں میں ہے کھٹکا
واں کی گزران سے بچائے خُدا
ہم پہ احسان ہے بڑا اِس کا
ہم کو زیبا نہیں گِلہ اِس کا

قدر آرام کی اگر سمجھو
آدمی کا کبھی گلہ نہ کرو
گائے سُن کر یہ بات شرمائی
آدمی کے گلہ سے پچھتائی
دل میں مانا یہ گو بُرا اُس نے
لیک کچھ سوچ کر کہا اُس نے
یُوں تو چھوٹی ہے ذات بکری کی
دل کو لگتی ہے بات بکری کی
(ڈاکٹر سر شیخ محمّد اقبال)

سوالات

۱۔ گائے کا شکوہ اور بکری کا جواب نثر میں لکھّو۔

۲۔ بکری سچّی تھی کہ گائے؟ وُجُوہات دو۔

۳۔ معنے بیان کرو:-
رام کرتا ہے۔ ہٹھ کنڈے۔ خُدا کرے پالا نہ پڑے۔

۴۔ "مَیں کہوں گی مگر خُدا لگتی" مطلب بیان کرو۔

۱۴- موت کا قرعہ (۱)

(از مسٹر محمد احمد ایم اے، پی ایچ ڈی، بیرسٹر ایٹ لا)

اقبال	غروب	جوہر
گھونگر والے	مقدمہ	کرامویل
متعجب	پاداش	غنیم
	نرس	

۱- یہ کرامویل کے زمانے کا واقعہ ہے۔ جو سترھویں صدی میں انگلستان کا فرمانروا تھا۔ اس وقت انگلستان کی فوج میں سب سے کم عمر کرنیل مے فیر تھا۔ سترہ سال کا تھا جب فوج میں ملازم ہوا۔ اب اس کی عمر تیس سال کی تھی۔ بہت سی لڑائیوں میں شریک ہو کر اپنی قابلیت کے جوہر دکھا چکا تھا۔ مگر اس وقت اس کے اقبال کا ستارہ قریب غروب تھا۔ وہ سخت رنج اور مصیبت میں مبتلا تھا۔ بچنے کی کوئی

اُمّید نہ تھی ۔ وُہ اپنی مُصیبت اپنی غمزدہ بیوی کو کہ چُکا تھا ۔ دونوں کو یقین تھا کہ اب کرامویل کے سپاہی اُسے گرِفتار کرنے آتے ہوں گے ۔ اِس خوف سے اُس کی بیوی کانپ رہی تھی ٭

۲ ۔ اِن کی ایک لڑکی سات سال کی عُمر کی اِن دونوں کو نہایت عزیز تھی ۔ کرنیل نے یہ خیال کرکے کہ اب اُس کے سونے کا وقت ہے ۔ اور وُہ پلنگ پر جانے سے پہلے والدین سے رُخصت ہونے اور اُن کی دُعائیں لینے آتی ہوگی ۔ اپنی بیوی سے کہا کہ تُم اپنے آنسو پُونچھ لو ۔ اور لڑکی کے خیال سے اپنی ہمّت مضبُوط رکھو ۔ اُس کی تسلّی کے لئے ہم کو اپنی آنے والی مُصیبت کو تھوڑی دیر کے لئے بھُول جانے کی کوشش کرنی چاہیئے ۔ بیوی نے کہا ۔ میرا دل پاش پاش ہو رہا ہے ۔ اور میرے آنسو کسی طرح نہیں تھمتے ۔ کرنیل نے کہا ۔ جو مُصیبت خُدا نازل

کرے اُس کو صبر و شُکر کے ساتھ برداشت کرنا ہمارا فرض ہے۔ مُصیبت بھی اُس کے حُکم سے آتی ہے۔ اور اس میں بھی کوئی نہ کوئی بھلائی ہماری یا ہماری اولاد کی ہے۔ اب وُہ لڑکی جس کے بال گھونگر والے تھے اور جو شب خوابی کا لباس پہنے تھی۔ چُپکے سے کمرے میں داخل ہُوئی۔ اور دوڑتی ہوئی اپنے باپ کے پاس چلی گئی۔ باپ نے اُٹھا کر اُسے سینے سے لگایا۔ لڑکی نے کہا۔ مُجھے اتنا نہ بھینچو۔ ورنہ میرے بالوں کے چھلّے کھُل کر سیدھے ہو جائیں گے۔ کرنیل نے جواب دیا کہ تُم نے سچ کہا۔ مُجھے خیال نہیں رہا تھا۔ مَیں اپنی پریشانی میں مُبتلا تھا۔ لڑکی نے حیران ہو کر پُوچھا کہ تُم سچ مُچ پریشان ہو یا مُجھ سے بہانہ کرتے ہو؟ باپ نے رُومال آنکھوں پر رکھ لیا۔ یہ حال دیکھ کر لڑکی بھی رونے لگی۔ اور باپ کی آنکھوں سے رُومال ہٹا کر کہنے لگی کہ اب تُم کیوں روتے ہو؟ کیا تمہیں

اِس خیال سے تکلیف ہے۔ کہ مَیں نے
تمہارے کسی حُکم کی تعمیل نہیں کی۔ مَیں
نے جان کر تم کو کوئی تکلیف نہیں دی۔
اَور نہ کبھی آئندہ دُوں گی۔ اِس کا وعدہ
کرتی ہُوں۔ رُومال اَور ہاتھ ہٹانے کی کوشش
جو لڑکی نے کی۔ اِس اثنا میں ایک مرتبہ
اپنے باپ کی آنکھ خُشک دیکھ کر بولی۔
"ابّا! تُم رو نہیں رہے۔ بلکہ رونے کا مُجھ
سے بہانہ کرتے ہو۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔
اِس لئے اب مَیں تمہیں چھوڑ کر امّاں
کے پاس جاتی ہُوں۔ یہ کہہ کر لڑکی نے
باپ کی گود سے اُترنے کی کوشش کی۔
مگر باپ نے اُسے نہ چھوڑا۔ اَور کہا۔
بے شک مُجھ سے غلطی ہُوئی۔ اِس کے
پاداش میں تُم جو فرمائش کرو گی۔ وُہ
مَیں پُوری کرُوں گا۔ اب تُم کو بھی اپنے
آنسُو پُونچھ لینے چاہئیں۔ اَور دیکھو تُمہارے
سر کے بالوں کے چھلّے کُچھ نہیں بگڑے۔
فرمائش کا نام سُن کر لڑکی خُوش ہو گئی۔

اَور کہنے لگی کہ مُجھے کوئی اچھّی کہانی سُناؤ۔ باپ نے پُوچھا ۔کیسی کہانی سُننا چاہتی ہو۔ اَیسی کہانی کہ جس کو سُن کر ہنسی آئے؟ لڑکی نے کہا۔ نہیں۔ اَیسی کہانی جس سے خَوف معلُوم ہو ؛

۳- باپ چاہتا تھا کہ کوئی ہنسانے والی کہانی سُنائے۔ مگر لڑکی نے اپنی ضد نہ چھوڑی ۔اَور کہا کہ تُم نے وعدہ کیا ہے۔ کہ مَیں جو کُچھ کہُوں گی۔ اُس کو پُورا کروگے۔ اَور تُم ایک مذہبی آدمی ہو ۔ جس کا فرض ہَے کہ اپنے قَول کو پُورا کرے ۔ خادِمہ (کھِلائی) مُجھ سے کہتی تھی کہ ساری عُمر ہنسی خُوشی میں بسر نہیں ہُؤا کرتی ۔ کیا یہ سچ ہَے؟ ضرُور سچ ہوگا۔ وگرنہ خادِمہ یہ نہ کہتی ۔ لڑکی کی یہ باتیں سُن کر اُس کی ماں نے ٹھنڈا سانس لیا۔ باپ نے آہستگی سے جواب دیا۔ یہ سچ ہَے ۔ لڑکی نے کہا۔ اَیسی کہانی مَیں سُننا چاہتی ہُوں ۔ اَیسی کہانی ہو کہ سُن کر رونگٹے کھڑے ہو جائیں۔

اَور یہ معلوم ہو کہ اَیسی مُصِیبت ہم پر آنے والی ہَے۔ یہ کہکر لڑکی نے ماں کی طرف اِشارہ کِیا کِہ تُم قرِیب آ جاؤ۔ اَور میرا ایک ہاتھ تھام لو۔ تاکِہ اگر مُجھے خَوف زیادہ معلُوم ہو۔ تو تُمہارے ہاتھ تھامنے سے مُجھے تسلّی رہے۔ پھر لڑکی نے باپ سے مُخاطِب ہو کر کہا کِہ اب کہانی شرُوع کرو۔ باپ نے کہا۔ بہُت اچھّا *

۴۔ایک زمانے میں ایک فوج میں تین کرنیل تھے۔ لڑکی نے کہا۔ بہُت اچھّا۔ مَیں کرنیلوں کو خُوب جانتی ہُوں۔ کیونکہ تُم بھی ایک کرنیل ہو۔ اَور کرنیل کی وردی بھی خُوب پہچانتی ہُوں۔ اب آگے کہو۔ باپ نے کہا کہ ایک لڑائی میں اِن تینوں افسروں سے ایک حُکم عدُولی ہو گئی۔ لڑکی نے کہا کہ حُکم عدُولی کیا کوئی کھانے کی مزے دار چیز ہَے؟ باپ نے جواب دِیا کِہ نہیں۔ یُوں سمجھو کِہ اِن افسروں نے حُکم نہیں مانا اَور نا فرمانی کی۔ لڑائی

میں اُن کو یہ حُکم دیا گیا تھا کہ دُشمن کی
طاقت جہاں سب سے زیادہ ہو۔ اُس مقام
پر حملہ کریں۔ اور جب دُشمن مُقابلہ کے
لئے باہر نکل آئے۔ تو اُس کے آگے سے
ہٹ کر چلے آئیں۔ تاکہ غنیم کی فوج
کا زیادہ حصّہ ان تینوں کرنیلوں کی فوج
کا پیچھا کرنے میں مشغول ہو جائے۔
اور اُن کے بقیّہ لشکر کو حفاظت کے ساتھ
پیچھے ہٹنے کا موقع ملے۔ جب لڑائی
شُروع ہُوئی۔ تو یہ تینوں کرنیل بجائے
پیچھے ہٹنے کے جیسا کہ حُکم دیا گیا تھا۔
آگے بڑھے چلے گئے۔ حُسنِ اتّفاق سے دُشمن
کو شکست اور سلطنتِ انگلستان کی فتح
ہُوئی۔ مگر باوجُود اس فتح کے چُونکہ اُنہوں
نے ہدایت کے خلاف عمل کیا تھا۔ اُن
کا جرنیل جو اب فرما روائے انگلستان ہے۔
اُن سے بہت ناخُوش ہُوا۔ اور اُس نے
حُکم دیا کہ ان تینوں پر مُقدّمہ چلایا جائے۔
لڑکی نے مُتعجّب ہو کر پُوچھا۔ کہ کیا جنرل

کراموِیل نے یہ حُکم دیا؟ باپ نے کہا۔ ہاں۔ لڑکی نے پھر کہا کہ مَیں نے جنرل کراموِیل کو دیکھا ہَے۔ وُہ ہمارے گھر کے آگے سڑک پر سے کئی دفعہ گُزرے ہیں۔ چہرے سے معلُوم ہوتا ہَے کہ وُہ بڑے عقلمند۔ بہادُر اَور سخت افسر ہیں۔ اَور اُن کے سپاہی ہمیشہ اُن سے بہُت ڈرتے رہتے ہیں۔ مگر مجھ کو تو کبھی اُن سے ڈر نہیں لگا۔ کیونکہ اُنہوں نے کبھی خوفناک نظر سے میری طرف نہیں دیکھا۔ باپ نے کہا۔ ایسا ہُوا ہوگا۔ مگر اُن کے حُکم سے یہ تینوں کرنیل گرفتار ہو کر قَید خانہ میں بھیج دئے گئے۔ اور یہ حُکم دیا گیا کہ فوجی کونسل کے سامنے ان کا مُقدّمہ پیش ہونے سے پہلے اُن کو آخری موقع دیا جائے۔ کہ اپنے بال بچّوں سے مل آئیں +

سوالات

۱۔ قُرعہ سے کیا مُراد ہے ؟

۲۔ کرامویل کَون تھا ؟

۳۔ کرنَیل کِسے کہتے ہیں ؟ فوج کے عُہدے بیان کرو ۔

۴۔ اِن فِقروں کا مطلب بیان کرو :۔

(الف) قابلیّت کے جوہر دکھائے ۔

(ب) اِقبال کا سِتارہ قریب غُروب تھا ۔

(ج) دِل پاش پاش ہو رہا ہے ۔

۵۔ اِن الفاظ کے معانی بتاؤ ۔ اور جن کے نیچے لکیر ہے ۔ اُنہیں اپنے فِقروں میں اِستعمال کرو :۔

خوف ۔ گرِفتار ۔ صبر و شُکر ۔ برداشت ۔ پریشانی ۔ فرمائش ۔ پاداش ۔ غنیم ۔ نرس ۔

۱۵- خوشِ وقتِ شام

شان سُہانا سبزہ مہتاب
بنگلہ جُزودان ماہی در آب
ذوقِ تمام ترمرانے خوشِ انجام

خُدا کی نظر آ رہی شان ہے
سُہانا سا اِک سبز میدان ہے
ہوا سے جو سبزہ ہے لہرا رہا
تو ہے دیکھنے سے مزہ آ رہا
ہری گھاس وُہ لہلہاتی ہُوئی
ہوا لوٹ کر لہر کھاتی ہُوئی
وہیں ایک پہلُو میں تالاب ہے
کہ دن دُھوپ اور رات مہتاب ہے
درخت اِک جگہ ہیں جو چھائے ہُوئے
ہوا دار بنگلے بنائے ہُوئے
تو اِک چھوٹے لڑکے نے واں آن کر
جگہ خُوب موقع کی پہچان کر

رکھا سامنے اپنے جُزو دان ہے
ورق پر لگائے ہُوئے دِھیان ہے
خُدا جانے ہے ہاتھ میں کیا کتاب
کہ اس میں ہے ڈُوبا چو ماہی در آب
اَور آتی ہے جُوں جُوں سیاہیٔ شام
وُہ شوقین لڑکا بہ ذَوقِ تمام
جھُکا جاتا ہے اِس طرح غور سے
کہ کاغذ کا کیڑا ہو جس طَور سے
نظر اُس کی جب تھرّانے لگی
سیہ شام سُرمہ اُڑانے لگی
بہُت بیٹھا بیٹھا جو تھا تھک گیا
اِک اُنگڑائی لے کر وُہ لڑکا اُٹھا
رکھا پھر کتابوں کو جُزو دان میں
ٹہلنے لگا آ کے مَیدان میں

کیا خاتمہ دِن کا جب شام نے
تو لی گھر کی راہ اُس خُوش انجام نے
وُہ لڑکا جو پُہنچا بہ نزدیکِ شہر
نظر آئی یاں اَور بھی لہر بہر

دُکانوں پہ روشن سراسر چراغ
چراغوں نے گویا لگائے تھے باغ
غرض ہر جگہ سے گزرتا ہُوا
تماشے خدائی کے کرتا ہُوا
گیا جبکہ گھر میں وُہ روشن چراغ
تو ماں باپ بھی ہو گئے باغ باغ
خوشی سے نہ جامے میں پھُولے سمائے
بہین بھائی بولے وُہ آئے وُہ آئے
سلام اُس نے پہلے کیا باپ کو
جُھکایا بہ حُسنِ ادب آپ کو
دُعا دی یہ اُس نے بھی لے کر سلام
مُبارک مُبارک خوشا وقتِ شام
(آزاد)

سوالات

۱- ذیل کے فقروں کے معنے بتاؤ:-
ہوا لوٹ کر لہر کھاتی ہُوئی - جو ماہی در آب -
کاغذ کا کیڑا - سُرمہ اُڑانے لگی - لہر بہر ۔
۲- اِس شعر کا مطلب بیان کرو:-

گیا گھر میں جبکہ وُہ روشن چراغ
تو ماں باپ بھی ہو گئے باغ باغ

۳- اِس نظم کا مطلب اپنی عبارت میں لکھو۔

۱۶- موت کا قُرعہ (۲)

شور جُرم بقیّہ بائبل
سپاہی ناحق شاہانہ

۱- اب باہر سے کسی قدر شور و غُل کی آواز آنے لگی۔ اُیسا معلُوم ہُوا کہ فوجی سپاہی قدم جمائے مکان کی طرف آ رہے ہیں۔ یہ آواز سُن کر ماں سہم گئی۔ اور رنج و غم کے بوجھ سے اُس کی کمر جُھک گئی۔ لڑکی نے مُتعجّب ہو کر پُوچھا کہ کیا یہ کہانی سچّی ہے؟ باپ نے کہا۔ ہاں بالکُل سچّی! لڑکی بولی۔ یہ تو بہُت اچھّی بات ہے۔ مَیں یہ سُن کر بہُت خُوش ہُوئی۔ پھر کیا ہُوا؟

ماں کو روتا دیکھ کر لڑکی پُوچھنے لگی کہ تُم کیوں روتی ہو؟ ماں نے جواب دیا کہ یُونہی مَیں اِن تینوں افسروں کے غم زدہ رشتہ داروں کا خیال کرکے روتی ہُوں۔ لڑکی نے کہا۔ رونے کی کُچھ ضرُورت نہیں۔ کہانیوں کا انجام ہمیشہ اچھّا ہُؤا کرتا ہَے۔ تُم چُپ چاپ سُنتی رہو۔ پھر کیا ہُؤا؟ باپ نے کہا کہ اِن تینوں افسروں کو جب اپنے بال بچّوں سے مِلنے کی اِجازت دی گئی۔ تو وُہ نہایت خُوش خُوش اپنے گھر آئے۔ اِن کے بچّے بہُت تھے۔ سب سے مِل کر بہُت خُوش ہُوئے۔ لڑکی نے ماں سے مُخاطب ہوکر کہا کہ دیکھو۔ اب قِصّہ کا رُخ پلٹا ہَے۔ تُم ناحق رنج کرتی ہو۔ باپ نے کہا کہ تینوں افسر بال بچّوں سے مِل کر تاریخ مُقرّرہ پر قلعہ میں فوجی عدالت کے سامنے حاضر ہُوئے۔ تو وہاں اُن کے مُقدّمہ کی تحقیقات ہُوئی۔ اَور اُن کے جوابات لئے گئے۔ اَور عدالت ایک گھنٹہ

تک اُن سے باتیں پُوچھتی رہی - نتیجہ یہ ہُوا کہ اُن کو موت کا حُکم سُنایا گیا ہے - اور اب اُن کو برابر کھڑا کر کے گولی مار دی جائے گی - لڑکی نے متعجب ہو کر پُوچھا کہ کیا یہ سچ ہے؟ باپ نے کہا - ہاں! بالکل سچ ہے - لڑکی نے کہا کہ کہانی کا یہ حصّہ خراب ہے - مگر امّاں! تمہیں رونا نہیں چاہیئے - تھوڑی دیر میں کہانی پھر پلٹا کھائے گی - پھر کیا ہُوا؟

۲ - باپ - پھر تینوں کرنیل...... +

لڑکی - کیا آپ اُن کو جانتے ہیں؟

باپ - ہاں بہت اچھی طرح +

لڑکی - میں بھی ان سے ملنا چاہتی ہوں - مجھے کرنیل بہت پسند ہیں - اُن کی وردی مجھے بہت اچھی معلوم ہوتی ہے - کیا وہ مجھ سے ملنا پسند فرمائیں گے؟

باپ - ان میں سے ایک تو ضرور تم سے مل کر نہایت خوش ہوگا - یہ کہ کر کرنیل آب دیدہ ہو گیا +

لڑکی - میں اُن سے کہوں گی کہ میرا باپ بھی مثل تمہارے کرنیل ہے - اور وُہ بھی لڑائی میں غالباً ایسا ہی عمل کرے گا۔ جیسا کہ آپ نے کیا - اِس لئے آپ لوگوں کو بالکل گھبرانا نہیں چاہیئے - اور آپ نے کوئی حرکت ایسی نہیں کی جو باعثِ شرم یا قابلِ اعتراض ہو - امّاں تم ناحق روتی ہو - کہانی اب پلٹا کھانے والی ہے۔ صبر سے آخر تک سُنتی رہو - اچھا ابّا! پھر کیا ہُوا ؟

باپ - حکم سُنانے کے بعد فوجی عدالت کے ججوں نے اپنے فیصلے پر نہایت افسوس کیا - اور کرامویل کے حضور میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہم نے اپنا فرض منصبی ادا کیا ہے - مگر مجرم شاہی رحم کے ضرور مستحق ہیں - جس کا اختیار سوائے آپ کے اور کسی کو حاصل نہیں ہے - کم از کم ہماری یہ سفارش ہے کہ تینوں کی بجائے صرف ایک افسر

کو گولی سے مار دیا جائے۔ عبرتِ عام اور فوج میں رُعب اور تعمیلِ احکام کا خیال قائم رکھنے کے لئے بہت کافی ہوگا۔ یہ سُن کر کراموَیل ناخوش ہُؤا۔ اور کہنے لگا۔ کہ تُم اپنا بوجھ سر سے اُتار کر میرے کندھوں پر ڈالنا چاہتے ہو۔ مَیں کوئی ایسی بات نہیں کر سکتا۔ جو ایک سپاہی کی شان کے خلاف ہو۔ ہر سپاہی کا فرض ہے کہ احکام کی پُوری تعمیل بلا کسی قسم کی حُجّت و حکایت اور چُوں چرا کے فوراً وقت پر کرے۔ تُم نے اس سنگین جُرم کے پاداش میں جو سزا تجویز کی ہے۔ وُہ بالکل قانون اور انصاف کے مُطابق ہے۔ ججوں نے عرض کیا۔ کہ اگر حُضُور غور فرمائیں گے تو بہ حالاتِ خاص ہماری سفارش بے جا نہ پائیں گے۔ اگر ہم کو خُدا وُہ مرتبہ عطا کرتا جو اُس نے حُضُور کو عطا کیا ہے۔ اور ترحّمِ شاہانہ کا اجرا ہمارے

اِختیار میں ہوتا ۔ تو ایسی سفارش ہم ضرور منظور کرتے ۔ یہ سُن کر کرائوبل کا غصّہ رفع ہو گیا ۔ اور وہ کسی قدر سوچ میں پڑ گیا ۔ پھر یہ کہہ کر کہ آپ لوگ ٹھہریں ۔ میں ابھی آتا ہوں ۔ وہ ایک علیحدہ کمرے میں گیا ۔ اور جیسا کہ مُشکلات کے رُو نما ہونے پر اُس کی عادت تھی ۔ اُس نے سر بہ سجُود ہو کر دُعا مانگی ۔ اور خُدا سے ہدایت اور رہنُمائی طلب کی ۔ تھوڑی دیر کے بعد واپس آ کر یہ حُکم صادِر کیا ۔ کہ اِن تینوں مُجرموں کو قُرعہ اندازی کی اجازت ہو گی ۔ جس کے نام قُرعہ نکلے گا ۔ اُس کو گولی مار دی جائے گی ۔ اور بقیہ دو کی جان بخشی کی جائے گی ۔

۳ ۔ **لڑکی** ۔ پھر کس کے نام موت کا قُرعہ نکلا ؟

باپ ۔ ابھی فیصلہ نہیں ہُوا ۔ مُجرموں سے کہا گیا کہ اُن میں سے جو چاہے ۔ موت

کا قُرعہ اُٹھا لے۔ بقیّہ دو چھوڑ دئے جائیں گے۔ مگر ان میں کوئی اس پر رضامند نہیں ہُؤا۔ کیونکہ اُنھوں نے کہا کہ ہم میں سے جو کوئی موت کا قُرعہ دانِستہ یا نادانِستہ اُٹھائے گا۔ وُہ گویا خُود کُشی کرے گا۔ اور خُودِ کُشی کی مذہب اِجازت نہیں دیتا۔ بائبل میں اِس کی مُمانعت صاف لفظوں میں تحرِیر ہَے۔ اِس لئے تینوں نے جواب بھیج دیا کہ ہماری نِسبت جو حُکم صادِر ہو۔ اُس کی تعمِیل میں سرِمُو ہم کو عُذر نہیں ہَے۔ مگر ہم اپنے ہاتھ سے قُرعہ اندازی مذہباً جائز نہیں سمجھتے ۔

لڑکی۔ پھر کیا ہُؤا؟

باپ۔ اِس کا نتیجہ غالِباً یہ ہوگا کہ تینوں کو گولی مار دی جائے گی ۔

لڑکی۔ مگر یہ آواز کیسی ہَے؟ سُنتے ہو!

چند مِنٹ بعد سپاہیوں نے دروازہ کھٹکھٹایا اور پُکار کر کہا کہ فرمانروائے اِنگلِستان کے

حُکم سے ہمیں اندر آنے دو - لڑکی نے خُوش ہو کر کہا - مَیں یہ آواز پہچانتی ہُوں - اَور دروازہ کھولتی ہُوں - دروازہ کھُلا - تو سپاہی مع ایک افسر کے اندر داخل ہُوئے - اَور قطار باندھ کر کھڑے ہو گئے - اُن کے افسر نے کرنیل کو فَوجی سلام کِیا - کرنیل نے سلام کا جواب دِیا - کرنَیل کی بیوی ایک تصویر غم بن کر بے حِسّ و حرکت کھڑی ہو گئی - لڑکی سپاہیوں کی وردِیاں دیکھ کر خُوش ہونے لگی - افسر کے اِشارے سے کرنَیل آگے بڑھا - تو افسر نے سپاہیوں کو قلعہ کی طرف مارچ کا حُکم دِیا - کمرے میں جب لڑکی اَور اُس کی ماں تنہا رہ گئی تو لڑکی نے اِس نظارے کی دِلفریبی پر اپنی خُوشی کا اظہار کِیا - اَور اپنی ماں سے کہا کہ جَیسا مَیں پہلے کہتی تھی کہانی کا انجام ضرُور اچھّا ہوتا ہَے - یہ سب قلعہ کی سَیر کو گئے ہَیں - اَور ابّا کو ساتھ لے گئے ہَیں - دُوسرے دِن صُبح کو لڑکی کی ماں اِس قدر

بیمار ہو گئی کہ بستر سے اُٹھ نہیں سکتی
تھی ۔ ڈاکٹر اور نرس نے لڑکی کی موجودگی
ماں کے پاس مُضِر سمجھ کر اُسے اندر نہ
آنے دیا ۔ اور اُس کو باہر کھیلنے کی ہدایت
کی ۔ لڑکی وہاں بہت دیر تک کھیلتی رہی
پھر اُسے خیال آیا کہ میرا باپ قلعہ میں
نہیں معلوم اب تک کیا کرتا ہوگا ۔ اور
میری ماں کی طبیعت اب نہ معلوم کیسی
ہو ؛

۴ ۔ اس کے ایک گھنٹہ بعد فوجی عدالت
کے ججوں نے کراموِیل کی خدمت میں حاضر ہوکر
اپنے میرِ مجلس کے ذریعے سے عرض کی ۔
ہم نے تینوں مجرموں کو بہت سمجھایا ۔ مگر
وُہ اپنی بات پر جمے ہُوئے ہیں ۔ وُہ اس امر
پر رضامند ہیں کہ تینوں کو گولی مار دی جائے
لیکن خود یہ انتخاب نہیں کرنا چاہتے ۔ یہ سُن
کر کراموِیل نے کسی قدر تامُّل کے بعد یہ
حُکم دیا کہ اگر وُہ خود قُرعہ اندازی نہیں کرنا
چاہتے ۔ تو کسی اور کے ذریعے قُرعہ اندازی

کی جائے۔ اور تینوں افسروں کو بُلا کر قریب کے کمرے میں اس طرح ٹھہرا لیا جائے کہ اُن کے چہرے دیوار کے رُخ اور اُن کے دونوں ہاتھ پسِ پُشت ہوں۔ پھر ایک خادم کو حُکم دیا کہ محل کے باہر بازار میں پہلا بچّہ جو نظر پڑے۔ اُس کو حاضر کرو۔ ان احکام کی تعمیل فی الفور کی گئی۔ اور کرنیل مے فیر کی لڑکی جو اپنے باپ کی تلاش میں قلعہ کی طرف جا رہی تھی۔ خادم کو باہر نکلتے ہی راستہ میں ملی۔ وہ اُسے پکڑ لایا۔ اور کرامویل کے رُوبرُو پیش کر دیا۔

سوالات

۱۔ فوجی عدالت کا کیا مطلب ہے؟ فوجی اس عدالت کو کس نام سے پُکارتے ہیں؟

۲۔ ذیل کے فقروں کی تشریح کرو:۔

ماں سہم گئی۔ رنج و غم کے بوجھ سے اُس کی کمر جُھک گئی۔ باعثِ شرم یا قابلِ اعتراض ہو

شاہانہ ترحّم ۔

۳۔ اِس فقرے کو اپنے لفظوں میں لکھو ۔
احکام کی پُوری تعمیل بلا کسی قسم کی حُجت و حکایت و چُون و چرا کے وقت پر کرے ۔

۴۔ ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-
سنگین جُرم ۔ بقیّہ ۔ بائبل ۔ خُود کُشی ۔

۵۔ خُود کُشی کیوں ناجائز ہے ؟

۱۷۔ سرسیّد احمد خاں

درباری	قوم	تنزّل
اتحاد	حامی	بدعت

۱۔ سرسیّد احمد خاں فخرِ قوم تھے ۔ آپ پر مسلمان جس قدر ناز کریں بجا ہے ۔ آپ اپریل ۱۸۱۷ء میں دہلی کے ایک معزز خاندان میں پیدا ہوئے ۔ اُن کے دادا عالمگیر ثانی شاہ دہلی کے درباری تھے ۔ ابھی

کم سن ہی تھے کہ سر سے باپ کا سایہ اُٹھ گیا مگر ماں نے جو ایک روشن دماغ خاتون تھیں آپ کو اچھی طرح تعلیم دی +

۲- سر سیّد عربی فارسی میں ماہر ہو کر اُنتیس بیس برس کی عُمر میں اندور کے ریزیڈنٹ کے مُنشی ہو گئے۔ پھر پانچ سال کے بعد آپ مین پوری کے مُنصِف اور اُس کے بعد صدرِ اعلیٰ ہوئے۔ اِس زمانے میں آپ نے دہلی کی تاریخ لکھی - جس کا ترجمہ انگریزی اور فارسی زبان میں ہو چکا ہے - ۱۸۵۵ء میں آپ بجنور گئے۔ غدر میں اُنھوں نے بہت سے انگریزوں کی جانیں بچائیں - اور ایک سال بعد غدر پر ایک کتاب لکھی - جس میں غدر کا سبب بنایا۔ ۱۸۶۲ء میں آپ غازی پور گئے۔ اور وہاں ایک سوسائٹی کی بنیاد ڈالی - جس کا مقصد یہ تھا کہ اُردو زبان میں انگریزی کتابوں کے ترجمے کئے جائیں +

۳- سر سیّد انگریزوں کی عادات اور

اطوار بہت پسند کرتے تھے۔ اور اپنے مضامین
میں انگریزی طرزِ معاشرت کی ہمیشہ تعریف
کرتے رہے۔ ۱۸۶۹ء میں وہ اپنے بیٹے سید
محمود کے ساتھ انگلستان گئے۔ سید محمود بیرسٹر
ہو کر ہائی کورٹ الٰہ آباد کے جج ہوئے۔ اور
اُن کا نام قانونی دُنیا میں بڑی عزت سے
لیا جاتا ہے۔ آپ کی آرزو یہ تھی کہ مسلمان
دُوسری زندہ قوموں کے برابر کھڑے ہو جائیں۔
دو سال تک چندہ جمع کر کے آپ نے لارڈ
لٹن وائسرائے ہند کی صلاح سے علی گڑھ
کالج کی بنیاد رکھی۔ جو اس وقت ایک عظیم الشان
یونیورسٹی ہے ؛

۴۔ آپ کی خواہش یہ تھی کہ مذہب
قرینِ عقل ہو۔ چنانچہ آپ نے قرآن کی
تفسیر لکھی۔ جس سے بعض قدامت پسند
اصحاب بدظن ہو گئے۔ اور اُن کی کارروائی
کو بدعت کے نام سے پکارنے لگے۔ آپ
ہندو مسلم اتحاد کے بڑے حامی تھے۔
ساتھ ہی یہ چاہتے تھے کہ انگریزوں سے

دوستی قائم رہے ۔ عورتوں کی تعلیم میں آپ نے بہت کوشش کی ۔ وہ جانتے تھے کہ جب تک کسی قوم کی عورتیں تعلیم یافتہ نہ ہوں گی ۔ وہ قوم ترقی نہیں کر سکتی ۔

۵ ۔ آپ بنگالیوں کی بہت عزت کرتے تھے اور اکثر کہا کرتے تھے کہ اگر ہندوستان میں کوئی ایسی قوم ہے جو خود ترقی کر سکتی ہے اور ملک کو بھی بتا سکتی ہے ۔ تو وہ بنگالی ہیں ۔ مگر کچھ عرصے کے بعد اُن کے خیالات میں تبدیلی پیدا ہو گئی تھی ۔ بعد میں وہ کہنے لگے تھے کہ جو چیز بہت جلد ترقی کرتی ہے ۔ اُس میں جلد زوال آ جاتا ہے ۔ بنگالی بہت جلد ترقی کر رہے ہیں ۔ اس لئے بلا شبہ ان کا بہت جلد تنزل ہوگا ۔

۶ ۔ سر سید نے اپنی قوم کی جو خدمت کی ۔ وہ ہندوستان کی تاریخ میں بہت شاندار ہے ۔ وہ سب سے پہلے شخص تھے ۔ جنہوں نے اپنے مذہب کی بری رسموں اور برائیوں کو جڑ سے اکھاڑنے کی کوشش کی ۔

اور مسلمانوں کو تعلیم حاصل کرنے اور انگریزی پڑھنے کی ترغیب دی ۔

۷۔ سر سیّد کو جس چیز نے قابل بنایا وہ ماں کی تربیت تھی۔ایک دفعہ آپ کسی خدمتگار سے ناراض ہو گئے ۔ اور اُس کو سزا دی ۔ ملازم حق بجانب تھا ۔ والدہ نے کہا کہ ملازم سے معافی مانگو ۔ سر سیّد نے انکار کیا ۔ اور ماں بیزار ہو گئیں ۔ اور کچھ عرصہ کے لئے سر سیّد کو علیحدہ کر دیا ۔ آخر جب سر سیّد کو اپنی غلطی کا احساس ہُوا ۔ اور معافی مانگی ۔ تو مہربان ماں نے ان کا قصور معاف کر دیا ۔

آپ علی گڑھ میں ہی تھے کہ پیغامِ اجل آ گیا ۔

سوالات

ا ۔ ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-

قوم ۔ قرآن ۔ احساس ۔ بدعت ۔ صدرِ اعلےٰ ۔ سوسائٹی ۔

۲ - درباری رکسے کہتے ہیں ؟
۳ - طرزِ معاشرت کا کیا مطلب ہے ؟
۴ - وائسرائے سے کیا مراد ہے ؟ یونیورسٹی کی تشریح کرو +

۱۸ - موت کا قرعہ (۳)

شاداں فرحاں معصوم جلّاد
مقصود فرضِ منصبی گمراہ

۱ - کرامویل ایسا شخص تھا - جس کے سامنے آتے ہوئے بڑے بڑے بہادر تھرّاتے تھے - مگر یہ لڑکی بلا تکلّف نہایت شاداں و فرحاں داخل ہوئی - اور کرامویل کو دیکھ کر اس کی گود میں چڑھ گئی - اور اس کے گھٹنوں پر بیٹھ کر کہنے لگی کہ میں آپ کو خوب جانتی ہوں - آپ فرمانفرمائے انگلستان ہیں - میں نے آپ کو اپنے گھر کے آگے سے گزرتے

ہُوئے کئی دفعہ دیکھا ہَے۔ مَیں سُنتی ہُوں کہ لوگ آپ سے ڈرتے ہَیں۔ مگر مُجھے تو کُچھ بھی ڈر نہیں لگتا۔ کیونکہ آپ نے میری طرف کبھی غُصّہ کی نظر سے نہیں دیکھا۔ کیا آپ مُجھے پہچانتے ہَیں۔ مَیں وُہی ہُوں جو پچھلی دفعہ گُلابی کپڑے نیلے فیتے سے بندھے ہُوئے پہنتی تھی۔ کیا آپ مُجھے نہیں پہچانتے؟ یہ سُن کر کرامویل مُسکرایا اور کہنے لگا۔ بے شک یہ مُجھ سے غلطی ہُوئی کہ مَیں نے تُم کو پہچانا نہیں۔ لڑکی غُصّہ ہو کر بولی۔ کہ پہچانا تو ضرُور ہوگا۔ مگر یہ کہئے کہ آپ کو یاد نہیں رہا۔ مُجھے تو آپ خُوب یاد ہَیں۔ کرامویل نے کہا کہ بے شک یہ میرا قصُور ہَے۔ مگر مَیں وعدہ کرتا ہُوں کہ آئندہ تُم کو کبھی نہ بھُولوں گا۔ لڑکی نے کہا۔ کُچھ مضائقہ نہیں۔ مُمکن ہَے کہ آپ بھُول جاتے ہوں۔ مُجھے بھی کبھی کبھی کوئی بات یاد نہیں رہتی ٭

۲۔ کرامویل نے کہا کہ تُم کو دیکھ کر مُجھے

اپنی چھوٹی لڑکی یاد آتی ہے۔ جو کسی زمانے
میں تمہاری طرح بے خوف تھی۔ اور اجنبیوں
میں بلا تکلّف جا بیٹھتی تھی۔ اور سب کو اپنی
باتوں سے گرویدہ کر لیتی تھی۔ وہ مجھ پر
حکمرانی کیا کرتی تھی۔ اور میں اس کے
حکم کی تعمیل کیا کرتا تھا۔ آئندہ تمہاری
خوشیاں پوری کر دینے کا وعدہ کرتا ہوں۔
یہ سن کر لڑکی بہت خوش ہوئی۔ پھر باہر
فوج کے گزرنے کی آواز سن کر لڑکی نے
کہا کہ سپاہی جا رہے ہیں۔ میں انہیں
دیکھنے جاتی ہوں۔ کرامویل نے کہا۔ انہیں
بھی دیکھنا۔ مگر اس وقت میں نے تمہیں
ایک اور ضروری کام کے لئے بلایا ہے۔ پھر
ایک افسر دروازے پر آیا۔ جھک کر سلام
کر کے بولا کہ وہ تینوں افسر برابر کے
کمرے میں بموجب حکم کھڑے کر دئے گئے
ہیں۔ یہ کہ کر پھر سلام کر کے وہ افسر باہر
چلا گیا۔ اب کرامویل نے تینوں ٹکیاں
نکال کر لڑکی کے حوالے کر دیں۔ ان میں

سے دو سفید اور ایک گہرے سُرخ رنگ کی تھی۔ لڑکی پر یہ امر ظاہر نہیں کیا گیا مگر مقصود یہ تھا کہ سُرخ ٹکیہ جس مجرم کے ہاتھ پر رکھ دے گی اُس کو گولی مار دی جائے گی۔ لڑکی کہنے لگی۔ یہ ٹکیہ نہایت خوش رنگ ہے۔ یہ تینوں ٹکیاں آپ نے مجھے دی ہیں؟ کرامویل نے کہا۔ نہیں یہ تمہارے لئے نہیں ہیں۔ یہ سامنے کا پردہ اُٹھا کر جاؤ۔ برابر کے کمرے میں تمہیں تین آدمی ایک قطار میں کھڑے نظر آئیں گے۔ اُن کا مُنہ دیوار کی طرف اور پیٹھ تمہاری طرف ہوگی۔ اور دونوں ہاتھ پیٹھ کی طرف کھلے نظر آئیں گے۔ ان تینوں میں سے ہر ایک کے ہاتھ پر ایک ایک ٹکیہ رکھ دینا۔ یہ سُن کر لڑکی گود سے اُتر کر اور پردہ اُٹھا کر دُوسرے کمرے میں داخل ہوئی۔ جب لڑکی چلی گئی تو کرامویل سوچنے لگا کہ نہیں معلوم ان تینوں مجرموں میں سزائے موت کا مستحق کون ہے۔ مگر اس کے فیصلے

کے لئے خدا نے یہ معصوم فرشتہ میرے پاس
بھیج دیا ہے۔ جس کے لئے خدا کا حکم ہوگا۔
اُس کے ہاتھ میں یہ معصوم ٹکیہ رکھ دیگی۔

۳۔ پردہ اُٹھا کر لڑکی دُوسرے کمرے میں
داخل ہُوئی۔ تو تینوں افسروں کی طرف غور
سے دیکھنے لگی۔ اپنے باپ کی پیٹھ پہچان
کر لڑکی ہنس پڑی۔ اور اپنے دل میں کہنے
لگی کہ سب سے خوش رنگ ٹکیہ مجھے اپنے
باپ کو دینی چاہیئے۔ پھر اُس نے دو سفید
ٹکیاں دُوسرے افسروں کے ہاتھ میں رکھ کر
تیسری سُرخ ٹکیہ اپنے باپ کے ہاتھ میں
رکھ دی۔ اور خوش ہو کر بولی۔ دیکھو ابّا!
تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟ ایسی چمکتی ہُوئی
ٹکیہ میں نے تم کو دی ہے۔ ٹکیہ دیکھ کر
کرنیل مے فیر کا رنگ فق ہو گیا۔ اور دُعا
مانگنے کے لئے اُس نے اپنے گھٹنے زمین پر
ٹیک دئے۔ پھر اپنے معصوم جلاد کو سینے
سے لگا کر اُسے رخصت کیا۔ جو اور افسر
اور سپاہی اس کمرے میں کھڑے ہُوئے یہ

حالات دیکھ رہے تھے۔ وُہ آبدیدہ ہو گئے۔
پھر سپاہیوں کا افسر لڑکی کے باپ کی طرف
بڑھا۔ اور سلام کر کے کہنے لگا۔ مجھے
نہایت رنج ہے۔ مگر مَیں اپنے فرض منصبی
سے مجبور ہُوں۔ لڑکی بولی۔ کیا مجبوری ہے؟
افسر نے کہا کہ مَیں انہیں قلعہ کو لئے جاتا
ہُوں۔ لڑکی نے کہا۔ یہ مُناسب نہیں ہے۔
کیونکہ میری ماں بہت بیمار ہے۔ مَیں اپنے
باپ کو اپنے ساتھ گھر لے جاؤں گی۔ یہ کہ
کر لڑکی باپ کا ہاتھ پکڑ کر گھسیٹنے لگی۔ باپ
نے کہا کہ مَیں تُمہارے ساتھ نہیں آ سکتا۔
مُجھے ان سپاہیوں کے ساتھ جانے دو۔ یہ
سُن کر لڑکی کو ایسا معلُوم ہُوا کہ اُس کے
پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ سپاہیوں
کے افسر نے مارچ کا حُکم دیا۔ سپاہیوں
نے بندوقیں کندھوں پر رکھ لیں۔ اور
کرنیل مے فیر کو ساتھ لے کر باہر نکل آئے۔
لڑکی خوف زدہ ہو کر کرامویل کے پاس گئی۔
اور اُس کی اُنگلی پکڑ کر کرامویل کو اپنے

ساتھ باہر لائی اَور کہنے لگی کہ اِن سپاہیوں کو منع کیجئے۔ کیونکہ میری ماں بہت بیمار ہے۔ مَیں نے اِن سے بہت کہا۔ مگر یہ سپاہی میری ایک نہیں سُنتے۔ اَور میرے باپ کو برابر لئے جاتے ہیں۔ کرامویل نے متعجّب ہو کر پُوچھا کہ کیا یہ تُمہارا باپ ہے؟ لڑکی نے کہا۔ ہاں! یہ کب مُمکن تھا کہ سب سے زیادہ خُوش رنگ ٹکیہ مَیں اپنے باپ کے بجائے کسی دُوسرے کو دے دیتی۔ یہ سُن کر کرامویل کا چہرہ مُتغیّر ہو گیا۔ اَور اُس نے دل میں کہا کہ شَیطان نے مُجھے گُمراہ کر دیا۔ اَور مُجھ سے اَیسا گُناہ سرزد ہُؤا جو لاعلاج ہے۔ اب مَیں کیا کرُوں۔ لڑکی نے سُن کر کہا کہ آپ صِرف اِن سپاہیوں کو یہ حُکم دیجے۔ کہ وُہ میرے باپ کو چھوڑ دیں۔ آپ نے مُجھ سے وعدہ کیا تھا۔ کہ آپ میری خواہش اِسی طرح پُوری کریں گے جیسے اپنی لڑکی کی۔ اَور میری یہی ایک فرمائش ہے۔ یہ کہ کر لڑکی رونے لگی۔ کرامویل بیٹھ

گیا - اور اپنا سر اپنے ہاتھوں پر رکھ کر کچھ سوچتا رہا - پھر اس نے کہا - کہ ایفاے وعدہ میرا فرض ہے - پھر سپاہیوں کے افسر کو کرامویل نے حکم دیا کہ قیدی کو چھوڑ دو - مَیں نے اس کا قصور معاف کیا ٭

سوالات

۱- شیطان کسے کہتے ہیں ؟ اس کی نسبت تمہیں جو کچھ معلوم ہے بیان کرو ٭

۲- ذیل کے الفاظ کے معانی بیان کرو :-
ایفا - گمراہ - فرض منصبی - مجرم - ملزم - شادان و فرحاں ٭

۳- "رنگ فق ہو گیا" کیا محاورہ ہے اور کس موقع پر بولا جاتا ہے ؟ اسے اپنے فقروں میں استعمال کرو ٭

۴- "بڑے بڑے بہادر تھراتے تھے" کیا مطلب ہے ؟

۵- اس سچی کہانی کو اپنے الفاظ میں بیان کرو ٭

١٩- کبُوتر

تن تن ٹھُملانا مخمُور حسین چلبلی
دِلبری نرالی خوشگوار توقیر

تن تن کے ترا زمیں پہ چلنا
ٹھوکر کبھی کھا کے خُود سنبھلنا
انداز سے پاؤں کو اُٹھانا
چلنے میں ادا سے ٹھُملانا
مخمُور حسین چلبلی آنکھ
پیاری پیاری وُہ شربتی آنکھ
مہندی ترے پاؤں میں لگی ہے
ہر ایک ادا میں دلبری ہے
صُورت بھی عجب ہے بھولی بھالی
انداز نیا ادا نرالی
گردن کو وُہ ناز سے اُٹھانا
وُہ دل کش وُہ دل رُبا ترانہ
آواز وُہ خوشگوار تیری

گردن وُہ صُراحی دار تیری
چھوٹی سی سفید و سُرخ منقار
آ جاتا ہے دیکھ کر جسے پیار
وُہ جسم میں خُوش گوار گرمی
وُہ حُسن وُہ نازُکی وُہ نرمی
بچّوں کو وُہ پیار سے کھلانا
چلنا پھرنا اُنہیں سکھانا
کیونکر نہ تری ہو دل میں توقیر
ہے ذات تیری وفا کی تصویر

(محمّد عبدُالرّشید بازید پُوری)

سوالات

۱ - ذیل کے الفاظ کے معنی بتاؤ اور اُن کو خُوشخط لکھو:-
تملانا - مخمُور - چلبلی - نرالی - دل رُبا - ترانہ - منقار - توقیر ۔

۲ - صُراحی دار گردن کسے کہتے ہیں ؟

۳ - آنکھیں کتنے رنگ کی ہوتی ہیں - تمہیں کون سا رنگ پسند ہے ؟

۴ - ذیل کے الفاظ کی اگر جمع ہیں تو واحد اور اگر

واحد ہیں تو جمع بتاؤ :-
ادا - آنکھ - تصویر - ٹھوکر - آواز - بچّوں ۰
۵ - تن تن کے چلنا کسے کہتے ہیں ؟

۲۰- حکایاتِ پند آموز (۱)

(از انوارِ سہیلی)

تین حاسد

پند آموز سفر دوزخ مُبتلا رگِ حسد
جنس دوام اِحسان واسطہ برہنہ

۱- تین شخص اکٹھے ہو کر سفر پر روانہ ہُوئے جو سب میں بڑا تھا - اُس نے دونوں سے کہا کہ تُم نے کیا سمجھ کر سفر اختیار کیا ہے؟ لوگ سفر کو سقر یعنی دوزخ کہتے ہیں - ایک نے جواب دیا کہ جہاں مَیں تھا - وہاں کے لوگ بہت خُوبصُورت ہیں - اور مَیں بدصُورت-

میں دن رات حسد کی آگ میں جلا کرتا تھا۔ اس لئے سفر کیا ہے کہ نہ اُن کو دیکھونگا اور نہ جلونگا۔ دُوسرے نے کہا کہ میں بھی اسی رنج میں گھر سے نکلا ہوں۔ تیسرے نے کہا کہ تم دونوں میرے ہمدرد ہو۔ میں بھی اسی بلا میں مُبتلا ہوں ؟

۲۔ یہ تینوں حاسد اکٹھے جا رہے تھے۔ کہ راہ میں ایک تھیلی اشرفیوں کی پڑی پائی۔ تینوں نے اُسے اُٹھایا اور کہا کہ آؤ باہم تقسیم کر لیں اور وطن کو پھر چلیں۔ اور کچھ عرصہ آرام سے رہیں۔ اِس گفتگو میں تینوں کی رگِ حسد جوش میں آئی۔ ہر ایک اِس پر راضی تھا کہ دُوسرے کو حصّہ نہ ملے۔ تینوں کے دل میں یہ بھی خیال تھا۔ کہ میں ہی تنہا اسے لوں۔ تینوں حیران تھے نہ یہ ہمّت تھی کہ آپس میں تقسیم کریں۔ اور نہ راہ میں چھوڑ سکتے تھے۔ ایک شبانہ روز بے آب و دانہ اِس صحرا میں اشرفیوں کی تھیلی کے پاس بیٹھے ہوئے آپس میں

جھگڑتے رہے - اور کچھ فیصلہ نہ ہُوا -
دُوسرے روز اِس مُلک کا بادشاہ سَیر و
شکار کو نِکلا اور اِتّفاقاً اُدھر سے گُزرا -
جہاں یہ تینوں حاسِد بَیٹھے تھے - بادشاہ
نے حال پُوچھا - تینوں نے سچ سچ بتا دِیا -
کہ ہم تین شخص حسد سے بھرے ہُوئے ہَیں
اَور اِسی سبب سے وطن سے نِکلے تھے - اور
یہاں بھی وُہی قِصّہ پیش آیا ہَے - اب
آپ تشریف لے آئے ہَیں - ہمارا فَیصلہ فرما
دیجے ٭

۳ - بادشاہ نے کہا کہ تُم تینوں اپنے اپنے
حسد کی صِفت بیان کرو - تاکہ تُمہارے حسد
کے مُطابِق اشرفیاں تقسیم کی جائیں ٭

ایک نے کہا کہ میرا حسد اِس مرتبہ پر
ہَے کہ مَیں نہیں چاہتا کہ کِسی پر اِحسان
کرُوں - میری مرضی ہَے کہ کوئی بھی خُوش
وقت نہ ہو - دُوسرے نے کہا - تُو بہت
نیک بخت ہَے - مجھے حسد سے کوئی واسطہ
نہیں ہَے - مَیں وُہ حاسِد ہُوں کہ مَیں نہیں

چاہتا ہُوں کہ کوئی اَور بھی دُوسرے پر اِحسان کرے۔ تیسرے نے کہا کہ تُم دونوں حسد سے بے بہرہ ہو۔ مَیں نہیں چاہتا ہُوں کہ مُجھ پر بھی کوئی اِحسان کرے۔ بلکہ اِحسان کا نام جہان میں نہ رہے۔

۴۔ بادشاہ حَیران ہُؤا۔ اُس نے اپنی اُنگلی تعجُّب سے دانتوں میں دبائی اَور کہا کہ تُمہارا کِردار تُمہاری باتوں سے ظاہر ہَے۔ اب فَیصلہ سُن لو۔ تُم میں سے جو پہلے بولا تھا۔ اِس سے سب کُچھ چھین کر اُسے سر تا پا برہنہ اِسی صحرا میں چھوڑا جائیگا۔ دُوسرا قتل ہوگا۔ تیسرے کو حبسِ دوام اَور قَید با مشقّت کی سزا دی جائے گی۔ سچ ہَے۔ "کوئی رنج حسد سے بڑھ کر نہیں ہَے"۔

سوالات

۱۔ اِس حکایت میں کِس چیز کی بُرائی کی ہَے؟

۲۔ سفر کے کیا معنے ہیں؟ سفر کو سقر کیوں کہتے ہیں؟

۳ - تشریح کرو :-

رگِ حسد جوش میں آئی - ایک شبانہ روز بے آب و دانہ بیٹھے رہے ۔

۴ - معانی بیان کرو :-

اِحسان - بے بہرہ - صحرا - جنسِ دوام ۔

۲۱ - حکایاتِ پند آموز (۲)

چار دوست

کچھوا موش ہرن رہل
اضطراب مرغزار زاغ کشاں کشاں
جست صیّاد دام اسیر

۱ - چوہا - کچھوا اور کوّا کھڑے باتیں کر رہے تھے - ایک ہرن دُور سے نمودار ہُوا - وہ جلدی جلدی قدم اُٹھا رہا تھا - اُن کو یہ گمان ہُوا کہ کوئی شکاری اُس کے پیچھے

ہے ۔ کچھوا پانی میں کود پڑا ۔ چوہا بل میں جا گھسا ۔ اور کوّا اُڑ کر درخت پر جا بیٹھا ۔ کوّے نے اِدھر اُدھر نظر دوڑائی ۔ مگر کوئی دُشمن دکھائی نہ دیا ۔ اُس نے دوستوں کو آواز دی ۔ تو کچھوا پانی سے اور چوہا سُوراخ سے باہر آئے ۔ کچھوے نے دیکھا کہ ہرن بد حواس پانی کو دیکھتا ہے ۔ مگر پیتا نہیں ہے ۔ کچھوے نے ہرن کو تسلّی دی ۔ اور کہا ۔ یہ خوف کا مقام نہیں ہے ۔ ہرن نے کہا کہ اکثر کمان دار میری فکر میں رہتے ہیں ۔ اِس لِئے تھوڑے سے شُبہ سے بھی مَیں دُور بھاگ جاتا ہُوں ۔ آج ایک بڈھا میرے لِئے بُہت تدبیریں کر رہا تھا ۔ اِس اضطراب میں بھاگ کر یہاں تک پُہنچا ہُوں ۔ کچھوے نے کہا کہ اب ہرگز اندیشہ نہ کر ۔ یہاں ہرگز صیّاد کا گزر نہیں ہو سکتا ۔ اگر تیرا دل چاہے تو ہماری صُحبت قبول فرما لے ۔ ہم تین دوست ہیں ۔ چار ہو جائیں گے ۔ عقلمندوں کا قول ہے

کہ دوست اگر ہزار ہوں کم سمجھئے - اور دُشمن اگر ایک بھی ہو تو بہُت جانیے ۔ ہرن کو اِن بے ریا دوستوں کی گُفتگو پسند آئی اَور اُسی مرغزار میں رہنے لگا ۔

۲ - ایک دن حسبِ عادت سب دوست اکٹھے ہُوئے - مگر ہرن نہ آیا - سب گھبرا گئے - کوّے کو کہا کہ جاؤ اَور خبر لاؤ کہ ہرن کدھر گیا - کوّا اُڑ گیا اَور خبر لایا کہ ہرن شکاری کے جال میں پھنس گیا - کچھوے نے چُوہے سے کہا - کہ تُم ہی مُشکل کُشائی کر سکتے ہو - جلدی کرو - وقت ہاتھ سے جاتا ہے - چُوہا کوّے کی رہبری سے ہرن تک پُہنچا - اَور جلد جلد جال کے پھندے کاٹنے لگا - اِس اثنا میں کچھوا فرطِ محبّت سے کشاں کشاں وہاں تک پُہنچا - ہرن نے کہا - بھائی ! تُو نے غضب کیا - اگر صیّاد آ گیا - تو مَیں تو ہوا ہو جاؤں گا - کوّا اُڑ جائے گا - چُوہا سُوراخ میں چلا جائیگا پھر تیرا کیا حال ہوگا - کچھوے نے کہا -

مَیں محبّت سے مجبُور تھا۔ ابھی یہ گُفتگُو ہو رہی
رہی تھی کہ صیّاد آ دھمکا۔ مگر اِس اثنا میں
چُوہا سب بند کاٹ چُکا تھا۔ ہرن نے
جست کی۔ کوّا اُڑا اور چُوہا ایک بِل میں
جاچھُپا۔ مگر کچھوا وہیں رہ گیا۔ صیّاد نے
بند کٹے ہُوئے دیکھے۔ تو آگ بگولا ہو گیا۔
دفعتہً کچھوے پر نظر پڑی۔ اور دِل میں
کہا کہ اگرچہ یہ حقیر سی شَے ہرن کے مُقابلہ
میں کچُھ بھی نہیں۔ لیکن خالی ہاتھ واپس جاتا
شکاری کی شان کے خِلاف ہے۔ پس اُسی
وقت کچھوے کو پکڑ کر توبڑے میں بند کیا۔
اَور پُشت پر رکھ کر شہر کی راہ لی۔ اُس
کے جانے کے بعد دوست جمع ہُوئے۔ اور
غمگین ہو کر نالہ و فریاد کرنے لگے۔ چُوہے
نے کہا کہ رونا دھونا مَوقُوف کرو۔ اَور ایک
تدبیر میرے دماغ میں ہے۔ اُس پر عمل
کرو۔ اَے ہرن! تُو صیّاد کے نزدیک جا۔
اَور اِس طرح لنگڑاتا ہُوا زار و ضعیف بن
کر اُس کے آگے چل کہ وُہ سمجھے یہ زخمی

ہے۔ کوّا تیری پُشت پر بیٹھ کر کائیں کائیں
کرے۔ کہ گویا تیری آنکھ کھانے کا ارادہ
رکھتا ہے۔ تو بڑہ زمین پر رکھ کر تیرا
تعاقُب اس طرح شکاری کرے گا۔ تُو لنگڑاتا
ہُؤا اُسے دُور لے جا۔ اس عرصے میں اللہ
نے چاہا۔ تو میں توبڑے کے بند کاٹ کر
کچھوے کو کسی غار میں لے جاؤں گا۔
سب نے چُوہے کی عقل پر آفرین کی۔
صیّاد توبڑہ زمین پر رکھ کر ہرن کے تعاقُب
میں چلا۔ اور جب اُس سے مایُوس ہو کر
واپس آیا۔ تو توبڑہ کٹا ہُؤا اور کچھوا غائب
پایا۔ وُہ بہُت ڈرا۔ اور اُس کو یقین ہو
گیا کہ یہ زمین جنّات اور پریوں کا مسکن
ہے۔ یہاں سے بھاگنا چاہیئے۔ وُہ توبڑہ کٹا ہُؤا
اور جال پھٹا ہُؤا بغل میں دبا کر بھاگا۔ اور
دُعا کرتا تھا کہ یا الٰہی! اگر اب تُو بچا دے
تو پھر اس میدان کے شکار کا حوصلہ نہ
کرُونگا۔ بلکہ اور شکاریوں کو بھی دوستانہ مشورہ
دُونگا۔ کبھی شکار کے لئے اس میدان میں

نہ آئیں ۔

سچ ہے ۔ وفادار دوستوں کی دوستی خُدا کی رحمت ہے ۔

سوالات

۱ ۔ ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :۔
مُوش ۔ کوّا ۔ کچھوا ۔ آہُو ۔ صَید ۔ دام ۔ اسیر ۔

۲ ۔ ذیل کے الفاظ کی تذکیر و تانیث بتاؤ :۔
جال ۔ غار ۔ بل ۔ اِضطراب ۔ مرغزار ۔

۳ ۔ ذیل کے الفاظ کی جمع بتاؤ :۔
کوّا ۔ ہرن ۔ صیّاد ۔ مُشکل ۔

۴ ۔ اِس حکایت میں کس بات کا سبق دیا گیا ہے ؟ دلائل بیان کرو ۔

۵ ۔ چُوہے نے اپنے دوستوں کی کیا خدمت کی ؟ اپنے الفاظ میں بیان کرو ۔

۲۲۔ تتلیاں

پرواز　　انداز　　نقش و نگار
خال　　نگینہ　　مینا　　طاؤس

پر کھول کے تتلیوں کی پرواز
پر جوڑ کے بیٹھنے کا انداز
اس پھول سے اُڑ کے اس پہ بیٹھیں
رس لے کے اُڑیں وہ جس پہ بیٹھیں
نازک نازک وہ خوش نما پر
اُڑتی ہوئی پتیاں ہوا پر
وہ نقش و نگار اور وہ بوٹے
پر اُن کے چھوؤ تو رنگ چھوٹے
رنگ ان میں بہت ملے ہوئے ہیں
پر کیا ہیں چمن کھلے ہوئے ہیں
ہیں رنگ کئی ہر ایک پر پر
چھوٹا سا چمن ہے ان کا ہر پر
ہر خال ہے پر پہ اک نگینہ

سونے چاندی پہ پایا ہے مینا
قدرت دیکھو کہ کل چمن میں
گلدستے ہیں تتلیوں کے تن میں
جو نقش و نگار سے ہے خالی
وہ بھی دل کے لُبھانے والی
ہے رنگ کسی کا زرد گہرا
اتنا گہرا کہ بس سنہرا
کوئی جس کے سپید ہیں پر
جیسے چاندی کے صاف پتّر
طاؤسی ۔ صندلی ۔ گلابی
دھانی ۔ کاشنی ۔ سیاہ ۔ آبی
پیلے ۔ اُودے ۔ زمرّدی ۔ لال
ہر رنگ کے پر ہیں بے خط و خال
پرواز بھی حسن ہے پھبن بھی
رنگت بھی ہے حسن سادہ پن بھی

(شوق قدوائی)

سوالات

۱۔ چمن کھلے ہوئے ہیں، کیا محاورہ ہے؟

۲۔ اس نظم میں کتنے رنگ درج ہیں۔ اُن کی تشریح کرو۔ تمہیں کونسا رنگ پسند ہے؟

۳۔ اس شعر کا مطلب بیان کرو:۔

وہ نقش و نگار اور وہ بُوٹے
پر اُن کے چھوؤ تو رنگ چھوٹے

۴۔ اس شعر کی تشریح کرو:۔

ہر خال ہے پر پہ اک نگینہ
سونے چاندی پہ یا ہے مینا

۲۳۔ عجیب مرد اور عجیب عورت

آزُردہ   آبدِیدہ   ڈھانچہ   لُولے لنگڑے
الف بے   مشق   خُوشنویس   بیت العُلوم
مسرّت انداز   تردید   مُصوّری   مُنتظم

۱۔ ڈیو کارنٹ فرانس کے ایک گاؤں رِلی میں ۱۸۰۶ء میں ایک غریب موچی کے گھر پیدا ہُوا۔ اُس کی پیدائش سے اُس کے والدین آزُردہ ہُوئے۔ اِنہیں کچھ خُوشی حاصِل نہ ہُوئی۔ جب فرزند پیدا ہوتا ہے تو ماں باپ ہنستے ہیں۔ خُوش ہوتے ہیں۔ مگر ڈیو کارنٹ جب پیدا ہُوا۔ تو اُس کی ماں رونے لگی۔ باپ آبدِیدہ ہُوا۔ کیونکہ اُس کے ہاتھ نہ تھے۔ پَیر ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ تھا۔ جس میں صِرف چار اُنگلیاں رہتیں۔ غریب ماں باپ نے جس طرح بھی ہُوا۔ اپنے بے کار۔ بدہیئت اور لُولے لنگڑے لختِ جگر کی

پرورش کی ۔ کچھ بڑا ہونے پر ڈیو کارنٹ کے پیروں میں جان آئی ۔ اور وہ چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا ۔ جب وہ بچّوں کے ساتھ کھیلتا تھا ۔ تو تمام کام اپنے چار اُنگلیوں والے پیر سے کرتا تھا ۔ مثلاً گیند پھینکنا ۔ کوئی چیز کاٹنا زمین پر لکیریں کھینچنا ۔ کچھ اور بڑا ہُوا ۔ اور الف بے جاننے لگا ۔ تو حُروف کو زمین پر لکھتا اور یہ ہی مشق کرتا رہتا ۔ اتّفاقاً ایک روز اُس کے باپ کے پاس ایک خوشنویس آیا ۔ اُس وقت ڈیو کارنٹ اپنی مشق میں محو تھا ۔ خوش نویس کی نظر اُس پر پڑی ۔ تو ڈیو کارنٹ کی لکھائی دیکھ کر بڑی حیرت ہُوئی ۔ اور اُس نے موچی سے کہا کہ اِس لڑکے کو میری نگرانی میں چھوڑ دو ۔ خُدا نے چاہا تو یہ لڑکا فن خوش نویسی میں کمال پیدا کر لیگا ۔ موچی نے کہا ۔ آپ خوشی سے اِسے لے جائیے ۔ یہ میرے کس کام کا ہے ۔ بے کار گھوما کریگا ۔ اور اگر کچھ سیکھ گیا تو بہت ہی اچھا ہوگا ۔ ہم آپ کے عُمر بھر

احسان مند رہیں گے۔ خوش نویس نے
ڈیو کارنٹ کے والدین کو تسلّی اور تشفّی دی۔
اور اُسے اپنے شاگردوں کے زُمرے میں
شامِل کر لیا۔ کچھ دنوں میں ڈیو کارنٹ نے
اِس فن میں کمال حاصِل کر لیا۔ اُستاد نے
اُس کی قابلیّت اور ہونہاری دیکھ کر اُس
کو ایک پروفیسر کے ذریعے بیتُ العُلوم میں
داخِل کر دیا۔ یہاں بھی اُس نے اپنی
غیر معمُولی اور انوکھی اِستعداد کی وجہ سے
بڑی ترقّی کی۔ اور امتحانوں میں اِنعامات اور
تمغہ جات حاصِل کرتا رہا۔ اِسی زمانے میں
جبکہ وُہ کالج میں تعلیم پا رہا تھا۔ ایک روز
عجائب خانے میں بیٹھا کسی چیز کی تصوِیر
اُتار رہا تھا کہ فرانس کے ایک نواب کا
اُدھر سے گزر ہُوا۔ وُہ اِس ننھے مُصوّر کو
پاؤں سے عُمدہ تصوِیر کھینچتے دیکھ کر بڑا
مُتحیّر ہُوا۔ اور خُوش ہو کر سَو فرانک ماہوار
وظیفہ مُقرّر کر دیا۔ اور اُسے شاہی دارُالعُلوم
میں تعلیم حاصِل کرنے کے لِئے بھجوا دیا۔ یہاں

بھی اِس نے ناموری حاصل کی۔ کالج سے فارغ ہو کر وُہ اپنی محنت کی روٹی کمانے لگا۔ لیکن اب سرکاری وظیفہ اَور پبلک امداد مسدُود ہو گئی۔

۲۔ اِتنی ناموری اَور کمال حاصل کرنے پر بھی کارنٹ سی خاندانی غُربت اِتنی بھی دُور نہ ہُوئی کہ وُہ بقیّہ زندگی آرام و سکُون سے گُزار سکے۔ وُہ جا بجا نمائشوں میں شریک ہوتا۔ اَور اِنعام لے کر اپنی زندگی بسر کرتا تھا۔ آخر کار پچاس برس کی عمُر میں اِس نامور مگر غریب لُنجے مصوّر نے اِنتقال کیا۔

مشق ہمارے لئے ایک نعمت اَور دُنیا میں مسرّت اَور ناموری حاصل کرنے کا ایک آلہ ہے۔ مُشکل ترین کام اِس سے آسان ہو جاتے ہیں۔ اگر ہم یُوں کہیں کہ نامُمکن کام بھی اِس سے مُمکن ہو جاتا ہے۔ تو آپ کو مُتعجب نہ ہونا چاہیئے۔ ڈیو کارنٹ کو لڑکپن میں دیکھ کر ہر شخص

بلا خوف کہہ سکتا تھا کہ یہ لڑکا ہمیشہ دُنیا
میں بے کار رہے گا - اور باریک کام کرنے
سے بالکل عاجز - لیکن مشق کی بدولت
ڈیو کارنٹ نے مصوری جیسا باریک کام اِس
خوبی سے کیا کہ مانی اور بہزاد کے نقوش
بھدے دکھائی دینے لگے ۔۔

---

۳ - ۱۰ - فروری ۱۸۲۴ء کا ذکر ہے کہ
شیر پور کے ظہیر الدّین خاں صاحب کی
اہلیہ محترمہ اپنی ہمشیرہ صاحبہ کے مکان
پر پیلی بھیت میں مقیم تھیں - وہاں
اُنہوں نے ایک عورت دیکھی - جس کے
ہاتھ پیچھے کو ایسے مُڑے ہوئے تھے کہ
آگے بالکل نہ آ سکتے تھے - داہنے پیر کا
پنجہ بائیں طرف کو مُڑا ہُوا تھا - بیگم صاحبہ
نے دیکھا کہ وہ عورت پیر سے کھاتا کھاتی
ہے - اور ٹیڑھے پاؤں میں سوئی اور بائیں
میں کپڑا پکڑ کر ایسا اچھا سیتی تھی کہ
درزی کیا سی سکتے ہیں - سچ ہے - خدا کی

قُدرت تک پُہنچنا مُشکِل ہے ٭

سوالات

۱ - معانی بیان کرو :-
آزردہ - ڈھانچہ - لُنج مُنج - لختِ جگر - محو ٭
۲ - عجائب خانہ کی تشریح کرو ٭
۳ - فرانس کے حالات بیان کرو ٭
۴ - شفق کے فوائد مثال دے کر بیان کرو ٭

۲۴ - ایک اسکوچ کولی کُتّا (۱)

کڑکتی	آتش بازی	سینک
بے اختیار	اہلیہ	مطلع صاف
گویائی	زوجہ	برانڈی

۱ - ہمارے آتش دان میں آگ خُوب جل رہی ہے - جلنے میں لکڑیاں کڑکتی ہیں - جس

سے معلوم ہوتا ہے کہ چمنی میں آتش بازی
چھوٹ رہی ہے۔ ہم لوگ اپنی کرسیاں
اس کے قریب کھینچ کر اپنے ہاتھ سینک
رہے ہیں۔ اور بے اختیار میرے منہ سے
نکلتا ہے کہ آج سردی غضب کی پڑ رہی
ہے۔ میری اہلیہ جن کے قریب چھوٹی میز
پر ان کا سینا پرونا اور کتابیں رکھی ہیں۔
مجھ سے پوچھتی ہیں کہ کیا برف اب بھی
پڑ رہی ہے؟ میں نے کہا۔ ہاں! اتنی کہ
آدمی اپنے آگے ایک گز سے زیادہ کچھ نہیں
دیکھ سکتا۔ میری اہلیہ نے کہا کہ جو غریب
اس وقت باہر میدان میں جا رہے ہوں۔
خدا اُن پر رحم کرے۔

۲۔ میں نے کہا۔ اس وقت کون باہر
نکلتا ہے۔ میری اہلیہ سکاٹ لینڈ کی رہنے والی
ہے۔ اور یہ مکان اُنہیں کی ملکیت ہے۔
یہ پہلا جاڑا ہے جو اس سال ہم اس
مکان میں بسر کر رہے ہیں۔ اب میں کرسی
سے اُٹھ کر کھڑکی کے قریب گیا۔ اور اُس

کا پردہ اُٹھا کر دیکھا تو معلوم ہوُا کہ آسمان کا کُچھ حصّہ ابر سے صاف ہو گیا ہے۔ اور وہاں ایک ستارہ چمک رہا ہے۔ مَیں نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ اب مطلع صاف ہو گیا ہے۔ اور رات کے گیارہ بج چُکے ہیں۔ یہ سُن کر میری اہلیہ بھی اُٹھ کر ایک موم بتّی روشن کر رہی تھیں کہ صدر دروازہ کے باہر ایک کُتّے کے بھونکنے اور پنجوں سے دروازہ کھرچنے کی آواز ہمارے کان میں آئی۔ میری اہلیہ نے کہا کہ میرا کُتّا آج باہر رہ گیا ہے۔ دروازہ کھول کر اُسے اندر بُلا لو۔ میں انکار نہ کر سکا۔ لیکن جب دروازہ کھولا۔ تو کُتّے نے اندر آنے سے انکار کر دیا۔ وُہ دَوڑتا ہوُا آتا تھا۔ اور میری طرف حسرت آلود نگاہ سے دیکھ کر پھر چند قدم واپس چلا جاتا تھا۔ اور میری طرف مُڑ کر بار بار دیکھتا جاتا تھا۔ غالباً یہ دیکھتا تھا کہ مَیں اُس کے پیچھے آ رہا ہوں یا نہیں۔ جب مَیں باہر نکلا۔ تو اُس

نے میرے کوٹ کا دامن مُنہ میں لے کر مُجھے باہر کھینچنے کی کوشش کی۔ مَیں نے اپنی اہلیہ سے پُکار کر کہا کہ تُمہارا کُتّا اندر نہیں آتا۔ بلکہ مُجھے اپنے ساتھ باہر لے جانا چاہتا ہے۔ یہ سُن کر میری اہلیہ نے ایک شامی رُومال اپنے کندھوں پر ڈالا اور دروازے تک کُتّے کو دیکھنے آئیں ؞

۳۔ اُن کے دل میں اِس کی محبّت ہمارے بڑے لڑکے بَیک کی محبّت سے کُچھ کم نہیں ہے۔ کُتّے کی قسم کولی ہے اور نام رلیڈ ہے۔ میری اہلیہ نے اُسے بُلایا۔ مگر وہ اِن کی آواز سُن کر قریب آجاتا ہے۔ اور اندر داخل نہیں ہوتا۔ مَیں نے جھنجھلا کر کہا کہ اِس کو باہر رہنے دو۔ ایک رات کی برفباری سے اِس کو چنداں نُقصان نہیں پُہنچے گا۔ یہ کہ کر مَیں نے دروازہ بند کرنا چاہا۔ تو میری اہلیہ نے مجھ سے اِتّفاق نہ کیا۔ اور کہا کہ نوکروں کو جگانا چاہیئے اور کُتّے کے ساتھ اِسی وقت بھیجنا چاہیئے۔ ایسا معلُوم

ہوتا ہے۔ کہ کوئی غریب مسافر برف میں
باہر رہ گیا ہے۔ اور اس کتے نے اس کو
دیکھ لیا ہے۔ اور اس کو بچانا چاہتا ہے۔
اس سے پہلے یہ کتا ایسا کر چکا ہے۔
مَیں نے دیکھا تو کتا نہایت مضطرب اور
بے چین تھا۔ اور اس کوشش میں برابر
لگا ہوا تھا کہ کسی طرح ہم اس کے ساتھ
چلیں۔ میری اہلیہ نے ایک شیشی میں کچھ
برانڈی بھری اور کچھ کمبل ساتھ
لے چلنے کے لئے تیار رکھے۔ اس عرصے
میں مَیں نے نوکروں کو جگایا۔ باغبان
اسکاٹ لینڈ کا رہنے والا ہے۔ بقیہ سب
نوکر انگلستان کے باشندے ہیں۔ گرم
بچھونوں سے نکل کر ٹھنڈی ہوا میں جانا
اُن کو صریحاً ناگوار تھا۔ مگر نوکری کی وجہ
سے وہ مجبور تھے۔ اب کتا خوش ہو کر
اُچھلنے اور بھونکنے لگا۔ اور ہمارے آگے
آگے دوڑنے لگا۔

۴۔ مگر بار بار مڑ کر یہ دیکھتا تھا کہ

ہم پیچھے آ رہے ہیں یا نہیں ۔ تھوڑی دُور
چل کر ہمارے کوچ مین نے کہا کہ اِس
کُتّے کی فرمائش پُوری کرنی ایسی ہی مُشکل
ہے ۔ جیسے گھاس کے ڈھیر میں ایک سُوئی کا
تلاش کرنا ۔ کیونکہ زمین پر برف بعض بعض
جگہ دو دو فُٹ گہری پڑ چُکی ہے ۔ باغبان نے
کہا کہ گھبراؤ نہیں ۔ تمہارے اِنگلستان کے
کُتّوں کا حال تو مَیں نہیں جانتا ۔ مگر ہمارے
مُلک کے کُتّوں میں خصُوصاً کولی کو اگرچہ
خُدا نے گویائی کی طاقت نہیں دی ہے ۔
مگر ہوشیاری میں وُہ اکثر اُن لوگوں سے جو
اِن پر ہنسا کرتے ہیں ۔ کسی طرح کم نہیں
ہوتے ۔ اب کُتّا ہم سب کو اپنی دُلکی
چال سے میدان کے سُنسان حِصّے کی
طرف لے جا رہا ہے ۔ ہوا اِس قدر سرد
ہے کہ ہم شل ہو رہے ہیں ۔ چاند اور
ستارے پھر چھُپ گئے ہیں ۔ راستہ بالکل
نظر نہیں آتا ۔ مَیں سوچ رہا ہُوں کہ گھر
کو واپس چلنا چاہیئے کہ اتنے میں ایک چیخ

کی آواز میرے کان میں آتی ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ باغبان جو ہم سب سے آگے تھا۔ یکایک بیٹھ کر برف ہٹا رہا ہے۔ یہ مقام ایک درخت کے نیچے اس کے تنے کی جڑ میں واقع ہے۔ کتّا برف ہٹا کر وہاں اطمینان سے بیٹھ جاتا ہے۔ کچھ دیر تک برف کھودنے اور ہٹانے کے بعد ایک سیاہ چیز نظر آتی ہے۔ ہم لوگ حیران ہیں کہ یہ کوئی گٹھڑی ہے یا کچھ اور۔ مگر پھر معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت انسان ہے۔ ہم اس کو احتیاط سے اُٹھا کر گرم کمبلوں میں لپیٹتے ہیں۔ لالٹین قریب لا کر بغور دیکھنے سے معلوم ہُوا کہ یہ ایک غریب بُڑھیا ہے۔ مَیں نے چاہا کہ برانڈی کی شیشی نکال کر اُس کے حلق میں چند قطرے ٹپکاؤں۔ مگر بُڑھیا کے دانت اس طرح جمے ہُوئے تھے کہ مَیں اُس کا مُنہ نہ کھول سکا۔ نوکروں نے کہا کہ جس قدر جلد ہو سکے۔ اُس کو اب گھر لے چلنا

چاہیئے - ایک کمبل کو تان کر ہم لوگوں نے جھولا بنایا - اور بڑھیا کو اُس میں لٹا کر ڈھانک دیا - اور ہم سب گھر کو روانہ ہوئے ؎

۵ - گھر پہُنچ کر میں نے ایک اور نوکر کو ڈاکٹر کے یہاں بھیجا - جو حُسنِ اتّفاق سے ہمارے مکان کے قریب ہی رہتے تھے - اور پھر اپنی اہلیہ سے یہ ماجرا بیان کیا - میری زوجہ نے کہا کہ تم کپڑے بدل ڈالو - سُوکھے کپڑے اور گرم چاے کی پیالی تمھاری میز پر رکھّی ہُوئی تُم کو ملیگی - بُڑھیا کو اُوپر کے کمرے میں لے جا کر میری زوجہ نے گرم پانی کے ٹب میں بٹھا دیا - تو کُچھ علامات زندگی کے پائے گئے - ڈاکٹر صاحب آئے - تو اُنھوں نے اپنا سر ہلایا اور کہا کہ برف اور سردی سے اِس کو سخت صدمہ پُہنچا ہے - جس سے اِس عُمر رسیدہ کا بچنا آسان نہیں ہے - یہ کہکر ڈاکٹر نے برانڈی میں گرم پانی ملا کر اِس

کے دو تین چمچے بُڑھیا کے حلق سے اُتارے۔ جس سے مَوت کی زردی کہیں کہیں سُرخی سے بدل گئی۔ اور غریب بُڑھیا نے آنکھیں کھولیں۔ میری اہلیہ نے اُس کا سر اُٹھا کر کوئی دوا پلائی۔ جو ڈاکٹر نے تجویز کی تھی۔ اور پھر گرم بچھونے میں آرام سے اُسے لٹا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد مَیں وہاں گیا۔ تو دیکھا کہ میری اہلیہ تنہا بُڑھیا کے پاس بیٹھی ہُوئی ہے۔ اور وُہ بُڑھیا نیند یا غفلت میں بے ہوش ہے ۔

سوالات

۱- یہ کہاں کا واقعہ ہے۔ اور وُہ مُلک کس علاقہ میں ہے ؟

۲- سردی کے مَوسم کا نقشہ اپنے الفاظ میں بیان کرو ۔

۳- کُتّے کی پریشانی مُختصر فقروں میں بیان کرو ۔

۴۔ کُتّے کے ساتھ کَون کَون گیا؟ اَور اُنھوں نے وہاں جا کر کیا دیکھا؟

۵۔ ذَیل کے الفاظ اگر واحِد ہیں۔ تو اُن کی جمع اَور اگر جمع ہیں۔ تو اُن کے واحِد بتاؤ:۔

لکڑِیاں ۔ میز ۔ شیشی ۔ ہوا ۔

۲۵۔ سر نارائن چندا ورکر

سر نارائن چندا ورکر ۱۸۵۵ء میں شمالی کنارا کے ایک بندرگاہ ہناور میں پَیدا ہُوئے۔ اِبتدائی تعلیم حاصِل کرنے کے بعد ۱۸۶۹ء میں وُہ بمبئی گئے۔ اَور ۱۸۷۳ء میں اَلفنسٹن کالج میں داخِل ہُوئے۔ لِکھنے پڑھنے میں پہلے ہی سے اُن کی طبیعت زیادہ لگتی تھی۔ اب یہاں آ کر اُن کے اِس شَوق میں اَور بھی ترقّی ہو گئی۔

یہاں اُنھوں نے انگریزی کا ایک مضمون لِکھ کر اِنعام حاصِل کِیا۔ پھر راجہ دھار کا اِنعام بھی لِیا۔ ۱۸۷۷ء میں بی۔ اے کی ڈگری لی۔ اور اوّل نمبر رہے۔ اِس پر اُنھیں "جیمز ٹیلر اِنعام" مِلا ؞

۲۔ طالِب علمی کا زمانہ ختم کر چُکنے کے بعد مسٹر چنڈا ورکر ۱۸۷۸ء میں اخبار اِندر پرکاش کے ایڈیٹر مُقرّر ہُوئے۔ ۱۸۷۹ء تک اِس اخبار کو بڑی قابلیّت سے چلاتے رہے۔ ۱۸۸۱ء میں وُہ وکالت کے اِمتحان میں اوّل رہے۔ اور ہندُو قانُون میں وظیفہ پانے لگے۔ اور وکالت شرُوع کر دی ؞

۳۔ ۱۸۸۵ء میں آپ بمبئی پریسیڈنسی کی طرف سے وِلایت گئے۔ تاکہ تقریریں کرکے پارلیمنٹ کے اِنتخاب کے وقت اُن لوگوں کی مدد کریں جو ہندوستان کے بہی خواہ ہیں۔ اِس موقع پر اُن کے دوستوں کو معلُوم ہُؤا کہ وُہ بے مثل لکچرار ہیں۔ اور جب ۱۸۸۶ء میں آپ نے بمبئی کے ٹاؤن

ہاں میں لیڈی ڈفرن فنڈ کی ایک شاخ کھولنے کے لئے لارڈ رے کی صدارت میں تقریر کی۔ تو آپ کی شہرت کو چار چاند لگ گئے۔ صاحب صدر نے کہا۔ کہ اگر آپ تقریر نہ کرتے تو جلسہ کبھی کامیاب نہ ہوتا۔ اس سال آپ بمبئی یونیورسٹی کے فیلو مقرر ہوئے۔ اور ۱۸۹۰ء میں جسٹس آف دی پیس بنائے گئے۔ جنوری ۱۹۰۱ء میں انہیں ہائی کورٹ کا قائمقام جج بنایا گیا۔ اور پھر مستقل کر دئے گئے۔ ۱۹۰۹ء میں وہ بمبئی کے قائم مقام چیف جسٹس مقرر ہوئے۔

۴۔ آپ برہمو سماجی تھے۔ آپ نے سوشل اصلاح کا بہت کام کیا۔ آپ بڑے فیاض اور بے غرض کام کرنے والے تھے۔ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں۔ جس میں آپ کو دخل نہ ہو۔ ۱۹۱۰ء میں جب شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم نے آپ کو نائٹ کا اعزاز عطا کیا۔ تو تمام ہندوستان

نے خوشنودی کا اظہار کیا۔ ہائی کورٹ
کی ججی سے سبکدوش ہو کر آپ ۱۹۱۴ء
میں مہاراجہ اندور کے وزیر اعظم مقرر
ہوئے۔ اور یہ کام بہ طرز احسن انجام
دیا۔ آپ تعلیمی معاملات میں بہت سرگرمی
ظاہر کرتے تھے۔ چنانچہ وہ عرصہ تک
بمبئی یونیورسٹی کے وائس چانسلر رہے۔
وہ تعلیم نسواں کے زبردست حامی تھے۔
اور ملک میں لازمی اور مفت پرائمری تعلیم
کے معاون ۔

۵ - سر چندا ورکر اعتدال پسند تھے۔
مگر اپنے خیالات کے اظہار سے کبھی نہ جھجکتے
تھے - آپ لیجسلیٹو کونسل کے پریسیڈنٹ
بھی رہے - ہر روز صبح اٹھ کر پوجا پاٹھ
کرتے تھے - اور ہر چھوٹے بڑے کے ساتھ
خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔ غرض کہ
بہت حلیم الطبع - بردبار اور خدا پرست
تھے - وہ اپنے مخالف کو ہمیشہ نہایت نرمی
سے جواب دیا کرتے تھے ۔

۱۵- مئی ۱۹۲۳ء کو اچانک دِل کی حرکت بند ہو جانے سے آپ کا اِنتقال ہو گیا - اِس قِسم کے برگزیدہ اشخاص بہت کم پیدا ہوتے ہیں +

(لالہ رگھو ناتھ سہائے بی-اے)

سوالات

۱- بندرگاہ کسے کہتے ہیں ؟

۲- ذیل کے اِلفاظ کی تشریح کرو :-
ٹاؤن ہال - فیلو - جسٹس آف دی پیس - چیف جسٹس +

۳- سر چندا ورکر کی زندگی میں سب سے بڑھ کر کون سی بات آپ کو قابل تعریف معلوم ہوتی ہے ؟

۴- دِل کی حرکت بند ہو جانے کا کیا مطلب ہے ؟

۵- خندہ پیشانی کسے کہتے ہیں ؟

۲۶- ایک اسکوٹچ کولی کُتّا (۲)

جُھرّیاں　چمچہ　مرِلجنہ　ضعیفہ

قِلعہ　شِرکت　ٹمٹم　بسترِ مرگ

کُشتہ　قبر　رحمنٹ

۱- مجھ کو دیکھ کر میری اہلیہ نے کہا کہ جانبر ہونے کی اُمید بہت کم نظر آتی ہے۔ مَیں نے جُھک کر دیکھا۔ تو بُڑھیا کے چہرے پر جُھرّیاں پڑی ہُوئی ہَیں۔ اَور اُس کے سفید بال جو تکیہ پر پھیلے ہُوئے تھے۔ ابھی تک تر ہیں۔ مَیں نے کہا کہ بُڑھیا معلُوم نہیں کہاں سے مرنے کو آ گئی ہے۔ آس پاس کے گاؤں کی نہیں ہے۔ ورنہ مَیں اسے پہچان سکتا۔ میری آواز سُن کر بُڑھیا نے آنکھیں کھول دیں۔ اَور بغور اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔ پھر اُس نے بولنے کی

کوشش کی ۔ مگر کمزوری کی وجہ سے مُمکن
نہ ہُوا ۔ میری اہلیہ نے چمچہ میں لے کر اُسے
کچھ غذا کھلائی ۔ اور یہ کہا کہ تُم بولنے کی
کوشش نہ کرو ۔ ہم سب تُمہارے بہی خواہ
ہیں ۔ آرام سے لیٹی رہو ۔ نیند آجائے
تو اچھّا ہے ۔ یہ سُن کر مریضہ نے آنکھیں
بند کر لیں اور تھوڑی دیر کے بعد سو گئی ۔
صُبح کو میں نے سُنا کہ بُڑھیا نے دو چار
باتیں کیں ۔ اور میری اہلیہ مجھ کو بُلا کر
ساتھ لے گئیں ۔ اور مریضہ سے پُوچھنے
لگیں کہ اب تُم کیسی ہو ۔ ضعیفہ نے
کمزور اور کانپتی ہُوئی آواز میں میری اہلیہ
کا شُکریہ ادا کیا اور کہا کہ میں پہلے سے
اچھّی ہُوں ۔ اُس کے لہجہ سے میں نے
پہچانا کہ وُہ انگلستان کی رہنے والی ہے ۔
سکاٹ لینڈ کی نہیں ۔ میں نے پُوچھا کہ
کیا تُم میں اِتنی طاقت ہے کہ بتلا سکو
کہ تُم کہاں سے آئی تھیں اور کہاں جا رہی
تھیں ؟ بُڑھیا نے ایک آہ سرد بھر کر

کہا کہ مَیں اپنے لڑکے کو دیکھنے جا رہی تھی - اَور اب مَیں نہیں کہہ سکتی کہ پھر اُسے دیکھ سکوں گی یا نہیں ؃

مَیں- تمہارا لڑکا کہاں ہے - اَور تم کتنی دُور سے اُسے دیکھنے آئی تھیں ؟

بُڑھیا - میرا لڑکا یہاں سے قریب قلعہ میں سپاہی ہے - اَور مَیں انگلستان میں شہر لور پُول کی رہنے والی ہوں - وہاں سے یہ سُن کر آئی ہُوں کہ وُہ لڑائی پر جانے والا ہے - شاید وُہ مجھ سے اجازت لئے اَور میری آخری دُعا حاصل کئے بغیر لڑائی پر چلا جائے - میرے چھ بچّے تھے - اِن میں سے ایک سب سے چھوٹا ہی زندہ بچا ہے - میری ضعیفی کا یہی ایک سہارا ہے - خُدا آپ کو ہمیشہ زندہ رکھّے - وُہ ہمارے شہر کے ایک کارخانہ میں کام کیا کرتا تھا - مگر کارخانہ والوں نے شرارت سے ہڑتال کر دی - جب کھانے پینے کی تکلیف ہونے لگی - تو مجبُوراً اُس نے فوج میں

نام لکھوا لیا - وُہ مجھے برابر خط لکھتا
رہتا تھا - پچھلے خط میں اُس نے لکھا کہ
میری رجمنٹ کے لیئے لڑائی میں شرکت
کا حکم آیا ہے - اَور میرے پاس اِتنا روپیہ
نہیں ہے کہ لور پُول آکر تمہیں دیکھ
جاؤُں - اِس لیئے تم اپنی دُعا خط میں
لکھ کر میرے پاس بھیج دو - روانگی سے
پہلے مجھے مل جائے گی - یہ خط پڑھ کر
میرا دِل بے قرار ہو گیا - اَور مَیں نے
پُورا قصد کر لیا کہ مرنے سے پہلے ایک
دفعہ جس طرح ممکن ہو - اُسے ضرور
دیکھ لُوں - میری مِلنے والی عورتوں نے
گلاسگو اسٹیشن تک کا ٹکٹ مجھے دلوا دیا
تھا - وہاں سے مَیں پیدل اِس قلعہ کو
جا رہی تھی - قلعہ تھوڑی دُور رہ گیا
تھا کہ راستہ میں مینہ اَور برف نے
مجھے آ لیا - اگر تمہارا کُتّا مجھے نہ دیکھتا
تو مَیں وہیں مر چکی تھی ÷
یہ سُن کر میری اہلیہ بہت کُڑھی - اَور

ہماری ماما علانیہ رونے لگی۔ مَیں نے بُڑھیا سے کہا کہ قلعہ یہاں سے بہُت قریب ہے۔ مَیں تُمہارے لڑکے کو یہیں بُلا دیتا ہُوں ٭

۳۔ یہ سُن کر بُڑھیا کا دِل باغ باغ ہو گیا۔ اَور وُہ مجُھے دُعائیں دے کر کہنے لگی کہ میرے لڑکے کا نام جان سالٹر ہے۔ اَور وُہ ایک لمبے قد کا تندرُست جوان ہے۔ اُس کے تلاش کرنے کے لِئے یہ پتہ کافی ہوگا مَیں نیچے اُترا اَور مُختصر چِٹھّی کرنیل فرین کے نام لکھ کر جن کو مَیں اچھّی طرح جانتا ہُوں۔ اپنے سائیس کو دی۔ اَور اُس کو ہدایت کی کہ مسٹر سالٹر کو ٹمٹم میں بِٹھلا کر اپنے ساتھ جلد لے آئے۔ سائیس کو روانہ کرکے مَیں پھر اُوپر مریضہ کے کمرے کی طرف جا رہا تھا کہ راستہ میں ڈاکٹر وہاں سے واپس آتے ہُوئے مجُھے زینے پر مِلے اَور کہنے لگے کہ اِس ضعیفہ کی مُصیبتیں اب قریب ختم ہیں۔ اَور مجُھے شک ہے۔ کہ اپنے لڑکے کے یہاں پہُنچنے تک وُہ زندہ

بھی رہے گی ۔ مَیں نے کہا کہ مجھے سخت تعجّب ہے کہ اِس عمر میں اِتنا سفر پیادہ پا کرنے کے لِئے یہ ضعیفہ کیونکر تیّار ہو گئی ۔ ڈاکٹر نے سُن کر کہا کہ ایک ماں کے لِئے یہ کچھ بھی مُشکِل نہیں ۔ گلاسگو کے سفر نے اُس کو تمام کر دِیا ۔

مَیں زِینے پر چڑھ کر کمرے کے اندر گیا تو دیکھا کہ وُہ تکیہ پر سر رکھّے لیٹی ہے ۔ اَور اُس کے چہرے پر مُردنی چھائی ہُوئی ہے ۔ مگر اُس کی آنکھیں کھُلی ہَیں ۔ اَور وُہ بار بار دروازے کی طرف دیکھتی ہے ۔ جس سے ظاہِر ہے کہ وُہ اپنے لڑکے کا سخت اِنتظار کر رہی ہے ۔ میری اہلیہ نے مجھ سے پُوچھا کہ لڑکے کے آنے کی اُمیّد کب تک ہے؟ مَیں نے کہا کہ وُہ چار بجے سے پہلے غالِباً نہیں آسکے گا ۔ یہ سُن کر میری اہلیہ نے چُپکے سے میرے کان میں کہا کہ مجھے اُمیّد نہیں کہ یہ چار بجے تک زندہ رہے ۔

۴ ۔ مگر بعض اَوقات مُحبّت کی قُوّت موت

کو بھی مغلُوب کر لیتی ہے - اِس روز تمام دِن ضعیفہ بِستر مرگ پر زِندہ رہی - بیچ میں غِذا کے ایک دو چمچے میری اہلیہ کے ہاتھ سے وُہ کبھی کبھی لیتی رہی - اَور کئی دفعہ اُس نے یہ پُوچھا کہ "میرا لڑکا نہیں آیا؟ خُدا میں سب طرح کی طاقت ہے. وُہ اگر چاہے تو مَیں اُس وقت تک نہ مرُوں گی - جب تک اُسے دیکھ نہ لُوں"۔

بالآخر ٹمٹم کے آنے کی آواز سُنائی دی. مَیں نے ماما کو اِشارہ کیا کہ نیچے جا کر لڑکے کو چُپکے سے بُلا لائے - مگر ٹمٹم کی آواز ضعیفہ نے بھی سُن لی - اور ہِمّت کر کے اُٹھ بیٹھی - اَور جس وقت سالٹر دروازہ سے داخل ہُوا تو اِس ضعیفہ نے ہاتھ پھیلا دِئے - اَور سالٹر کو سِینہ سے لگا لیا - تھوڑی دیر بعد ضعیفہ اپنے تکیہ پر گِر پڑی - اَور اُس کی رُوح آسمان پر پہنچ کر سالٹر کو دیکھنے لگی - ضعیفہ کی قبر ہمارے مکان کے قریب ایک درخت کے

رہچے ہے - اور قبر کے سرہانے ایک کتبہ
لگا ہُوا ہے - اِس سانحہ کے بعد ہمارے
کُتّے کی شہرت دُور دُور پھیل گئی - اور
وُہ اب بھی اِس تحریر کے وقت میرے
قدموں کے قریب لیٹا ہُوا ہے ٭

(شیبانی)

سوالات

۱- اِس سبق کا خُلاصہ اپنے اِلفاظ میں بیان کرو ٭

۲- اِس سبق سے مادرانہ محبّت کا کیسا ثبوت مِلتا ہے ؟ تشریح کرو ٭

۳- اِس فقرے کا مطلب بیان کرو :-
ضعیفہ کی مُصیبتیں اب ختم ہونے والی ہیں ٭

۴- ضعیفہ بستر بیماری پر پڑی ہُوئی جان توڑ رہی تھی - ٹمٹم کی آواز سُن کر وُہ کیسے اُٹھ بیٹھی ؟

۲۷- ابو ابن ادہم

فرشتہ   کرنوں   برگِ گل

ابنائے جنس   لوح   قدرت

شاخِ طوبےٰ

ایک دن ایک مردِ دانا نے
اک فرشتے کو خواب میں دیکھا
ماہِ تاباں کی سبز کرنوں سے
برگِ گل پر ہے اُس نے کچھ لکھا
پوچھنے پر کہا کہ یہ فہرست
اُن کی ہے جو ہیں عاشقانِ خدا
پھر جو پوچھا - کہا کہ تیرا نام
اس میں لکھوں نہیں یہ حکمِ خدا
ہنس کے بولا وُہ مرد "بہتر ہے"
ایک فہرست اور جلد بنا

اور مِرا نام درج کر اُن میں
جو ہیں ابنائے جنس کے شیدا
دُوسرے دن فرشتہ پِھر آیا
ساتھ لایا وُہ نُور کے دریا
اور کہنے لگا مُبارک ہو
تیرے عاشق ہیں عاشقانِ خُدا
لوحِ قُدرت پہ شاخِ طُوبےٰ سے
سب سے اوّل ہے تیرا نام لِکھا
(خان احمد حُسین خان)

سوالات

۱- ذیل کے اِلفاظ کے معانی بتاؤ :-
برگِ گُل - ابنائے جنس - شیدا ⁂
۲- لوحِ قُدرت اور شاخِ طُوبےٰ کی تشریح کرو ⁂
۳- ابُو ابن ادہم سے کَون سی نیکی ہُوئی کہ فرشتہ نے اُسے خُوشخبری دی ؟

۲۸- پہاڑوں کی سیر

آب و ہوا	باولے	جہاں گردی
کشش مقناطیس	دیوانگی	رونگٹے
وادی	کڑاک	کھلبلی
عبور	کوہستانی	یخ
گلگشت	پاس	حشرت

۱- ہمارے ملک میں ابھی پہاڑوں کی سیر عام نہیں ہے۔ البتہ جب کسی کو آب و ہوا کی تبدیلی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور وہ مقدور بھی رکھتا ہے۔ تو وہ کسی پہاڑ پر گرمیوں کے موسم میں چلا جاتا ہے۔ غریب لوگ باولے کتّے کے کاٹنے پر سرکاری خرچ پر کسولی پہاڑ کی سیر کر آتے ہیں۔ لیکن یوروپ میں جہاں گردی ایک عام مرض ہے۔ ایلپس کی چوٹیاں

یورپ والوں کے لئے کشش مقناطیس کا حکم رکھتی ہیں - بڑی تعداد میں لوگ وہاں جاتے ہیں - اس تفریح میں بہت سی موتیں ہر سال واقع ہوتی ہیں - لیکن پھر بھی کسی قسم کی گھبراہٹ اور رکاوٹ پیدا نہیں ہوتی - سلسلہ جاری ہے - اور اسی طرح آئندہ جاری رہے گا ۔

۲- ہمارے مُلک میں ابھی یہ شوق عام نہیں ہُوا - دل بجھے ہوئے ہیں - فکر معاش دامن گیر ہے - یہ خیال آئے تو کیونکر آئے لیکن یورپ میں اگست اور ستمبر کے مہینوں میں پہاڑوں کی سیر کا شوق دیوانگی کی حد تک پہنچ جاتا ہے - ۱۹۲۳ء کا ذکر ہے - کہ تقریباً سو سیّاح الپس کی چڑھائی میں ہلاک ہوئے اور اتنے ہی لاپتہ رہے ۱۹۲۲ء میں بھی ایسا ہی ہوا اور ۱۹۲۴ء میں بھی اسی قدر موتیں واقع ہوئیں - جب یہ خیال آتا ہے کہ سال بسال سو سے زیادہ موتیں کوہ الپس کی سیر میں واقع ہوتی

ہیں - تو جسم کے رونگٹے کھڑے ہونے لگتے ہیں ﴿

۳- آج کل ہر قسم کے زن و مرد وہاں جاتے ہیں - عام لوگ تو خاص خاص وادیوں میں مصروف گلگشت رہتے ہیں۔ اور بہت سے مجبوراً اس دماغ کو پریشان کرنے والے گروہ سے دور ہٹ کے خطرناک کوہستانی دامنوں پر برفانی پھولوں یا دوسری قسم کے نایاب پودوں کے دیکھنے اور چھوٹے ہوئے برفانی پودوں کے تلاش کرنے کے شوق میں چڑھے چلے جاتے ہیں - مثل مشہور ہے کہ جن نباتات میں فرشتے بھی قدم دھرتے ہوئے تھرّاتے ہیں - وہاں بے وقوف دوڑے چلے جاتے ہیں - جہالت بھی بڑی برکت ہے - اچانک ایک پاؤں برفانی چٹان پر پڑتا ہے - آدمی لڑکھڑاتا ہے - اور برفانی تودہ کڑاک سے پھٹ جاتا ہے - اور وہ شخص اس برفانی قبر میں سما جاتا ہے اور اس کا لقمہ بن جاتا ہے ﴿

۴- یہ بھی مُمکِن ہے کہ بدقِسمت سیّاح پہاڑ کے کِسی دامن میں چلا جا رہا ہے۔ اور برفانی نشیب راستہ میں آ جاتا ہے۔ وُہ خوشی خوشی اِس پر قدم اُٹھاتا چلا جاتا ہے۔ لیکن اچانک بِیچ میں ایک یخ کا حِصّہ آ جاتا ہے یکایک اُس کا پاؤں پھسلتا ہے۔ اور وُہ فوراً سر کے بل بے کس و مجبُور حسرت و یاس کے ساتھ لُڑھکتا چلا جاتا ہے۔ کوئی چیز اُس کی تیزی کو روک نہیں سکتی۔ یہاں تک کہ کوئی غار آ جاتا ہے اور بیچارہ غائب ہو جاتا ہے ؏

۵- یہ کوہِستانی سیّاح عمُوماً آسٹریا اور جرمنی سے آتے ہیں۔ جرمنی میں ایسی تفرِیحی مجلِس قائم ہے۔ جس کے ممبروں کی تعداد بہُت کثِیر ہے۔ اِس مجلِس کی وجہ سے کوہِستانی شوق روز افزُوں ترقّی پر ہے۔ یہ لوگ پہاڑوں کو ذرا خیال میں نہیں لاتے۔ نہایت لاپروا ہی اور دلیری سے اِن پہاڑوں سے کھیلتے ہیں۔ ایتوار کو بہُت ہجُوم ہوتا ہے۔ چنانچہ پہاڑی حادثات

کی لمبی چوڑی فہرست پیپر کے اخباروں میں آپ باقاعدہ دیکھا کریں ؛

۶- برطانوی سیّاح آسٹریا کے سیّاحوں سے بہت زیادہ مُحتاط ہیں - اِس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ آسٹروی سیّاح پکّے آموں کی طرح ٹپ ٹپ گرا کرتے ہیں - اُن کی موتیں سرسری نظر سے دیکھی جاتی ہیں - کوہستانی سراؤں میں ذرا بھی کھلبلی پیدا نہیں ہوتی - اور کہتے ہیں کہ یہ موتیں غفلت یا چند خاص مُقرّرہ قواعد اور روایات سے ناواقفیّت کا نتیجہ ہوتی ہیں - بیان کرتے ہیں کہ چار طریقوں سے آدمی کوہستانی سیر میں ہدفِ مُصیبت ہوتا ہے - اوّل گرنے والے برفانی تودوں کی وجہ سے - دُوم گرنے والے پتھروں سے - سُوم موسم کی خرابی سے - چہارُم پھسلنے سے ؞

۷- لُطف تو یہ ہے کہ ادنےٰ ترین وجہ سے یہ زبردست موت کے فرشتے حرکت میں آجاتے ہیں - مُستند لوگوں کا قول ہے -

کہ گرج یا بلند آواز سے جب بڑا لمبا چوڑا تودہ متوازن ہو کر چلنے پر تیار ہوتا ہے۔ تو اِس قسم کا نتیجہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اِسی وجہ سے سوئٹزرلینڈ کے رہنما خطرناک مقامات کو عبور کرتے ہوئے اکثر بالکل خاموش رہنے کی ہدایت کیا کرتے ہیں۔ ایسے موقع پر کوئی رہبر یقین سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کے پیروں تلے کوئی برفانی تودہ چلنے کے لئے تیار تو نہیں ہو رہا۔ اِس لئے تجربہ کار آدمی اپنے ساتھی آدمیوں کو زور سے بولنے یا گانے تک کی اجازت نہیں دیتے۔ پیشہ ور رہبر اِن جنبشوں سے جو اس طرح پیدا ہوتی ہیں۔ بہت ڈرتے ہیں۔

۸۔ اِن خطرناک بلندیوں پر بلا رہبر سفر کرنا خود موت کے منہ میں کودنا ہے۔ اِس طرح موتیں ضرور واقع ہوتی ہیں۔ کچھ دن ہوئے چار تجربہ کار چڑھنے والوں نے جن میں سے ایک ایڈنبرا کا رہنے والا تھا۔ اور ایک انجینئرنگ کے کارخانے میں

مُلازِم تھا - ایک سخت مُشکل اَور خطرناک راشتے سے چڑھنے کی کوشِش کی - اِن کے ساتھ کوئی رہبر نہ تھا - چٹانوں کے بُلند ترین مُقرّرہ راستوں پر پہُنچ کر یہ لوگ بائیں طرف زیادہ مُڑ گئے - نتیجہ یہ ہُوا کہ اُن کے پیچھے پیچھے جو گروہ آ رہا تھا - اُس نے اُنہیں اپنے پاس سے ہو کر بل دو تین ہزار فٹ بلند چٹانوں سے نیچے کی طرف لُڑھکتے جاتے دیکھا ۔

(جنگفرڈ کی چڑھائی ۱۳۶۶۹ فُٹ ہے - اب وہاں ریل بن گئی ہے - جو ۱۱۳۴۰ فُٹ کی بلندی تک جاتی ہے - اِس لئے یہ سہل ہو گئی ہے ۔)

۹ - پہاڑوں کی طبعی خصُوصیّتوں - طُوفانوں - کُہروں اَور برفانی تودوں کے طریقوں - برف و برف کے مُختلف حالات میں عجیب و غریب کیفیّتوں سے واقف ہونے کی وجہ سے تجربہ کار کوہستانی رہبر سیر میں ایک بیش بہا نعمت ہے - خطرے کی حالت میں

ایسے رہبر کی امداد بڑی کارآمد ہے ؛

۱۰- اِن مقامات میں بارہ مہینے برف جمی رہتی ہے - یہ برفانی چادر بہت دھوکا دیتی ہے - اِس کے نیچے خطرے گھات لگائے بیٹھے ہوتے ہیں - ایلپس کے بڑے بڑے دیو ہیکل پہاڑوں کی چوٹیاں عموماً معلّق برف یا یخ کے غاروں سے ملبوس ہیں جو اکثر انسان کو مغالطے میں ڈال دیتی ہیں ؛

۱۱- ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک میم ایک رہبر کے ساتھ پہاڑ سے اُتر رہی تھی کہ رہبر ایک گہرے غار میں جا پڑا - میم جو اُس کے ساتھ ہی ایک رسّی سے بندھی ہوئی تھی - گھسٹتی ہوئی برف پر جا پڑی - رہبر ہوا میں معلّق لٹکنے لگا - میم نہ تو اُسے اوپر کھینچ سکتی تھی - اور نہ خود ہل جُل سکتی تھی - عجیب مخمصہ میں جان تھی - چند گھنٹے تک یہ ہوش رُبا صورت قائم رہی - اتنے میں اس رہبر کے دل میں خیال آیا کہ اس عورت کے لئے

اپنی جان پر کھیل جائے۔ چنانچہ اُس نے بہ منّت کہا کہ رسّی کاٹ دو۔ پہلے تو اس میم نے انکار کیا۔ لیکن آخر اُسے رسّی کاٹنی پڑی۔ رسّی برف میں خوب گڑ کر اس میں جم گئی تھی۔ اس طرح رہبر اپنی جگہ قائم رہا۔ میم دَوڑی ہوئی وادی میں گئی۔ اَور امدادی لوگ ہمراہ لائی۔ تین گھنٹے بعد اس غریب کو اس جانکنی کی تکلیف سے نجات ملی۔ اَور اُسے کسی قسم کا گزند نہیں پہنچا ۔

۱۲۔ چند دن ہوئے کہ ایک جماعت معجز نما طریقے سے بال بال بچ گئی۔ سیّاح ایک برف کے تودے پر کھڑے تھے کہ یکایک وہ تودہ ٹوٹا۔ طرفۃ العین میں ایک کاروان رہبر نے اس ہیبت ناک خطرے کا اندازہ کر لیا۔ اَور وہ ٹوٹتے ہوئے تودے کے بالمقابل نشیب کی جانب گر پڑا۔ اَور فوراً ایک رسّی اس چٹان کی چوٹی کے آر پار کھینچ دی گئی۔ جس

سے وہ تودہ رُک گیا۔ اور سب بچ گئے ؁

(مولوی محمّد ظفر صاحب ایم۔اے، ایل۔ایل۔بی)

سوالات

۱۔ کوہ اِلپس کہاں ہے؟ اُس کے کچھ حالات بیان کرو۔ یخ اور برف میں کیا فرق ہے؟

۲۔ ذیل کے اِلفاظ کے معانی بیان کرو:۔
کِشش مقناطیسی۔ تفریح۔ سیّاح۔ وادی۔ گلگشت۔ حشرت۔ یاس۔ جُنبش۔ مُعلّق ؁

۳۔ آسٹریا اور جرمنی کی بابت تمہیں کیا معلوم ہے؟

۴۔ تشریح کرو اور محلِّ اِستعمال بتاؤ:۔
(۱) دِل بُجھے ہوئے ہیں ؁
(۲) فکرِ معاش گلے کا ہار ؁
(۳) بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ؁

۲۹- جسم کی تربیت

فرہنگ

زار		یتیم
محوِ اوراق	لاغر	بیدِ مجنوں
عینک	دھسک	دھوتی
ایم-اے	تپِ دق	سِل
نئی نویلی	طرار	حشر خرام
ششجرفی	گابھا	حصارِ عافیت

ایک دن شام کو جو احمد زار
چند فرسنگ گھر سے دور گیا
اُس نے دیکھا کہ ایک طالبِ علم
نیم کے پیڑ کے تلے ہے کھڑا
ہاتھ میں اُس کے ہے کوئی کاپی
محوِ اوراق ہے وہ بے پڑوا
رنگ ہے زرد جسم ہے لاغر

بیدہ مجنوُں سے بڑھ کے ہے دُبلا
اِس کی آنکھوں پہ ہے لگی عینک
گر اُتارے تو کچھُ نہیں دِکھتا
اِس کے چہرے پہ گرد اُڑتی ہے
ٹانگیں کہتی ہیں اب گرا کہ گرا
اَور کھانسی کی ہے دھسک اُس کو
جِسم میں خوُن نظر نہیں آتا
جِسم پر اُس کے ہے لباس غلیظ
دھوتی میلی سڑا ہُوا کُرتا
شام نے کر دیا ہے گو اندھیر
اَور سُورج بھی ہے غرُوب ہُوا
لَوٹے جاتے کِسان ہیں گھر کو
اَور نشیمن کو اُڑ چلا کوّا
پر یہ شیدائے شَوقِ عِلم ابھی
گرچہ تھکتا ہے پر نہیں تھکتا
مری آہٹ کا کچھُ ہُوا نہ اثر
مَیں جو بولا تو پھر وُہ چَونک پڑا
نام پُوچھا کہا کہ راجہ رام
ذات پُوچھی کہا کہ مَن چندا

مَیں بھی ایم۔اے ہُوں پھر کہا اُس نے
مُنصفی کا ہے اِمتحاں دینا
خالی اِس سال اِک اسامی ہے
سخت اب کے مُقابلہ ہوگا
کہہ کے اِتنا وُہ چل دیا فوراً
مَیں نے اِس کو کوئی ہِٹڑی سمجھا

کچھ مہینے گزر گئے۔ یُوں ہی
اَور قِصّہ مجھے یہ بھُول گیا
ہو گیا راجہ رام ایم۔اے پاس
اِمتحاں کا نتیجہ جب نِکلا
مجھ کو بھی لے گئی وہاں قِسمت
جس جگہ راجہ رام مُنصِف تھا
اب تو شادی بھی اُس نے کر لی تھی
کیوں نہ کرتا کہ صاحبِ زر تھا
اُس کی دُلھن نئی نویلی تھی
وُہ سجیلی رنگیلی یہ رسیدھا
وُہ تھی طرّار تیز۔ حشر خرام
یہ جوانی کے عہد میں بُڈّھا

رنگ اُس کا تھا سُرخ شنگرفی
اَور ہلدی کا اِس کا تھا گابھا
اِس بیچارے کے ہاتھ اَور پاؤں
جَیسے ہوتا ہے "بُڑھیا کا کاتا"
ہم تو جانتے تھے کھیلنے ٹینس
یہ کچہری کا کام کرتا تھا
شام تک پیٹتا تھا یہ چکّی
کبھی ریکٹ نہ بیٹ اُس نے چُھؤا
آخر کار آگئی آفت
جس کا مُدّت سے مجھ کو تھا کھٹکا
اُس کو کھانسی کی جو شکایت تھی
اُس نے ہنگامہ کر دیا برپا
آ کے گھونٹا گلا تپ دق نے
ٹینٹوا سِل نے لالہ جی کا لیا
پڑ گئے ہائے جان کے لالے
اَور اطبّا نے بھی جواب دیا
ہم کو معلوم تھا کہ آئے گی
سر پہ اُس کے جو کھیلتی تھی قضا
چھن گئی ہائے چادرِ اُمّید

جامۂ عمر تار تار ہُوا
وائے دُنیا سے پھر بصد حسرت
آخرِ کار اُس نے کُوچ کیا
مُختصر یہ کہ ساہُوکاروں نے
جا کے مرگھٹ پہ اُس کو پُھونک دیا

دیکھ میری طرف اَے طالِبِ عِلم
کیوں بنا ہے کِتاب کا کِیڑا؟
رات بھر تُو دِیا جلاتا ہے
اَور چھ گھنٹے بھی نہیں سوتا
نیند ہے اِک حِصارِ عافِیّت
رات بھر جاگ کر نہ اُس کو گِرا
تیری کشتیٔ عُمر نازُک ہے
اَور دُنیا ہے پُر خطر دریا
تیری دُنیا عجیب بستی ہے
جس میں اِک اِک قدم پہ ہے کھٹکا
اِس جگہ زلزلے بھی آتے ہیں
اینٹ سے اِینٹ دی جنھوں نے بجا
جسم کی اپنے تُو حفاظت کر

چند دن تجھ کو ہے اگر جینا
تربیت جسم کی ضروری ہے
ورنہ قابو میں دل نہیں رہتا
طاقت جسم گر نہ ہو قائم
نہیں سالم دماغ بھی رہتا
کوئی آنکھیں گنوا کے گر ڈھپٹی
چند دن ہو گیا تو خاک ہوا
جائے عبرت ہے دیکھ جان پدر!
تو نے انجام راجہ رام سنا
بسکہ ورزش سے اس کو نفرت تھی
ہو گیا سوکھ کر وہ تھا کانٹا
کیوں نہ ہوتا وہ ناتوان و ظہیر
رات دن بیٹھنے کا عادی تھا
سوء ہضمی تھی لازمی اس کو
کیونکہ ورزش کا اس کو شوق نہ تھا
ہائے دُھلک چٹان کی جانب
بن کے انجن وہ بے نشان ڈورا
اس طرح لوگ اس کو بھول گئے
جیسے دنیا میں وہ نہ تھا آیا

تندرستی ہی جانِ شیریں ہے
اِس سے بڑھ کر ہے اور کیا میٹھا
تندرستی ہزار نعمت ہے
آبِ زر سے تو لوحِ دل پہ لکھا

(خان احمد حسین خاں)

سوالات

۱- ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-
ناتواں - ظہیر - لوح - زلزلہ - حصار - عافیت - حشر خرام - ہلدی کا گابھا - ڈپٹی - نشیمن - ریکٹ - بیٹ ۔

۲- اِن محاورات کی تشریح کرو :-
گلا گھونٹنا - ٹینٹوا لیا - جان کے لالے پڑ گئے - اینٹ سے اینٹ بجادی ۔

۳- اِس نظم کو نثر میں لکھو ۔

۴- اِس نظم کو حفظ کر لو ۔

۳۰- خوفناک درخت

پادری   یتیم   حبشی   بشّاش
فسانہ   اجل رسیدہ   بید مجنوں
چیخ   عجیب الخلقت   ماہر
علم نباتات   عنکبوت   فیر

پادری جوزف سکاٹ صاحب حال میں پانچ سال کے بعد اپنی میم صاحبہ کے ہمراہ امریکہ سے واپس تشریف لائے ہیں - امریکہ آپ کا وطن ہے - کئی سال آپ افریقہ میں بھی رہ چکے ہیں - افریقہ سے ایک یتیم حبشی لڑکا اُن کے ساتھ آیا تھا - چونکہ سیاہ فام تھا - اُسے کلّو کہ کر پکارتے تھے - ۱۹۱۶ء کے اخیر میں جب یہ امریکہ جانے لگے - تو کلّو بھی اُن کے ساتھ گیا - اس

وقت اُس کی عُمر تیرہ سال کی تھی - مَیں اُسے یتیم سمجھ کر مِٹھائی دِیا کرتی تھی - اَور وُہ بھی مجھُ سے بہت مانوس تھا - اُن کی واپسی کی اِطّلاع آنے پر مَیں اُنہیں مِلنے گئی - میم صاحبہ تندرُست اَور بشاش تھیں - اُن سے مِل کر مجھُے مُسرّت ہُوئی مگر کلّوُ کو وہاں نہ دیکھا - مَیں نے دریافت کیا تو پادری صاحب نے رِقّت آمیز لہجے میں عجیب حالات ظاہر کئے - یہ سچّا واقعہ فسانے سے بڑھ کر عجیب و غرِیب ہے - پادری صاحب ایک دوست کے مکان پر مقیم تھے - کلّوُ ان کے ہمراہ تھا - آپ کا دوست مشہُور شِکاری ہے - وُہ امریکہ کے جنگل میں شِکار کھیلنے گیا - اَور کلّو کو ساتھ لے گیا - کلّوُ نے اُن کا تھیلا اُٹھایا ہُوا تھا - تھیلا بہت جلد اجل رسیدہ جانوروں سے بھر گیا - دونوں تھک کر ایک جگہ سستانے کے لِئے بَیٹھ گئے - شِکاری صاحب تو گھاس پر لیٹ گئے -

اُور سو گئے - اَور کلّوُ ایک خُود رُو تناور درخت کے نیچے جا بیٹھا - اِس درخت کے پتّے بیدِ مجنُون سے مِلتے جُلتے تھے - اَور بیلیں مکڑی کی ٹانگوں کی ہم رنگ اور ہم شکل تھیں - یکایک شکاری نے ایک چیخ سُنی اَور اُس کی آنکھ کھُل گئی اِس وقت کلّوُ غائب تھا - مگر درخت کی شاخوں اَور گھنے پتّوں میں سے دردناک چیخوں کی آواز آ رہی تھی - شکاری اُٹھ کر دَوڑا - اَور درخت کے قریب گیا - دیکھا تو کلّوُ اِس عجیبُ الخلقت درخت کی شاخوں اَور بیلوں میں اِس طرح گرفتار ہے - جیسے مکڑی کے جالے میں مکھّی - شکاری حیرت سے دیوانہ ہو گیا - اَور اُس کے دیکھتے دیکھتے کلّوُ کی جان نکل گئی - اِس وقت شکاری بُت بنا ہُوا درخت کے نیچے کھڑا تھا - رفتہ رفتہ درخت میں جُنبش ہونے لگی - اَور اُس کی شاخیں عنکبُوت کی طرح شکاری کی طرف بڑھنے اَور جُھکنے لگیں - شکاری بال

بال بچ گیا - وُہ بجلی کی تیزی کے ساتھ پیچھے ہٹا - اُور اُس نے پے در پے بندوق کے تین چار فیر کئے - جن سے کئی شاخیں ٹوٹ کر زمین پر تڑپنے لگیں - اَور تڑپ تڑپ کر سرد ہو گئیں - شکاری سرپٹ وہاں سے بھاگا - اَور جب اِس خونخوار درخت سے بہت دُور نکل گیا - تو کہیں دم میں دَم آیا ٭

دُوسرے دن وُہ شکاری پادری صاحب اَور اپنے اَور دوستوں کو لے کر وہاں گیا - اُس وقت معلُوم ہُؤا کہ گوشت خور درخت نے کلّو کا تمام گوشت کھا لیا ہے - اَور اُس کی ہڈّیاں درخت کے نیچے پڑی ہیں - بعد ازاں ایک ماہرِ علمِ نباتات کی زُبانی معلُوم ہُؤا - کہ امریکہ کے جنگلوں میں ایک اِس قسم کا درخت ہے - جس کی غذا گوشت ہے - اَور جو کوئی جاندار پرندہ یا حیوان اُس کے قریب جاتا ہے - زندہ نہیں بچتا ٭

(سبزہ بیگم)

سوالات

۱- افریقہ اور امریکہ کیا ہیں - اور اُن کی خصوصیت کیا ہے ؟

۲- ہندوستان کس برِ اعظم میں واقع ہے ؟

۳- غریب کلّو کون تھا ؟ اور اُس کی زندگی کا خاتمہ کس طرح پر ہُوا ؟

۴- خونخوار درخت کا حُلیہ بیان کرو - وہ کہاں ہوتا ہے ؟

۵- معانی بتاؤ :-

عنکبوت - ماہرِ علمِ نباتات - فر +

۶- "سرپٹ بھاگنا" کیا محاورہ ہے ؟ اپنے فقرے میں استعمال کرو - اور دم میں دم آیا - کس موقع پر بولا جاتا ہے ؟

۳۱- نہیں

شاہِ بے تاج　دلیر　محل
برمحل　غازہ　کُلفت　چھلاوہ
ساحرہ　رِشوت　کہین و مہین
خمیر　تریاق　حربہ

ایک چھوٹا سا لفظ ہَے یہ "نہیں"
اَے مِرے یار! بھُولنا نہ کہیں
شاہِ بے تاج ہَے اگر ہونا
شان و شوکت کا بیج گر بونا
مردِ مَیدان اَور دلیر بنو
دیکھتے کیا ہو یار! شیر بنو
برمحل جس جگہ محل ہو وہیں
آؤ دیکھو نہ تاؤ- کہ دو "نہیں"

لب سے ہو دُور جھُوٹ کا غازہ

اَور بہانہ نہ ڈھُونڈو تُم تازہ
تنک کو ہرگز نہ دِل میں آنے دو
جان جاتی ہے گر۔ تو جانے دو
یاد رکھّو اِسی میں عزّت ہے
دُور کُلفت نصیب راحت ہے
ہے "نہیں" کا جہاں مقام وہاں
کُچھ بھی ہو جائے تُم نہ کرنا "ہاں"

حِرص ہے ساحِرہ اگر آئے
لاکھ رِشوت کی ڈالیاں لائے
یاد رکھّو کہ وُہ چھلاوا ہے
اُس کی صُورت نِرا دِکھاوا ہے
اُس کو سونا نہ سمجھو مٹّی ہے
بلکہ دھوکے کی ایک ٹٹّی ہے
دُور مت جاؤ جس جگہ ہو وہیں
کہہ دو مردانہ وار کہہ دو "نہیں"

اب زمانہ ہے جھُوٹ کا عادی
قید کو جانتے ہیں آزادی

دل کی ہے رات دن خرید و فروخت
دیدۂ عقل آہ دغل بدوخت
یاد تم کو رہے کہ وہ شادی
جس میں اُلفت نہیں۔ ہے بربادی
ایسی صورت میں آسمان- زمیں
بن کے گر آئے۔ پھر بھی کہ دو "نہیں"

ہے زمانہ لگائے بیٹھا تاک
یہ بنا لے گا تم کو موم کی ناک
آج کل کی عجیب ہے تہذیب
حربۂ مُدّعی ہے اب ترغیب
زہر میں گر بُجھا ہے اِس کا مذاق
تم بنا لو خمیر کو تریاق
چشم آہن ہو اور دل فولاد
صاف کہ دو "نہیں نہیں اُستاد"

آہ چھوٹا سا لفظ ہے یہ "نہیں"
پر ہیں مجبور اب کہیں و جہیں
توپ کے مُنہ میں جانا ہے آسان

سہل ہے اُن کو بیچنا ایمان
کس کو یارا ہے دیکھ کر کانٹے
پھُول جو اُن میں ہیں اُنھیں چھانٹے
دل ہے کمزور اور وُہ بے کار
مُنہ سے کہنا "نہیں" ہُؤا دُشوار

(خان احمد حُسین خاں)

سوالات

۱- معانی بیان کرو :-
کہین و مہین - خمیر - تریاق - حربہ - مُدّعی -
چھلاوہ - کُلفت - غازہ ٭

۲- تشریح کرو :-
توپ کے مُنہ میں جانا - موم کی ناک بنا لیگا -
دھوکے کی ایک ٹٹی ہے ٭

۳- حرص کو ساحرہ کیوں کہا ہے؟ ثابت کرو ٭

۴- دیدۂ عقل آہ وغل بدبخت کا ترجمہ کیا ہے؟

۵- اس نظم کا مطلب اپنی عبارت میں لکھو -
اور اسے حفظ کر لو ٭

۳۲- انوکھی کانفرنس

انوکھی	عظیمُ الشّان	کانفرنس
مُنہ زوریاں	چیرہ دستیاں	مُنعقِد
صدرِ جلسہ	جُرأت	عُمر رسیدہ
پریسیڈنٹ	مشعل	معدُوم
ضعیفُ البُنیان	معجُون	سرِنگُوں
سارڈِین	سیّال آگ	آب دوز	اِرتِقا

۱- بندرابن میں ایک بار عظیمُ الشّان مگر انوکھی کانفرنس ہُوئی - یہ حیوانوں کی کانفرنس تھی- اِنسان کی مُنہ زوریوں - دست درازیوں- اور چیرہ دستیوں سے تنگ آ کر شیروں- چیتوں - ریچھوں نے ایک مجلِس مُنعقِد کی - جس میں بندر اور لنگُور بکثرت مَوجُود تھے- خُدا جانے اِنہیں کیوں مدعُو کیا گیا تھا-

صدرِ جلسہ ایک شیر ببر تھا۔ وُہ نہ آیا۔
شاید سو گیا اَور کسی کو جُرأت نہ تھی کہ
اُسے جگا سکے۔ بہ امرِ مجبُوری ایک عُمر رسیدہ
دراز دُم شیر جس کے دانت بہُت تیز تھے۔
پریسیڈنٹ مُقرّر ہُوا۔ جنگل کی تاریکی میں
اِس شیر کی آنکھیں مشعل کی طرح چمکتی
تھیں۔ شیر نے دُم کو بلند کیا۔ دانت
دِکھائے۔ اَور کہا حضرت اِنسان اب بہُت
سر چڑھتا جاتا ہَے۔ اب یہ حد سے باہر
نکل چلا ہَے۔ اگر کچھُ اِنتظام فَوراً نہ کیا
گیا۔ تو سب کی ہستی پردۂ دُنیا سے معدُوم
ہو جائے گی۔ آج ہم اِس لِئے جمع ہُوئے
ہَیں کہ اِس طُوفان کو جو برپا ہوتا دِکھائی
دیتا ہَے۔ روکیں۔ تا کہ اِنسان ضعیفُ البُنیان
کا غرُور ناک کے رستے نکل جائے ؏

۲۔ شیروں نے کہا کہ اِنسان واقعی سخت
دِل آزار ہَے۔ کچھُ سمجھ میں نہیں آتا کہ
یہ ہَے کیا بلا؟ اگر اِس کی دو ٹانگیں
دیکھیں۔ تو اِسے پرندہ کہنا چاہیئے۔ مگر یہ

پرند نہیں ہو سکتا - کیونکہ اِس کے پر نہیں ہیں - خدا جانے اگر پر ہوتے - تو کیا آفت ڈھاتا - یہ تو بے پر کے تیتر اُڑاتا ہے ÷

۳ - چیتوں نے کہا کہ اسے چارپایوں میں بھی شمار نہیں کر سکتے - اس میں شک نہیں کہ اس کی خصلتیں ان سے بہت ملتی جلتی ہیں - مگر یہ گناہ کرتا ہے - اور چارپائے گناہ نہیں کرتے - اِس میں چارپایوں کی شجاعت - بُردباری - ہمّت اور جفاکشی کہیں نام کو نہیں - یہ ہرن نہیں ہے - اس میں وہ شوخی کہاں - یہ جاموش بھی نہیں - کیونکہ اس کے سر پر سینگ نہیں ہیں - شاید یہ ریچھ ہو - البتّہ اِس کا گوشت نمکین اور لذیذ ہے - یہ سُن کر تمام درندے ہونٹ چاٹنے لگے ÷

۴ - بھالو جمائی لے کر بولا کہ یہ ہم میں سے نہیں ہو سکتا - ہماری قوم بُزدل نہیں ہے - ہم جھاڑیوں کے پیچھے چھُپ کر

بندوق نہیں چلاتے ۔ ہم اپنی قوم کو برباد کرنے کے لئے ہتھیار ایجاد نہیں کرتے ۔ ہم آبدوز کشتی ۔ سیال آگ اور زہریلی گیس کے موجد نہیں ہیں ۔ یہ شاید بندر ہو تو ہو ۔ اسی لئے ہم نے بندروں کو بلایا ہے ۔ اُن سے پوچھو ؎

۵ ۔ بندر اور لنگور یہ سُن کر چڑچڑانے لگے ۔ اور ناک بھویں چڑھانے لگے ۔ ایک بڈھا بندر جست کرکے درخت پر چڑھ گیا ۔ اور وہاں سے پکار کر کہنے لگا ۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں ۔ ہمارا انسان سے کوئی واسطہ نہیں ہے ۔ اگر انسان ہم میں سے ہوتا ۔ تو ضرور اُس کی بھی دُم ہوتی ؎

۶ ۔ بھیڑیوں نے غرّا کر کہا کہ یہ کوئی دلیل نہیں ہے ۔ کیا تم نے ارتقا کا نام نہیں سُنا ۔ گم گشتہ اعضا پھر نمودار ہو سکتے ہیں ۔ ممکن ہے کہ چند دن کے بعد انسان کی دُم پیدا ہو جائے ؎

۷۔ بندر نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ معاف کیجئے۔
انسان بلا نوش ہے۔ کیڑے مکوڑے۔ گوشت
سبزی۔ نمک۔ مرچیں۔ اینٹ پتھر سب کچھ
چٹ کر جاتا ہے۔ ہمارا یہ حال نہیں ہے +
میر مجلس شیر نے کہا کہ یہ غلط ہے۔
انسان کیڑے یا اینٹ پتھر نہیں کھاتا۔
بندروں نے کہا۔ جناب کیا فرماتے ہیں؟
شاید حضور نے سارڈین مچھلی جو بکس میں
بند ہو کر آتی ہیں۔ جھینگا اور پنیر کے ٹین
نہیں دیکھے۔ جن میں آدھے کیڑے ہوتے
ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ حضور کے تجربے میں
شنجرف اور فولاد۔ یاقوت اور مرجان کے
کشتے نہیں آئے +

۸۔ پریسیڈنٹ نے کچھ تامل کے بعد
کہا۔ انسان نہ تو پرندہ ہے نہ درندہ۔ یہ
عجب معجون مرکب ہے۔ اس بلاے مبرم
سے بچنے کی کوئی تجویز سوچنی چاہیئے۔
سب سرنگوں ہوئے اور غور کرنے لگے۔
یکایک وہ مقام جہاں مجلس ہو رہی تھی۔

ہلنے لگا۔ اور ایک خوفناک دھماکا ہُوا۔ جیسے کئی توپیں یک بارگی سر ہوئیں۔ اور وُہ ٹکڑا زمین کا مع اراکینِ مجلس اُڑ کر آسمان پر پہنچا۔ عالم دُھواں دھار ہو گیا۔ جب تاریکی رفع ہُوئی۔ تو معلُوم ہوُا کہ نقب لگا کر بارُود سے کانفرنس کی جگہ اُڑا دی گئی ہے۔ جاسُوسوں نے مُخبری کی۔ اور انسان نے اِس سازش کو بارُود سے تہ و بالا کر دیا ؎

(خورشید سُلطانہ)

سوالات

۱۔ کانفرنس سے کیا مُراد ہے؟

۲۔ ذیل کے مُحاوروں کی تشریح کرو:۔

(ا) سر پر چڑھتا جاتا ہے ؎

(ب) غرُور ناک کے رستے نکل جائے ؎

(ج) بے پر کے تیتر اُڑاتا ہے ؎

(د) ہونٹ چاٹنا ؎

۳۔ ناک بھویں چڑھانا کس موقع پر بولا جاتا ہے؟

۴- معانی بتاؤ اور تشریح کرو:-
آبدوز کشتی- سیّال آگ- زہریلی گیس- سائڈین۔
زہریلی گیس پہلی مرتبہ کب اِستعمال ہوئی تھی؟

۵- اِرتقا سے کیا مُراد ہے؟ اِس کا مطلب سمجھاؤ۔

۳۲- آج

صُبحدم	جلوہ گر	فِی اَلفَور
عدم	نِعمتیں	چِہرۂ زیبا
باعِث	فانی	کور دیدہ

۱- صُبحدم جلوہ گر ہے اِک دن اَور
روزِ روشن ہے سوچ لو فِی الفَور
کیا اِسے یُونہی تُم گنواؤ گے
یا اِسے سِینے سے لگاؤ گے

۲۔ یہ نیا دن عدم سے آیا ہے
نعمتیں بے حساب لایا ہے
شب کو سُوئے عدم یہ جائے گا
اور پھر یہ نظر نہ آئے گا

۳۔ بخُدا اس کا چہرۂ زیبا
آج سے پہلے کس نے دیکھا تھا
چند ساعت میں اس کو جانا ہے
چادرِ شب میں رُخ چھُپانا ہے
پھر اسے ڈھُونڈنا ہے نادانی
مثلِ انسان یہ بھی ہے فانی

۴۔ بزم آرا ہے آج اک دن اور
سوچ لو۔ سوچ لو۔ ابھی فی الفور
نُورِ دیدہ اسے بناؤ گے
یا اسے سو کے تُم گنواؤ گے

(کار لائل) (خان احمد حُسین خاں)

سوالات

۱- اِس نظم کا کیا مطلب ہے؟ نثر میں بیان کرو۔
۲- نورِ دیدہ سے کیا مراد ہے؟ اور کن کن معنوں میں آتا ہے؟
۳- بزم آرا کی تشریح کرو۔
۴- رات کو چادر کیوں کہا گیا ہے؟
۵- عدم کے کیا معنے ہیں؟

۳۴- سندباد جہازی (۱)

سفر　مصیبتیں　مالِ تجارت　بھروسہ

بھورے　مردم خوار　بن مانس　جہاز

جزیرہ　بےہوش　تاڑ　قصّاب　بےتاب

امانت　اصل و نفع　کشمکش　کپتان

۱- اگرچہ میں نے پختہ ارادہ کر لیا تھا۔

کہ اپنے گھر سے نہ نکلوں گا ۔ لیکن آرام نے سفر کی تمام مصیبتیں بھلا دیں ۔ اور مجھے پھر سیر کی سوجھی ۔ اور مال تجارت جہاز پر لاد کر خدا کے بھروسہ پر روانہ ہُوا ۔ ایک دن ہمارے جہاز کو طوفان نے آ لیا ۔ اور وُہ راہ کھو کر ایک جزیرے کے کنارے آ لگا ۔ یہاں بھورے رنگ کے بالوں والے مردُم خوار جنگلی آدمی رہتے تھے ۔ ہمارے دیکھتے دیکھتے بن مانسوں کا ایک گروہ ہماری طرف بڑھا ۔ اور جہاز کے رسّے پکڑ کر جہاز میں آ کُودا ۔ وُہ ہم سے مخاطب ہُوئے ۔ مگر ہم اُن کو بولی نہ سمجھے ۔ وُہ ہمارے جہاز کو کنارے پر کھینچ لائے ۔ اور ہم سب کو جزیرے میں لے گئے ۔

۲ ۔ پھر ایک بڑے مکان میں بند کر گئے ۔ اُس مکان میں انسان کی ہڈیوں کے ڈھیر اور پاس کباب بھوننے کی بڑی بڑی سیخیں پڑی تھیں ۔ یہ دیکھ کر ہم

سب بے ہوش ہو گئے۔ رات ہوئی۔ تو
ہم واویلا کرنے لگے۔ ہمارا شور سُن کر
ایک دروازے سے ایک دیو نکلا۔ جس کا قد
تاڑ کے درخت کے برابر تھا۔ اُسے دیکھ کر
ہمارے ہوش اُڑ گئے۔ وُہ ہم سب کے
قریب آ گیا۔ اور ہم میں سے ہر ایک کو
اُٹھا اُٹھا کر وزن کرنے لگا۔ اور اِس
طرح دیکھنا شروع کیا۔ جیسے کوئی قصّاب
بکروں کو دیکھتا ہے۔ سب سے پہلے اُس
نے مجھے دیکھا۔ چونکہ میں بہت دُبلا پتلا
ہُوں۔ مجھے چھوڑ کر آگے بڑھا۔ یہاں
تک کہ ہر ایک کو ٹٹولا۔ آخر نوبت کپتان
تک پہنچی۔ وُہ ہم سب میں موٹا تھا۔ دیو
نے اُسے پسند کیا۔ اور آگ روشن کر کے
اُسے بھُونا اور کباب کر کے کھا گیا۔ پھر
ڈیوڑھی میں جا کر لیٹ رہا۔ اور اِس زور
سے خرّاٹے لینے لگا۔ جیسے بجلی گرجتی
ہے۔

۳- ہم نے رات بڑی مُصیبت میں

گھڑیاں گن گن کر کاٹی - صبح ہوئی - تو وُہ دیو مردُم خوار کہیں چلا گیا - ہم بھی اُس مکان سے نکلے - جنگلی پھل کھائے - چشمہ سے پانی پیا - اور پھر اُسی مکان میں واپس آ گئے - شام کو وُہ پھر آ گیا - اور ہم سب میں سے جو موٹا تھا - اُس کو کباب کر کے کھا گیا - اور پھر ڈیوڑھی میں سو رہا - صُبح کو جب وُہ چلا گیا - تو ہم نے مشورہ کیا - پہلے صلاح ہوئی کہ سمندر میں ڈُوب مریں - کسی نے کہا کہ خُود کُشی حرام ہے - مَیں نے کہا کہ سمندر کے کنارے پر بہُت سی لکڑیاں ہیں - ہم اُن کی چھوٹی چھوٹی کشتیاں بنا لیں - اور کسی پوشیدہ جگہ رکھّیں - اور موقع پا کر نکل بھاگیں - یہ سوچ کر ہم سب کنارے پر پہُنچے - اور شام تک کئی چھوٹی چھوٹی کشتیاں بنا لیں ۞

۴ - ہر ایک کشتی میں تین تین آدمی بیٹھ سکتے تھے - شام کو پھر اُسی قتل گاہ

میں واپس آ گئے۔ حسبِ معمول شام کو
وُہ دیو پھر آیا۔ اَور ہمارے ایک ساتھی کو
بھُون کر کھا گیا۔ جب وُہ سو گیا اَور خرّاٹے
لینے لگا۔ تو ہم دس باقی ماندہ آدمیوں نے
لوہے کی ایک سلاخ لے کر دہکتی ہُوئی
آگ پر خُوب سُرخ کیا۔ اَور اُس ظالم
کی آنکھ پر رکھ دیا۔ جس سے وُہ بالکُل
اندھا ہو گیا۔ شدّتِ درد سے چلّانے لگا۔
اَور ہمیں پکڑنے کو اِدھر اُدھر ہاتھ پھیلانے
لگا۔ لیکن ہم سب اُس مکان سے باہر
بھاگ گئے۔ اَور وہ بھی ہمارے پیچھے
بھاگا۔ ہم کشتیوں میں جا بیٹھے۔ اَور صُبح
کا انتظار کرنے لگے۔ تاکہ پَو پھٹتے ہی
نکلیں۔ لیکن جب صُبح ہُوئی تو ہم نے
دیکھا کہ وُہ خُونخوار بمع اپنے دو ہم جنس
ساتھیوں کے سمندر کی طرف آ رہا ہے۔ ہم
زور سے کشتیاں چلانے لگے۔ لیکن اُس
کے ساتھیوں نے بڑے بڑے پتھر ہماری
طرف پھینکے۔ یہاں تک کہ میری کشتی کے

سوا باقی سب غرق ہو گئیں۔ صرف میں اور میرے دو ہمراہی جو اس کشتی میں تھے۔ بچ نکلے۔ تھوڑی دور جا کر ہماری کشتی بھنور میں پھنس گئی۔ ایک دن اور ایک رات ہم اس کشمکش میں رہے۔ دوسرے دن ہماری کشتی ایک جزیرے کے کنارے جا لگی ÷

۵۔ بھوک کی شدت سے ہم بے تاب ہو رہے تھے۔ خوب پیٹ بھر کر وہاں کے جنگلی میوے کھائے۔ اور سمندر کے کنارے سو رہے۔ عین آدھی رات کے وقت کچھ کھڑکھڑاہٹ سی ہوئی۔ جس سے میری آنکھ کھل گئی۔ دیکھا کہ ایک اژدہا ہے۔ اور ہمارے ایک ساتھی کو نگل رہا اور جلدی جلدی توڑ مروڑ کر ہضم کر رہا ہے۔ یہ دیکھ کر میں اور میرا ہمراہی وہاں سے بھاگے اور بہت دور جا کر دم لیا۔ لیکن سانپ کی ہڈیاں چبانے کی آواز برابر وہاں تک آ رہی تھی۔ بہر حال وہ رات نہایت

عذاب میں کٹی - دِن بھی مُشکِل سے گُزارا -
شام ہوتے ہی ہم درخت کے میوے کھا
کر ایک بلند درخت پر چڑھ گئے -
تھوڑی دیر کے بعد پھر اُسی سانپ کی
آواز سُنائی دی - اَور وُہ درخت پر چڑھ
آیا - اَور میرے ساتھی کو نِگل گیا - اب
تو مُجھے جان کے لالے پڑ گئے - صُبح مَیں
نے بہُت سی لکڑیاں اَور کانٹے اُس درخت
کے گِرد جمع کِئے - اَور کُچھ چوٹی پر
باندھ دِئے - اَور درخت پر چڑھ گیا -
سانپ بھی اپنے معمُول کے مُوافِق آیا -
اَور درخت کے گِرد چکّر لگانے لگا - جب
اُوپر چڑھنے کا رستہ نہ مِلا - تو ناچار واپس
لوٹ گیا - مَیں تمام رات جاگنے کی وجہ
سے نِہایت مُضمحل ہو رہا تھا - تنگ آ کر
سمندر میں ڈُوب مرنے کو چلا - لیکن خُدا کا
فضل شامِل حال ہُؤا - ناگاہ ایک جہاز دُور
سے آتا دِکھائی دِیا - مَیں نے زور زور
سے پُکارا - اور اپنی پگڑی کو خُوب گھُمایا -

کپتانِ جہاز نے مجھے دیکھ لیا۔ اَور ایک چھوٹی سی کشتی میری طرف روانہ کی۔ اَور مَیں اُس میں سوار ہو کر جہاز تک پہُنچا۔ تمام مُسافر مجھے دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اَور اُنہیں تعجّب ہُوا۔ کہ مَیں ایسے مَردُم خوار دیو اَور اژدہوں کے مُلک میں کس طرح محفُوظ رہا؟

۶۔ آخر مَیں نے غسُل کیا۔ کپتان نے مجھے ایک عُمدہ جوڑا کپڑوں کا عنایت کیا۔ وہ مَیں نے پہنا۔ کھانا کھایا۔ اَور اپنی سرگزشت مُفصّل سُنائی۔ جسے سُن کر وُہ بہُت حیران ہُوئے۔ چند دن کے بعد ہم بندرگاہ میں پہُنچے۔ اَور تمام سَوداگر اپنا اپنا مال فروخت کرنے کے لئے اُترے۔ اُس وقت کپتان نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا کہ بھائی! میرے پاس ایک سَوداگر کا مال مُدّت سے امانت پڑا ہے۔ وُہ بیچارہ ایک ناگہانی حادثہ سے نذرِ اجل ہُوا۔ مَیں نے کئی مقامات پر اُس کا مال بیچا۔ اَور

بدلا کیا۔ اب میرا ارادہ ہے کہ اُس کے
وطن بغداد پہنچ کر اُس کے وارثوں کو
اصل اور نفع دے دُوں۔ اُس کی تمام
گٹھڑیاں تیرے حوالے کرتا ہوں۔ اُس کے
وارثوں سے تیرا حق الخدمت دلوا دُوں گا۔
مَیں نے اُس کا شکریہ ادا کیا۔ کہ میرے
لئے کچھ تو شغل پیدا ہو گیا۔ پھر جب محرر
کی زبانی سنا کہ اُس تاجر کا نام سند باد
تھا۔ تو مَیں حیران ہو کر کپتان کا مُنہ
تکنے لگا۔ اور مَیں نے پہچان لیا۔ کہ
دُوسرے سفر میں ہمارے جہاز کا یہی
کپتان تھا۔ اور فلاں چشمے پر مجھے سوتا
چھوڑ کر جہاز لے گیا تھا۔ اور مجھے مُردہ
سمجھے ہُوئے تھا۔ مَیں نے کہا کہ میری
طرف تو دیکھئے۔ اُس نے غور سے دیکھا
اور پہچان لیا۔ پھر مجھے گلے سے لگایا۔
اور کہا کہ تمہارا سب مال منافع سمیت
تمہارے سپرد کرتا ہوں +

اِس سفر میں مَیں نے پچیس پچیس

گز کے بچھوے ۔ گائے کی طرح دُودھ دینے والی مچھلیاں اور اُونٹ کی ہم شکل مچھلی اور کئی قسم کی عجیب و غریب چیزیں دیکھیں ۔ اور بہت سا روپیہ پیسہ کمایا ÷

گھر پہنچ خُدا کا شُکر ادا کیا اور غریب مُحتاجوں کو بہت کچھ خیرات کی ۔ اور بہت سی جائداد خریدی ÷

سوالات

۱- جزیرہ کی تعریف کرو ÷
۲- سند باد جہازی کو پہلے جزیرے میں کیا واقعہ پیش آیا اور دُوسرے میں کیا مُصیبت پڑی؟
۳- " جان کے لالے پڑ گئے " کیا مُحاورہ ہے؟ اس کی تشریح کرو ÷
۴- معانی بتاؤ :-
خُونخوار ۔ کش مکش ۔ کپتان ÷

۳۵- بڑوں کا حُکم مانو

سایۂ خُدا   خُدا کی رحمت   نعمت
صدمہ   ذِلّت   عِزّت   عُقبےٰ
اِطاعت

۱- اے بھولے بھالے بچّو! کہنا بڑوں کا مانو
سر پر بڑوں کا سایہ - سایہ خُدا کا جانو
حُکم اِن کا ماننے میں - برکت بڑی ہے جانو
چاہو اگر بڑائی - کہنا بڑوں کا مانو

۲- ماں باپ اور اُستاد - سب ہیں خُدا کی رحمت
ہے روک ٹوک اُن کی حق میں تمہارے نعمت
کڑوی نصیحتوں میں اِن کی بھرا ہے امرت
چاہو اگر بڑائی - کہنا بڑوں کا مانو

۳- ماں باپ کا عزیزو! مانا نہ جس نے کہنا
دُشوار ہے جہاں میں عزّت سے اُس کا رہنا

ڈر ہے پڑے نہ صدمہ۔ ذلّت کا اُن کو سہنا
چاہو اگر بڑائی۔ کہنا بڑوں کا مانو

۴۔ دُنیا میں کی جنھوں نے ماں باپ کی اطاعت
دُنیا میں پائی عزّت۔ عُقبےٰ میں پائی راحت
ماں باپ کی اِطاعت ہے دو جہاں کی دَولت
چاہو اگر بڑائی۔ کہنا بڑوں کا مانو

۵۔ سیکھوگے عِلم و حِکمت اِن کی ہدایتوں سے
پاؤگے مال و دَولت اِن کی نصیحتوں سے
پُھولوگے اَور پھلوگے اِن کی ملامتوں سے
چاہو اگر بڑائی۔ کہنا بڑوں کا مانو

۶۔ تُم کو نہیں خبر کچھ اپنے بُرے بھلے کی
جتنی ہے عمر چھوٹی۔ اُتنی ہے عقل چھوٹی
ہے بہتری اِسی میں جو ہے بڑوں کی مرضی
چاہو اگر بڑائی۔ کہنا بڑوں کا مانو

۷۔ ہے کوئی دن میں پیارو! وہ وقت آنے والا

دُنیا کی مُشکلوں سے تُم کو پڑے گا پالا
مانے گا جو بڑوں کو جیتے گا وُہی پالا
چاہو اگر بڑائی ۔ کہنا بڑوں کا مانو

شمس العلما خواجہ الطاف حسین حاؔلی

سوالات

۱ ۔ اِس مصرعہ کی تشریح کرو :۔
"مانے گا جو بڑوں کو ۔ جیتے گا وُہی پالا"
۲ ۔ کیا یہ سچ ہے کہ
"جتنی ہے عُمر چھوٹی اُتنی ہے عقل چھوٹی"
ثابت کرو ۔
۳ ۔ پھُولنا پھلنا کسے کہتے ہیں ؟ مثال دو ۔
۴ ۔ عُقبےٰ سے کیا مُراد ہے ؟

۲۶۔ سند باد جہازی (۲)

تکالیف   ستانے   بادبان   منڈلانے
مُعطّر   بلبلا   خول   نارجیل

۱۔ صاحبان! چند دن کے بعد پھر میرے دل سے گزشتہ سفروں کی تکالیف محو ہو گئیں۔ آخر رہ نہ سکا۔ ایک جہاز خاص اپنے خرچ سے تیار کروایا۔ اور ایک کپتان کو بھی ملازم رکھا۔ جہاز بہت بڑا تھا۔ اس لئے اور بہت سے تاجروں کو بھی اس میں سوار کر لیا۔ کئی دن کے بعد ہمارا جہاز ایک ویران سے جزیرے میں پہنچا۔ ہم وہاں تھوڑی دیر ستانے کے لئے اُتر پڑے۔ وہاں ہم نے ایک انڈا سیمرغ کا دیکھا۔ میرے ساتھیوں نے اُسے کلہاڑیوں سے توڑا۔ اور کاٹ کاٹ کر بھون بھون کر کھایا۔ میں ہر چند منع کرتا رہا۔

مگر وُہ باز نہ آئے۔ ابھی وُہ اِس شُغل میں تھے کہ یکایک اندھیرا ہو گیا۔ اَور دو بڑے بڑے ٹکڑے ابر کے ہوا میں تیرتے دکھائی دِئے۔ کپتان یہ دیکھ کر گھبرا گیا۔ اَور کہنے لگا کہ جلد جہاز پر سوار ہو جاؤ۔ اِس انڈے کے ماں باپ آ رہے ہیں۔ یہ سُن کر ہم سب فوراً جہاز پر سوار ہو گئے۔ بادبان کھول دِئے اَور جہاز کو نہایت تیزی سے چلانے لگے۔ اِتنے میں وُہ جانور آ پہنچے۔ اَور جہاز کے اُوپر منڈلانے لگے۔ اَور چیخنے لگے۔ پھر چلے گئے۔ اَور تھوڑی دیر کے بعد پھر نمودار ہوئے۔ اُن کے پنجوں میں بڑے بڑے ٹکڑے پتھروں کے تھے جو اُنہوں نے ہمارے جہاز پر پھینکے۔ اَور جہاز پاش پاش ہو گیا ۔

۱۴ - سب ملّاح اَور تاجر ڈُوب گئے ۔ صِرف مَیں ایک تختے پر بہتا ہُوا کِنارے پر جا لگا۔ بڑی دقّت سے خُشکی پر پہنچا ۔ جب تکان رفع ہُوئی۔ تو جزیرہ میں گیا۔ یہاں کثرت

سے میوہ دار درخت اور پھول تھے۔ پھولوں کی خوشبو سے دماغ معطّر ہو گیا۔ مَیں نے میوے کھائے اور چشمے سے پانی پیا۔ اِس جزیرے میں مجھے کوئی آدمی دکھائی نہ دیا۔ رات کو چشمے کے کنارے لیٹ رہا۔ اُس وقت مَیں رو رو کر اپنے آپ کو ملامت کر رہا تھا۔ کہ ناحق دردِ سر مول لیا۔ صبح ہوئی تو مَیں اِدھر اُدھر پھرنے لگا۔ ناگاہ مجھے ایک بڈّھا نظر پڑا۔ مَیں نے خیال کیا کہ یہ میری طرح کوئی مصیبت زدہ ہے۔ اِس لئے اُس کے قریب گیا۔ اَور صاحب سلامت کی۔ مگر وُہ کچھ نہ بولا ؎

۳۔ مَیں نے پُوچھا کہ حضرت! آپ یہاں کیوں بیٹھے ہیں؟ لیکن وُہ پھر بھی نہ بولا۔ اَور اشاروں سے کہا کہ مجھے اپنے کندھے پر اُٹھا کر چشمے کے دُوسرے کنارے تک پہنچا دو۔ مَیں نے خیال کیا کہ یہ کونسی مشکل بات ہے۔ مَیں نے اُسے گردن پر سوار کر لیا۔ اَور چشمہ کے پار

جا کر اُتارنا چاہا۔ اب جو مُجھے یہ بات یاد آتی ہے تو بے اِختیار ہنسی آتی ہے۔ اُس بُڈھے نے جس کو مَیں کمزور سمجھتا تھا۔ اپنے پاؤں میری گردن کے اِرد گِرد لپیٹ کر میرا گلا اِس زور سے دبایا کہ میرا گلا بند ہونے لگا۔ اَور مَیں بیہوش ہو کر گِر گیا۔ تب اُس نے اپنے پاؤں کے تسمے ڈھیلے کر کے ایک لات میری پُشت پر اِس زور سے ماری۔ کہ مَیں بے اِختیار بِلبلا کر اُٹھ بَیٹھا۔ پھر اُس نے مُجھے میوہ دار درختوں کی طرف چلنے کا اِشارہ کیا۔ وُہ برابر میری پُشت پر سوار تھا۔ اَور جدھر وُہ چاہتا تھا۔ مُجھے لِئے پھرتا تھا۔ اگر ذرا مَیں اُس کے حُکم کی تعمیل میں کوتاہی کرتا۔ تو وُہ میرا گلا دباتا تھا۔

۴۔ اَلغرض مَیں کئی دن اِس مُصیبت میں گِرفتار رہا۔ ایک دن پھرتے پھراتے اَیسی جگہ پر پُہنچا۔ جہاں انگُور کی بیلیں تھیں۔ مَیں نے انگُور کے خوشے توڑے اَور قریب

سے کدّو لے کر اُسے اندر سے صاف کیا۔
انگوروں کو کدّو کے خول میں نچوڑا اور اُس
کا مُنہ بند کرکے دُھوپ میں پڑا رہنے
دیا۔ چند دِن کے بعد وُہ نہایت تیز اور
عُمدہ شراب بن گئی۔ جب مَیں اُس بُڈّھے
کو اُٹھائے ہُوئے تھک جاتا تو اُس میں
سے چند گھُونٹ پی لیا کرتا۔ اور نشے کی
حالت میں خُوب ناچتا اور گاتا۔ ایک دِن
اُس بُڈّھے نے اِشارے سے شراب مُجھ
سے مانگی۔ مَیں نے وُہ کدّو اُس کے آگے
رکھ دِیا۔ پہلے تو اُس نے اُس میں سے
تھوڑی سی پی۔ اور پھر جو سُرور معلُوم
ہُؤا۔ تو غٹا غٹ سب چڑھا گیا۔ اور نشہ
کی حالت میں بڑّانے لگا۔ اور بے خُود سا
ہو کر ڈگمگایا۔ جب اُس کے پاؤں ڈھیلے
ہُوئے۔ تو مَیں نے اُسے گردن سے اُٹھا کر
دے مارا۔ اور ایک بڑے بھاری پتّھر
سے اُس کا دِماغ ٹُکڑے ٹُکڑے کر دِیا۔
اور خُدا کا شُکر ادا کیا ۱

۵ - اتّفاقاً اُسی دن ایک جہاز اُدھر سے گزرا - اور اہلِ جہاز میٹھے پانی کی تلاش میں وہاں اُترے اور مجھے ساتھ لے گئے - کپتان بڑی مروّت سے پیش آیا - ایک سوداگر سے میری دوستی ہو گئی - وُہ مجھے ساتھ لے کر ایک جزیرے میں اُترا - اور مجھے ایک بڑا سا تھیلا دے کر ایک گروہ کے ساتھ کر دیا - اور کہا کہ ان کے ساتھ جاؤ - جو یہ کریں وُہی تم بھی کرنا - اور خبردار! ان سے جُدا نہ ہونا - ورنہ جان کی خیر نہیں - ہم سب جنگل میں گئے - وہاں بڑے بڑے درخت نارجیل کے تھے - لیکن وُہ اتنے چکنے تھے کہ اُن پر چڑھنا دُشوار تھا - اتنے میں ہمیں بے شُمار بندر دکھائی دئے - جو اُن درختوں پر چڑھے ہُوئے تھے - میرے ساتھی درختوں پر پتھر پھینکنے لگے - جس سے بندروں کو غُصّہ آ گیا - اور ہمارے پتّھروں کے جواب میں ہم پر نارجیل پھینکنے لگے - تمام مَیدان نارجیلوں سے بھر

گیا - پھر ہم نے اپنے تھیلوں کو بھر لیا اور شہر میں لے آئے - سوداگر نے ہمیں معقول قیمت دی - میں ہر روز ناریل لانے لگا - تھوڑے عرصے میں بہت سا سرمایہ اکٹھا کر لیا - چند دن کے بعد وہاں ایک جہاز آیا - اور میں اُس میں سوار ہو کر ایسے مقام پر پہنچا جہاں سیاہ مرچیں پیدا ہوتی تھیں - وہاں ناریل کے تبادلہ میں سیاہ مرچ لی - اور دریا سے اُجرت دے کر موتی نکلوائے - خدا کے فضل سے میرے حصے کے موتی بیش بہا نکلے - اور میں مالا مال ہو کر وطن کو واپس آیا *

سوالات

۱- پیرِ تسمہ پا کا حال اپنی عبارت میں لکھو *

۲- سیمرغ کسے کہتے ہیں - کیا واقعی کوئی اس قسم کا پرندہ ہوتا ہے ؟

۳- بندرگاہ کی تشریح کرو - بادبان سے کیا مراد

ہے ؟ جہاز کے مُختلِف حِصّوں کے نام بتاؤ۔
۴۔ ناٹرجیل کِس کام آتا ہے ؟

۲۷۔ سند باد جہازی (۳)

اہل و عیال خلیفہ قاصِد
مجال سرتابی رِیال سرانڈے
قزّاقوں چنگھاڑ سُونڈ بحری

۱۔ صاحبان ! مَیں نے اِس سفر کے بعد پُختہ اِرادہ کر لیا تھا ۔ کہ پھر کبھی بحری سفر کا نام نہ لُوں گا ۔ اَب مَیں نہایت اِطمینان سے اپنے اہل و عیال میں اَوقات بسر کر رہا تھا ۔ ناگاہ ایک چپڑاسی خلیفہ کے دربار سے آیا اَور کہنے لگا ۔ کہ حضُور نے یاد کیا ہے ۔ مَیں فوراً دربار میں حاضِر ہُوا ۔ خلیفہ نے فرمایا کہ ہم تمہیں قاصِد بنا کر شاہ سرانڈیپ کے پاس بھیجنا

چاہتے ہیں - میں نے کہا کہ میری کیا مجال کہ حضور کے حکم سے سرتابی کروں - لیکن میں قسم کھا چکا ہوں کہ اب بغداد سے باہر پاؤں نہ نکالوں گا - خلیفہ نے کہا کہ ایک بار میری خاطر اور تکلیف برداشت کر لو - میں نے ناچار قبول کیا - خلیفہ نے مجھے ایک ہزار ریال زادِ راہ کے لئے دئے - میں سراندیپ پہنچا - والئے سراندیپ مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوا - خلیفہ نے ایک عقیق کا پیالہ اور ایک تختِ سلیمانی بطور تحائف بھیجے تھے - چند دن وہاں قیام کرکے میں نے اِجازت طلب کی ‡

۲- بادشاہ نے خِلعت اور انعام سے سرفراز کرکے اجازت بخشی - واپسی پر بدقسمتی سے جہاز کو بحری قزّاقوں نے آ گھیرا - ہم مقابلہ کی تاب نہ لاسکے - اُنہوں نے جہاز لُوٹ لیا - اور ہم سب کو غلام بنا کر اِدھر اُدھر کے جزائر میں فروخت کر ڈالا - مجھے ایک تاجر نے خریدا - اور اپنے گھر

لے گیا - ایک دِن وُہ مُجھے ہاتھی پر سوار
کر کے جنگل میں لے گیا اور کہا کہ تم
ایک درخت پر چڑھ جاؤ - اور چھُپ کر
بَیٹھ رہو - جس وقت یہاں سے کوئی ہاتھی
گُذرے - تو خُوب تاک کر تیر لگاؤ - جب
وُہ گِر کر مر جائے تو مُجھے خبر کر دو - اُس
دِن تو کوئی ہاتھی نہ آیا - مگر دُوسرے دن
بہُت سے آئے - میرے تیروں سے ایک
ہاتھی زخمی ہو کر گِر پڑا - باقی سب بھاگ
گئے - مَیں فوراً شہر گیا - اور اپنے آقا کو
اِطلاع دی - وُہ نہایت خُوش ہُوا - اور
میرے ساتھ جنگل میں آیا - ہم دونوں
نے زمین کھود کر ہاتھی کو اِس میں دفن
کر دیا - سوداگر نے مجُھ سے کہا کہ جب
اِس کا گوشت گل جائے - تو دانت اُکھیڑ
لانا - بہُت نفع کی چیز ہے - مَیں دو مہینے
تک یہی کام کرتا رہا - اور قریباً ہر روز
ایک ہاتھی مار لیا کرتا - ایک دِن کا ذکر
ہے کہ مَیں حسبِ معمُول درخت پر بیٹھا

ہُوا تھا کہ ایک دشتہ ہاتھیوں کا اِس طرف آیا اور میرے درخت کے نیچے کھڑا ہو گیا۔ اور نہایت مُہیب آواز سے چنگھاڑنے لگا ؎

۳۔ مجھے دیکھ کر اُس نے اپنی سُونڈ درخت سے لپیٹ لی اور اُسے اُکھیڑنے لگا مَیں ڈر سے کانپنے لگا ۔ تیر و کمان میرے ہاتھ سے گر پڑے ۔ مَیں زندگی سے مایُوس ہو گیا ۔ سُونڈ کے جھٹکے سے درخت جڑ سے اُکھڑ گیا ۔ اَور مَیں زمین پر آ رہا۔ ہاتھی نے مُجھے اپنی سُونڈ سے اُٹھا کر اپنی پیٹھ پر لاد لیا ۔ اَور وُہ پھر مع دیگر ہاتھیوں کے وہاں سے روانہ ہُوا ۔ چلتے چلتے وُہ مجھے ایک مقام پر لے آیا ۔ مجھے اُتار کر زمین پر بٹھا دیا۔ اَور خود مع دُوسرے ہاتھیوں کے وہاں سے چلا گیا ۔ مَیں سخت حیران تھا کہ یہ کیا مُعاملہ ہے ۔ جب ہاتھیوں کو وہاں سے گئے ہُوئے کُچھ عرصہ گُزر گیا ۔ تو مَیں وہاں سے اُٹھ کر اِدھر اُدھر ٹہلنے لگا ۔ کیا دیکھتا ہُوں کہ وہاں ایک بہُت بڑا گڑھا ہے ۔ جس

ہیں بے شمار ہاتھیوں کی ہڈّیاں ہیں۔ پھر میں نے سمجھ لیا کہ یہ ہاتھی نہایت ہی عقلمند ہے۔ اور مجھے قبرستان میں محض اس لئے لایا ہے کہ میں صرف ہاتھی دانت کی خاطر روز ایک ہاتھی کو جان سے مار ڈالتا ہوں۔ میرا مطلب اس جگہ حل ہو جائے گا۔ میں دوڑا ہوا اپنے آقا کے پاس پہنچا۔ اور تمام کیفیت سے اُسے آگاہ کیا۔ وُہ مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ بھائی! میں تو تجھے تمام جنگل میں ڈھونڈ آیا تھا۔ اور تیری زندگی سے مایوس ہو چکا تھا۔ سوداگر اس قدر ہاتھی دانت کا ڈھیر پا کر باغ باغ ہو گیا۔ اور مجھے آزاد کر دیا۔ وہاں سے میں بہت سا ہاتھی دانت لے جہاز پر سوار ہوا۔ اور راہ میں اُسے فروخت کرتا اور نادر اشیا خریدتا ہوا خلیفہ کے حضور میں حاضر ہوا۔ خلیفہ نے مجھ پر کمال نوازش فرمائی۔ اور میرے سفر کے حالات کو قلمبند کرنے کا

حکم دیا - اب میں ہنسی خوشی اپنے بال بچوں میں رہتا ہوں - سچ ہے - رنج کے بعد راحت ہے ٭

سوالات

۱- خلیفہ سے کیا مراد ہے؟ بغداد کس ملک کا شہر ہے اور کیوں مشہور ہے؟

۲- سراندیپ کہاں ہے؟ اس کے حالات کچھ معلوم ہوں تو بتاؤ ٭

۳- ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-
قاصد - تحائف - دربار - بحری قزاق ٭

۴- ایسے فقرے بناؤ جن میں ذیل کے الفاظ آ جائیں :-
ہاتھی دانت - غلام - تیر و کمان ٭

۵- تشریح کرو :-
عقیق کا پیالہ - تختِ سلیمانی ٭

۳۸۔ اجرامِ فلکی

ساکن گردِش آسیامان قیاس
مُتحرِّک نِظامِ شمسی جُھرمٹ کہکشاں
چہ مے گوئیاں فقط اجرامِ فلکی

۱۔ گُزشتہ زمانے میں ہمیں سُورج کا حال بہُت کم معلُوم تھا۔ ہم صِرف یہ جانتے تھے کہ اِس سے گرمی اور روشنی حاصِل ہے۔ چاند اور ستاروں کی نِسبت ہمیں اُس وقت کچھ بھی معلُوم نہ تھا۔ لوگوں کا یہ بھی یقین تھا کہ زمین ساکن ہے۔ اور آسمان اور اُس کا سُورج۔ چاند اور سِتارے اُس کے گرد گردِش کرتے ہیں۔ آسمان کو آس مان یعنی آسیا مان اِسی گردِش کے لحاظ سے کہتے تھے۔ اُن کا خیال تھا کہ یہ چکّی کی طرح گردِش کرتا ہے +

۲- زمانۂ حال کے داناؤں نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ قیاس غلط تھا - در اصل زمین نہایت تیزی سے گردش کرتی ہے اور تین سو پینسٹھ دن یعنی ایک سال میں سورج کے گرد اپنا دورہ ختم کر لیتی ہے - زمین کے علاوہ چند اور ستارے بھی سورج کے گرد چکر لگاتے ہیں - اور ان متحرک ستاروں کو سیارے کہتے ہیں - جس طرح ہماری زمین سورج کی روشنی کی محتاج ہے - اسی طرح یہ ستارے بھی ہیں ؛

۳- سورج اور اس کے سیاروں کو جو اس کے گرد چکر کھاتے ہیں - نظامِ شمسی کہتے ہیں - نظامِ شمسی کئی ہیں - رات کو جو روشن ستارے دکھائی دیتے ہیں - یہ بھی سورج یعنی نظامِ شمسی ہیں ؛

اگلے زمانے میں ستارہ شناسوں نے ستاروں کے جدا جدا نام رکھ لئے تھے - اور ان کی چند خیالی شکلیں مقرر کر کے کسی کا نام شیر - کسی کا بیل - کسی کا بکرا قرار دے

دِیا تھا - سِتاروں کے ہر جُھرمٹ میں چند بڑے بڑے اَور چند چھوٹے چھوٹے سِتارے ہَیں - اور ہم اُن کا نام لے کر اُنھیں آسانی سے شناخت کر لیتے ہَیں - نجومیوں کا یہ بھی خیال ہے کہ بعض سِتارے مُبارک اَور مسعود ہَیں اَور بعض نحس اَور منحوس - اِسی طرح چاند گرہن اَور سُورج گرہن کی نسبت بھی لوگوں کے نرالے خیال ہَیں +

۴- رات کو جو آسمان پر سِتاروں کی سڑک نظر آتی ہے - اِسے کہکشاں بولتے ہَیں- کبھی کبھی سِتاروں میں دُم کی طرح ایک لمبی سی چمکدار لکیر یا روشنی دِکھائی دیتی ہے - اِس کا نام دُم دار سِتارہ ہے - پہلے جب اِس قِسم کا سِتارہ نظر آتا تھا - تو طرح طرح کی چہ مے گوئیاں ہونے لگتی تِھیں- لوگ مُتوہم ہو کر کہتے تھے کہ اب بادشاہ پر یا رعیّت پر کوئی آفت آنے والی ہے- دُم دار سِتارے کو قحط - وبا اَور جنگ کا پیش خیمہ سمجھتے تھے - اب یہ توہمات

روز بروز کم ہوتے جاتے ہیں ٭

۵- کئی بار ہمیں آسمان پر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی ستارہ ٹوٹا اور ٹوٹتے ہی غائب ہوگیا۔ مگر یہ اصل میں ستارے نہیں ہیں بلکہ اجرام فلکی کے چھوٹے چھوٹے ریزے ہیں۔ جو ان سے جدا ہوکر سورج یا سیاروں کے گرد پھرتے ہیں۔ اور جب گردش کرتے کرتے قریب آجاتے ہیں۔ تو زمین کی کشش انہیں اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ راستہ میں آتے اور سالہا سال کے سفر میں یہ خاک ہوجاتے اور معدوم ہو جاتے ہیں۔ ورنہ بڑی مشکل ہوتی۔ انہیں کو شہاب ثاقب یا ٹوٹا ہوا ستارہ کہتے ہیں۔ اس کے بڑے بڑے ٹکڑے ہم عجائب گھروں میں دیکھتے ہیں۔ ایک دفعہ برطانیہ کلاں میں ان کی بوچھاڑ ہوئی تھی۔ رات کے گیارہ بجے۔ پہلے تو ایک ستارہ ٹوٹتا نظر آیا۔ اور پھر ایسی بارش ہوئی کہ ایک منٹ میں پچاس

ساٹھ ٹوٹ پڑے - حساب لگایا - تو معلوم ہُوا کہ صُبح کے چار بجے تک ڈھائی لاکھ کے قریب ستارے ٹُوٹے ؛

۱۸۸۵ء میں جس روز برہما کا راجہ پکڑا گیا - شہاب ثاقب کی ایسی بارش ہُوئی کہ پہلے کبھی نہ ہُوئی تھی ؛

سوالات

۱- اجرامِ فلکی کی تشریح کرو ؛
۲- شہاب ثاقب کِسے کہتے ہیں ؟
۳- سیّارے اور ستارے میں کیا فرق ہے ؟
۴- کیا زمین ستارہ ہے یا سیّارہ ؟
۵- کہکشاں سے کیا مُراد لی جاتی ہے ؟
۶- کیا دُم دار ستارہ منحُوس ہے ؟

۳۹۔ برکتِ اتّفاق

خرمن حصارِ حصین جبلُ المتین
یُمن کرامات مظلُوم

حالی دلفِگار

دانوں کو دیتا ہُوں مَیں خرمن بنا
قطروں سے دیتا ہُوں میں دریا بہا
ڈھیلوں سے چُنتا ہُوں حِصارِ حصیں
ریشوں کو کر دیتا ہُوں جبلُ المتیں
مُلک ہیں آباد میری ذات سے
یُمن ہے اِک میری کرامات سے
میرا ہے جس مُلک میں جاری عمل
واں کبھی آنے نہیں پاتا خلل
میرے تصرُّف میں ہے جو سرزمین
واں کوئی بے کس کوئی تنہا نہیں
ایک ہے زخمی تو ہیں سب دلفِگار

ایک ہَے مظلُوم تو حامی ہزار
ایک کو گر دیکھتے ہَیں مُضطرِب
پیٹ کو پکڑے ہُوئے پھِرتے ہَیں سب
آگ اگر گھر میں لگی ہے ایک کے
قوم میں گھر گھر دُھوئیں اُٹھنے لگے
پھِرتے مُصیبت میں ہَیں کُل مُبتلا
ایک پر آتی نہیں کوئی بلا
ضُعف دباتا نہیں اُن کو کبھی
رکھتے ہَیں کمزور بھی واں دِل قوی
غم نہیں افلاس کا مُفلِس کو واں
ایک کا افلاس ہے سب پر گراں
ایک کی خواری سے ہَیں نادم ہزار
ایک ہے رُسوا تو ہَیں سب شرمسار
ایک کی عِزّت ہو تو نازاں ہَیں سب
ایک ہو گر شاہ تو سُلطاں ہَیں سب

خواجہ الطاف حُسین حالیؔ

سوالات

۱- اِن کے معانی بتاؤ :-

خرمن - حِصارِ حصین - حَبلُ المتیں - دِل فِگار +

۲- تشریح کرو :-
(ا) پیٹ کو پکڑے ہوئے پھرتے ہیں سب ؛
(ب) گھر گھر دھوئیں اُٹھنے لگے ؛
۳- اِتفاق کی بَرکتیں نثر میں لکھو ؛
۴- اِن کے واحد یا جمع بناؤ :-
دانوں - ڈھیلوں - حِصار - حامی - مُصیبت - مُفلِس ؛

۴۰- کشمیر

وادی جہانگیر عُرفی قصیدہ
جذب رطُوبت کاسۂ چینی مُبالغہ زعفران
چپّے چپّے آبشار چنار دیار

۱- کوہِ ہمالیہ کی وادیوں میں سب سے بڑی وادی کشمیر ہے - کشمیر کو جنّت نظیر کہتے ہیں - فارسی زُبان کا ایک بڑا مشہُور شاعر عُرفی اکبر کے زمانے میں ہُوا ہے -

اُس نے کشمیر کی شان میں قصیدہ کہا ہے
وُہ لکھتا ہے کہ اگر سوختہ جان مُرغِ کباب
ہو کر کشمیر میں آئے - تو آب و ہوا کی
تاثیر سے اُس کے بال و پر نکل آتے
ہیں - اور جذبِ رطوبت کا یہ عالم ہے - کہ
کاسۂ چینی اگر پتھّر پر گرے تو نہیں ٹُوٹتا +
یہ تو شاعرانہ مُبالغہ ہے - لیکن اِس میں
شک نہیں - کہ اگر زمین پر فردوس ہے۔
تو کشمیر ہے - دُنیا کے کسی اور خطّے کو اِس
سے کوئی نسبت نہیں - ہاں سُوِٹزر لینڈ
کا ایک علاقہ اُس کے مقابل میں کچھ ہے
لیکن کشمیر جیسے زعفران زار وہاں کہاں +
۲- کشمیر کے لئے دو راستے ہیں - ایک
تو سیالکوٹ جا کر جموّں میں سے گزرتے ہیں
اور دُوسرا راولپنڈی سے کوہ مری کی راہ۔
اُونچے اُونچے پہاڑوں سے جو آسمان
سے باتیں کرتے ہیں گزر کر ہم وادیٔ
کشمیر میں داخل ہوتے ہیں - سرزمین کشمیر
دیکھ کر اِنسان تصویرِ حیرت بن جاتا ہے۔

جگہ جگہ پھولوں کی بہار - چپّے چپّے پر سبزہ زار اور جا بجا چشمے اور آبشار - سیّاحوں کا دِل لُبھاتے ہیں - وسط میں دریائے جہلم بہتا ہے - جو کشمیر کے دارُ الخلافے سرینگر سے گزرتا ہُؤا ایک نشیب میں جا گرتا ہے - اِس کو جھیل وُلر کہتے ہیں - پھر اِس جھیل سے آہستہ آہستہ بہتا ہُؤا بارہ مُولا پُہنچ کر تیز ہو جاتا ہے ؀

۳- وادیٔ کشمیر میں کئی جھیلیں ہیں - اِن میں ڈل سب سے زیادہ دِل کش ہے - یہ جھیل سری نگر کے قریب ہے - اس میں طرح طرح کی کشتیاں چلتی ہیں - جن میں لوگ سیر کرتے رہتے ہیں - بعض کشتیوں میں جنھیں "ہوس بوٹ" کہتے ہیں - رہنے کے کمرے اور اُن میں ہر طرح کا سامان موجود رہتا ہے - اکثر سیّاح اِنہیں مکان نُما کشتیوں میں فروکش ہوتے ہیں - ڈل کے کنارے کنارے دُور تک سبزی ترکاری کی کیاریاں عجیب

لُطف دِکھاتی ہیں - اِس ڈل میں سِنگھاڑے اَور کنول کے پھُول کثرت سے ہوتے ہیں - مچھلیاں اور مُرغابیاں جس قدر یہاں مِلتی ہیں - شاید ہی کِسی اَور جگہ ہوں *

۴- کشمیر کی آب و ہوا سرد ہے - صحّت کے لحاظ سے اِسے باغِ شِفا کہا جاتا ہے - جو یہاں آ کر رہتے ہیں - اُن کا رنگ سیب اَور انار کی طرح سُرخ ہو جاتا ہے - جولائی اَور اگست کے مہینوں میں یہاں قدرے گرمی ہوتی ہے - لیکن نومبر سے لے کر مارچ تک خُوب سردی پڑتی ہے - جاڑے میں اِس قدر برف گرتی ہے کہ جھیل کے کناروں کا پانی جم جاتا ہے - جاڑے میں لوگ کانگڑی کا بہت اِستعمال کرتے ہیں - بلکہ اُس میں آگ بھر کر گلے میں لٹکائے رہتے ہیں - کئی کشمیریوں کے سینے اِس کانگڑی کی وجہ سے سیاہ ہو جاتے ہیں *

۵ - ماہ جُون اَور جولائی میں یہاں بارش

بھی ہوتی ہے۔ چونکہ ہوا مرطوب ہے اور موسم معتدل۔ اناج افراط سے پیدا ہوتا ہے درخت میوہ دار کثرت سے پھلتے ہیں۔ تمام دُنیا کے میوے آم کے سوا یہاں دیکھ لو۔ اخروٹ۔ تُوت۔ ناشپاتی۔ شفتالو۔ سیب۔ انگور یہاں بہت ہوتے ہیں۔ چنار کے اونچے اونچے شان دار درخت اور دیار اور شمشاد بکثرت پیدا ہوتے ہیں۔ پھولوں اور جڑی بوٹیوں کا کیا کہنا۔ پھول فردوس نگاہ اور جنت دماغ ہیں۔ خاص کر زعفران تو جیسی کشمیر میں ہوتی ہے۔ کہیں نہیں ہوتی +

۶۔ شہر سری نگر کشمیر کے عین وسط میں ہے۔ دریا سے عبور کرنے کو سات پُل بنے ہوئے ہیں۔ شہر دو حصوں میں منقسم ہے لوگ عموماً لکڑی کے مکان بناتے ہیں۔ اور اُن کی چھتوں پر اکثر پھولوں کے ہرے ہرے درخت اُگاتے ہیں۔ شاہان مغلیہ گرمی کا موسم کشمیر میں بسر کرتے تھے۔ جہاں گیر بادشاہ کے وقت کا ایک باغ ڈل کے مشرقی

کنارے پر اب تک موجود ہے - اس کے دس وزجے ہیں - اور گرد گرد چنار کے درخت لگے ہیں - چاروں طرف پختہ چار دیواری ہے باغ کے وسط میں تین حوض ہیں - جن میں سے نہر گزر کر آبشاروں کی بہار دکھاتی ہے ÷

سوالات

۱- کشمیر کہاں واقع ہے - اور کیوں مشہور ہے ؟
۲- کشمیر کے پھلوں کے نام لو - اور پھولوں کی کیفیت بیان کرو ÷
۳- اِسے بہشت کیوں کہتے ہیں ؟
۴- تشریح کرو :-
زعفران زار - آبشار - چنار - دیار ÷
۵- کشمیر کی کشتیوں کا حال بیان کرو ÷

۴۱- مقروض

بغلیں　جمگھٹے　لیل و نہار　قصر
ہارمونیم　ارغنوں　فونوگراف　پالی
قطار　قرقیاں　خزانۂ غیب　قعرِ ذلت

پھر رہے ہیں اب تو بغلیں جھانکتے
دل ہے سینے میں نہایت بے قرار
بات بھی کوئی نہیں اب پوچھتا
چند دن پہلے جمے رہتے تھے یار
دوستوں کو روز دیتے تھے ڈنر
وعدے ہوتے تھے پئے سیر و شکار
جمگھٹے باغوں میں تھے احباب کے
ناچ گانے میں کٹے لیل و نہار
تھاپ طبلہ پر پڑا کرتی تھی روز
قصر میں ہر روز بجتا تھا ستار
ہارمونیم ـــ ارغنوں ـــ فونوگراف

دل کے بہلانے کو تھے ساماں ہزار
تھی بٹیروں کی کہیں پالی جمی
جنگجو مرغوں کی تھی اِک سو قطار
روز اُڑاتے تھے کبوتر شام کو
تھے کبوتر باز نوکر بے شمار
بچپنے سے تھا جو کنکوّے کا شوق
بے بُدے میداں نہ آتا تھا قرار
گھر کی دولت اور اثاثہ پھونک کر
رہ گیا تھا قرض ہی پر بس مدار
تھا نہ لینے کے سوا دینے کا نام
اِک خزانہ غیب کا سمجھے اُدھار
شاپ والوں نے بھی دعوے کر دِئے
قرقیاں آنے لگیں انجامِ کار
تھی جو مرہونہ بکی وہ جائداد
پھر بھی قرضہ رہ گیا ہے بے شمار
کون ہے ڈھارس جو دے اِس وقت میں
قرض خواہوں کا ہے نرغہ بے شمار
روزِ بد آخر دکھایا قرض نے
قعرِ ذِلّت میں گرایا قرض نے

مرزا محمد بہادر یاور

سوالات

۱۔ مقروض کسے کہتے ہیں ؟ اس کی حالت بیان کرو +

۲۔ ساز اور باجے جو تمہیں معلوم ہیں۔ ان کے نام بتاؤ +

۳۔ معانی بیان کرو :۔
قعرِ ذلت ۔ نزغہ ۔ قرقیاں ۔ شاپ ۔ مزہونہ۔ لیل و نہار +

۴۔ ٹیروں کی پالی سے کیا مراد ہے ؟ اور جنگجو مرغوں کا کیا مطلب ہے ؟

۴۲- کولمبس

من چلے	گُدگُدایا	نامور
سیّاح	ناداری	تاجدار
صبر و شکر	لنگر	بادبان

۱- یورپ میں مشہور تھا کہ ہندوستان سونے کی کان ہے۔ اس لئے بہادر اور من چلے سیّاح اس کی تلاش میں تھے۔ زمانے کی ہوا نے کولمبس کو بھی گدگدایا۔ یہ نامور سیّاح اٹلی کے شہر جینوا میں پیدا ہوا تھا۔ جب ہوش سنبھالا۔ تو پرتگیزی جہاز رانوں کے ساتھ کئی بحری سفر کئے۔

۲- کولمبس کو جغرافئے میں دخل تھا۔ اس لئے اُسے یقین ہو چکا تھا کہ زمین گول ہے اور مشرق و مغرب ہر طرف سے ہندوستان جا سکتے ہیں۔ مغربی سمندر

میں اُس نے کچھ اِس قسم کی لکڑیاں بھی دیکھی تھیں۔ جن سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ یورپ کے پرے ضرور کوئی زمین ہے۔ وُہ بہت چاہتا تھا کہ سامانِ سفر مُہیّا ہو۔ مگر ناداری سے مجبور تھا۔ ناچار اُس نے والیانِ مُلک سے اِمداد مانگی ۔

۳۔افسوس ہے کہ اُس کے مُلک کے بادشاہ نے اُس کی قدر نہ کی۔ اور صاف جواب دے دیا۔ پھر پُرتگال گیا۔ تاجدارِ اِنگلستان کے آگے دستِ سوال دراز کیا۔ مگر سِوائے ناکامی اور مایوسی کے اور کچھ ہاتھ نہ آیا۔ آخرکار اُس نے شاہ ہسپانیہ کی خدمت میں عرضی بھیجی۔ پہلے تو وہاں بھی مطلب برآری نہ ہُوئی۔ لیکن جب بادشاہ غرناطہ کے مُسلمانوں کو شکست دے کر جشن منا رہا تھا تو مَلِکہ اِزابلا کی سفارش پر درخواست منظور ہو گئی ۔

۴۔ آخرکار تین جہازوں کا ایک بیڑا تیار ہُوا۔ کولمبس اُس کا کپتان مُقرّر ہُوا۔

۴ - اگشت ۱۴۹۲ء کو بیڑے نے لنگر اُٹھایا۔ اور اکتوبر کی یکم تک اُس نے چھ سو پچاس کوس طے کئے - کولمبس بہت سرگرم اور مستعد تھا - لیکن اُس کے تمام اہل جہاز بد دل ہو کر گھبرا گئے اور کہا کہ ہم آگے نہیں جائیں گے - ہمیں واپس لے چلو ٭

کولمبس نے بہت سمجھایا - منت اور خوشامد کی - ڈرایا اور دھمکایا - مگر وہ لوگ بدحواس ہو رہے تھے - اپنی بات پر اڑے رہے - اور کولمبس کو دریا میں ڈبو دینے پر مستعد ہو گئے - ناچار کولمبس نے اُن سے تین دن کی مہلت لی ٭

۵ - اس وقت بعض علامات سے اہل جہاز مطمئن ہو چلے تھے - سمندر کی گہرائی کم ہوتی جاتی تھی - اور سطح آب پر کہیں کہیں ہری ہری ٹہنیاں بھی بہتی ہوئی نظر آتی تھیں - ان حالات سے گمان ہوتا تھا - کہ ساحل قریب ہے ٭

۶ - گیارہ اکتوبر کو رات کے بارہ بجے

کولمبس نے حکم دیا کہ بادبان اُتار دو۔ اہلِ جہاز نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا تو ایک طرف کچھ مدّھم سی روشنیاں دکھائی دیں۔ اہلِ جہاز نے بے اختیار خوشی کا نعرہ مارا۔ اور "زمین زمین" کہ کر چلّانے لگے۔ اُس رات کسی کو نیند نہ آئی۔ صُبح ایک جزیرہ دکھائی دیا۔ سب نے نادم ہو کر گستاخی کی مُعافی مانگی۔ اور ناؤ میں بیٹھ کر جزیرے میں اُترے۔ اُس پر قدم رکھتے ہی کولمبس نے شاہِ اسپین کے نام کا وہاں جھنڈا گاڑ دیا۔ جزیرے والے اُن کو دیکھ کر بہت حیران ہوئے۔ اور اُنہیں اُڑنے والے جانور اور سُورج کی اولاد سمجھا۔ یہ لوگ بہت ملنسار تھے۔ وہ جنگلی میوے اور مچھلیاں لے کر کولمبس کے جہاز پر آئے۔ اور جہاز کے لوگوں سے گھُل مِل گئے یا مانوس ہو گئے کولمبس نے اُنہیں ٹین کے بکس۔ جھوٹے موتی اور گھڑیاں دیں۔ اِس طرح پر کولمبس کی بدولت پُرانی دُنیا کے باشندوں نے امریکہ کے باشندوں کو پہلی مرتبہ دیکھا ✦

(ترجمہ)

سوالات

۱- امریکہ کس نے دریافت کیا اور کب دریافت کیا؟
۲- کولمبس کے حالات اپنے الفاظ میں بیان کرو۔
۳- ان لفظوں کے معنے بتاؤ :-
مانوس ہوگئے یا گھل مل گئے - لنگر - بادبان - من چلا۔
۴- کولمبس نے جزیرے میں اتر کر جھنڈا کیوں گاڑا - اس سے اس کا کیا مطلب تھا؟

۴۳- عمر رفتہ

عمر رفتہ دغا رفاقت چڑ کے
نرالی جفا خطاوار فنا رمز

۱- مری عمر رفتہ ! یہ کیا کر گئی تو؟
مرے ساتھ مل کر دغا کر گئی تو!
مجھے چھوڑ کر راہ لی تو نے اپنی

رفاقت کا حق کیا ادا کر گئی تو؟
تری یاد سے دل پہ لگتے ہیں چرکے
یہ مجھ پر نرالی جفا کر گئی تو
گزشتہ زمانہ گنا ہوں میں گزرا
خطاوار ہوں میں خطا کر گئی تو
یہ رہ رہ کے پچھتاوا آتا ہے ہر دم
کہ رسوا مجھے جا بجا کر گئی تو
بڑھی جتنی اتنی ہی گھٹتی رہی ہے
مگر یہ تماشا بنا کر گئی تو
عدم کو روانہ ہوئی مجھ سے پہلے
عبث اپنی ہستی فنا کر گئی تو

۲- کہا عمرِ رفتہ نے سن کر یہ مجھ سے
ذرا پھر تو کہنا کہ کیا کر گئی تو
کئے جرم خود اور کہتے ہو مجھ سے
برا کر گئی تو بھلا کر گئی تو

۳- ہم اے عمرِ رفتہ تری رمز سمجھے
ہمارا ہی الٹا گلہ کر گئی تو

حقیقت میں تیری خطا کچھ نہیں ہے
کہ جو کر گئی تو بجا کر گئی تو
ہمیں تھے نہ تیری توجہ کے قابل
کہ جو کر گئی تو بجا کر گئی تو
گنہ گار کا ساتھ دینا تھا مشکل
تجھے شرم آئی حیا کر گئی تو

وجاہت حسین صدیقی

سوالات

۱- عمرِ رفتہ سے کیا مراد ہے ؟
۲- شاعر اور عمرِ گزشتہ کے جواب نثر میں بیان کرو +
۳- تین فقرے ایسے بناؤ جن میں لفظ "تماشہ" آجائے +
۴- ہستی فنا کرنا کسے کہتے ہیں ؟

۴۴- آنکھ اور کان

سواد بیضوی حلقہ کرنجی

مونیابند اعصاب دُہلِ گوش

ا- یُوں تو جسم کا کوئی حِصّہ بیکار نہیں- لیکن آنکھ اور کان تو عجیب نِعمتیں ہیں- مثل مشہُور ہے کہ آنکھ گئی جہان گیا- دانت گئے مزا گیا ٭ آنکھ کو دیکھو- تو بیضوی دِکھائی دیتی ہے- لیکن دراصل یہ بیضوی نہیں ہے گول ہے- قُدرت نے اسے اِس طرح سر میں رکھّا ہے کہ محفُوظ رہے- اِس کا خانہ ہڈّی کا ہے- ہاتھ سے ٹٹولو تو صاف ہے ٭

۲- آنکھ کی سطح پر ایک حلقہ دِکھائی دیتا ہے- اِس کے رنگ مُختلِف ہوتے ہیں- بعض کا حلقہ بھُورا- بعض کا سیاہ- بعض

کا نیلا یا کرنجی اَور بعض کا کا کریزی ہوتا ہے - ہندوستانیوں کا حلقۂ چشم عموماً بھورا۔ انگریزوں کا نیلا یا کسی اَور ہلکے رنگ کا ہوتا ہے - حلقے کے عین بیچ میں ایک نقطہ ہے - حلقہ کو آنکھ کا پردہ کہنا چاہیئے۔ حلقہ حسب ضرورت کھل سکتا ہے اَور بند بھی ہو سکتا ہے ؛

۳- روشنی میں یہ پردہ سکڑ جاتا ہے اَور اندھیرے میں پھیل جاتا ہے - جب پردہ پھیلے تو آنکھ کے اندر زیادہ روشنی چلی جاتی ہے۔ بلّی کی آنکھ کا پردہ اندھیرے میں بہت پھیلتا ہے - اِس لئے وُہ تاریکی میں خوب دیکھ سکتی ہے - پُتلی سیاہ اِس لئے معلوم ہوتی ہے کہ آنکھ کے اندرونی حصّے میں تاریکی رہتی ہے - پردے کے پیچھے ایک شفّاف منکا ہوتا ہے - اگر یہ دُھندلا ہو جائے - تو بصارت جاتی رہتی ہے - اِس بیماری کا نام موتیا بند ہے ؛

۴- آنکھ کے اندر کی طرف سب سے

پیچھے ایک پردہ ہے۔ جو باریک رگوں کے جال سے بنا ہُوا ہے۔ اِس پر چیزوں کا عکس پڑتا ہے۔ جب روشنی آنکھ کے اندر داخل ہوتی ہے۔ تو اوّل چیزوں کی تصویر اِس پردے پر چھپ جاتی ہے۔ اور پھر اعصاب کے وسیلے اِس کا اثر دماغ تک پُہنچتا ہے۔ اب ہمیں اِس شَے کا عِلم ہوتا ہے۔ ہمارا جِسم ایک مکان ہے۔ اور آنکھ اُس کا روشن دان۔ اگر اُسے صاف نہ رکھّا جائے تو آنکھ خراب ہو جاتی ہے۔ آنکھ اپنی صفائی آپ کرتی ہے۔ پپوٹے ہر وقت مِلتے جُلتے رہتے ہیں۔ اور اِن کا اندرونی حِصّہ جو رطوبت دار ہے۔ ہر وقت اِسے دھوتا رہتا ہے٭

۵۔ آنکھ کے بعد کان بھی کچھ کم نعمت نہیں۔ اس کے دو حصّے ہیں۔ ایک اندرونی ایک بیرونی۔ تم صِرف بیرونی حِصّہ دیکھ سکتے ہو جو سیپ کی طرح بل کھایا ہُوا اور کُرکُری ہڈّی کا بنا ہُوا ہے۔ ہوا کی لہروں

کے بغیر آواز ہرگز نہیں آسکتی - اگر کان کی جگہ سر میں سوراخ ہوتا - تو صرف ہوا کی وُہی لہریں اندر داخل ہوتیں - جو اِس سوراخ میں سیدھی آتیں - لیکن صدف نما ہونے کی وجہ سے سب طرف کی لہریں سمٹ کر اِس میں داخل ہوتی ہیں - اور ہم ہر طرف کی آواز سُن سکتے ہیں ۔

۶- کان کے بیرونی حصہ سے اِس کے اندرونی حصہ تک تخمیناً ایک اِنچ لمبا سوراخ ہے - اِس کے اختتام پر ایک جھلّی کا پردہ ہے - جسے دُہل گوش کہتے ہیں - یہ ڈھول نہایت نازُک چیز ہے - اگر حفاظت نہ کی جائے تو پھٹ جانے کا اندیشہ ہے - جہاں یہ پردہ پھٹا اور آدمی بہرہ ہُوا - قُدرت نے خُود اس کی حفاظت کا سامان کر دیا ہے - بیرونی راستہ کے اندر بہت سے باریک باریک رُوئیں ہیں - جن سے کان کے اندر گرد - غبار - کیڑا - مکوڑا - مچھر - بُھنگا جانے نہیں پاتا - یاد رہے کہ سلائی یا نوک دار

چیز پر رُوئی لپیٹ کر کان میں پھیرنا یا کُریدنا ڈھلِ گوش کے لئے از بس خطرناک ہے۔ کان کا مومی مادہ خُود بخُود کان کی صفائی رکھتا ہے۔ کان میں ڈھلِ گوش کے پیچھے ایک چھوٹی سی کوٹھڑی ہے۔ جس میں ہوا بھری رہتی ہے۔ اس کوٹھڑی میں عجیب شکل کی تین ننھّی ننھّی ہڈّیاں ہیں۔ یہ تینوں آپس میں جُڑی ہُوئی ہیں۔ ان میں سے ایک کی شکل ہتھوڑی کی سی۔ دُوسری کی اہرن کی سی۔ اور تیسری کی رکاب کی سی ہے۔ ہتھوڑی سی ہڈّی ڈھلِ گوش سے جُڑی ہُوئی ہے۔ رکاب نُما ہڈّی اُس جگہ واقع ہے۔ جہاں اندرُونی کان کے عجیب و غریب راستے کا دروازہ ہے۔ یہ ہڈّی اُس دروازے سے پیوستہ ہے۔ کان کے اندرُونی سُوراخ میں ایک قِسم کی رطُوبت بھری ہُوئی ہے۔ اور اِس میں بہُت باریک باریک تار جُڑے ہُوئے ہیں۔ جب آواز کی لہریں کان تک پہُنچتی ہیں۔ تو پہلے

بیرونی راستے میں داخل ہوتی ہیں - اور ڈھل گوشت سے ٹکراتی ہیں - اس ٹکر سے ڈھل گوشت کی جھلّی آگے پیچھے حرکت کرتی ہے۔ یہ حرکت ان تینوں ہڈیوں تک پہنچتی ہے جن کا ذکر اوپر آیا ہے - ان ہڈیوں سے یہ حرکت اندرونی سوراخ یا راستے کے دروازے تک پہنچتی ہے - اس سے وہ رطوبت جو اس راستے میں بھری ہوئی ہے۔ حرکت میں آتی ہے - جس سے وہ چھوٹے چھوٹے تار جو کان کے اندر جڑے ہوئے ہیں ہلنے اور تھرتھرانے لگتے ہیں - یہ ہی تھرتھراہٹ دماغ تک پہنچتی ہے - دماغ اسے محسوس کرتا ہے - پہلے سنتا ہے - پھر سوچتا ہے - اور سنی ہوئی آواز کا مطلب معلوم کرتا ہے ۔

۷ - انسان کو چاہیئے کہ تین باتوں کا خیال رکھے - اوّل یہ کہ کان میں بھول کر بھی کوئی نوک دار چیز نہ ڈالے - دوسرے یہ کہ سخت اور کرخت آواز سے کان کو

بچائے رہے - تیسرے یہ کہ کان پر کبھی مُکا نہ مارے ✦

غرض سُننے کے لئے ہوا کا ہونا لازمی ہے اگر ہوا نہ ہوتی تو ایک جگہ سے دُوسری جگہ آواز نہ جا سکتی - اور ہم اپنے عزیزوں کی مُحبّت بھری آواز اور گانے کے میٹھے سُر کبھی نہ سُن سکتے ✦ (عِلمُ الاعضا)

سوالات

۱- انسان اور بلّی کی آنکھ میں کیا فرق ہے ؟

۲- آنکھ کی بناوٹ کا حال بتاؤ - اگر آنکھ نہ ہو - تو زندگی کا کیا حال ہو ؟

۳- پردۂ چشم کے مُختلف رنگ بتاؤ ✦

۴- حفاظت - اعصاب - صدمہ کیسے لکھے ہیں ؟

۵- دُہل گوش کسے کہتے ہیں ؟ اگر یہ پھٹ جائے - تو کیا ہو ؟

۶- کان کی کوٹھڑی میں کتنی ہڈّیاں ہیں - ان کی صُورت بیان کرو ؟

۷- کان کی حفاظت کے مُتعلّق کون سی تین باتوں کو یاد رکھنا چاہیئے ؟

۵۴- دیکھ

فضا جلوہ نما محوِ ترنم مرغانِ چمن

نغمہ صدا چمنِ دہر رقص

شرم زنہار

کھول آنکھیں! ذرا گلشنِ عالم کی فضا دیکھ
کس شان سے پھر صبح ہوئی جلوہ نما دیکھ

مرغانِ چمن جوش میں ہیں محوِ ترنم
آتی ہے ہر اک شاخ سے نغمہ کی صدا دیکھ

بستر پہ پڑا کس لئے ہر سو نگراں ہے
اٹھ اور افق چرخ پہ سورج کی ضیا دیکھ

کچھ تجھ کو خبر بھی ہے کہ دنیا ہوئی بیدار
غافل! چمنِ دہر کو اٹھ کر تو ذرا دیکھ

منزل سے کہیں دور گئے قافلے والے
اور تو ہے ابھی خواب میں بستر پہ پڑا دیکھ

اَے رقصِ شبِ مہ کا مزا دیکھنے والے
اب صُبح کو بِسمل کے تڑپنے کا مزا دیکھ
اب تک تو زمانہ کی وفا دیکھی ہے تُونے
جا اب فلکِ پیر کے ہاتھوں کی جفا دیکھ
رسم و رہِ اُلفت کی تجھے شرم بھی کچھ ہے
اَے بُلبُلِ خنداں! ہے یہی شرطِ وفا دیکھ
گُل توڑ کے گُلشن سے لئے جاتا ہے گُل چیں
اَور تُو ہے یہاں شاخ پہ کیوں نغمہ سرا دیکھ
ہر داغِ گُلِ لالہ ہے سوسن کی زبان بند
ہر ذرّۂ گُلشن ہے گرفتارِ بلا دیکھ
اَے نجم! درِ جُود و کرم وا ہے اُٹھا ہاتھ
زنہار نہ کر دیر یہ ہے وقتِ دُعا دیکھ

(سیّد نجم الہُدےٰ گیلانی)

سوالات

۱- گُلشنِ عالم کی تشریح کرو۔
۲- قافلہ کسے کہتے ہَیں؟ اِس کی حقیقت بیان کرو۔
۳- لالہ اَور سوسن کی رنگت بیان کرو- اور چند پھولوں کے نام لو۔
۴- اِس نظم کو نثر میں لکھو۔

۴۶۔ ایک بچّہ کی لوحِ تُربت پر

ٹہنی   کِرن   جھلک   پھانس

ضِیا   دُودمانے   لحد   بے لَوث

گُزشتنی   رفتنی

۱۔یہیں پڑا ہے ہمارا غُنچہ
نہیں جو پایا تھا مُسکرانے
گرایا ٹہنی سے دیکے جھٹکا
سِتم کیا اِک دم صبا نے

۲۔ وُہ رُوح تھی تُونے پاک پائی
کِرن کی صُورت جہاں میں آئی
جھلک تھی اِک نُور کی دکھائی
گئی مگر پھر کِدھر وُہ جانے

۳- رہے نہ گنتی کے سانس تو نے
کہ توڑ دی دل میں پھانس تو نے
مٹائی جینے کی آس تو نے
کہ دم لگا تیرا رک رک کے آنے

۴- چراغ میں جیسے تیل ہو کم
گئی ضیا تیری پڑتی مدّھم
ہوا نگاہوں میں تیرہ عالم
کہ گل ہوئی شمع دودمانے

۵- وہ اپنی اماں کے دل کا پارا
وہ بابا کی پتلیوں کا تارا
جہاں سے کر کے گیا کنارہ
لحد میں جا کر لگا ٹھکانے

۶- ہوا تو آزاد رنج دنیا
گیا تو بے توش گنج دنیا
کہ ہے سرائے سہ پنجہ دنیا
گزشتنی رفتنی مکانے

۷- جگر الم سے ہے پارہ پارہ
نہیں ہے صادق قضا سے چارہ

کہ تھا نہ ممتاز کچھ ہمارا
دیا خُدا نے - لیا خُدا نے

(صادِق علی)

سوالات

۱- لوح تربت سے کیا مُراد ہے ؟
۲- لوح تربت قواعِد کے رُو سے کیا ہے ؟
۳- ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-
غنچہ - دمِ صبا - دُود مانے - پارہ - جھنک - لحد ۔
۴- مطلب بیان کرو :-
(الف) گئی مگر پھر کدھر وہ جانے ۔
(ب) کہ گُل ہوئی شمع دُود مانے ۔
(ج) لحد میں جا کر لگا ٹھکانے ۔
۵- دُنیا کو سرائے سہ پنج دُنیا کس لئے کہا ہے؟ گزشتنی رفتنی مکانے سے کیا مُراد ہے ؟
۶- ساتویں شعر کو نثر میں لکھو - اور تشریح کرو ۔

۴۷-پٹنہ

عیسےٰ قبل سفیر بارونق مُستحکم
چوڑیاں نظارہ حشرتناک خلق اللہ
قشقہ چندن شنگ نشان

۱- ہندوستان کے پُرانے شہروں میں جن کی یادگاریں سب خاک میں مل گئیں- اور روز بروز مِلتی جاتی ہیں- اور جن کی جگہ نئی آبادیاں قائم ہوتی جا رہی ہیں- ایک عظیم آباد پٹنہ بھی ہے جو دریائے گنگ کے کنارے دُور تک چلا گیا ہے- اِس کا پُرانا نام پاٹلی پُترا حضرت عیسےٰ سے تین سو برس قبل کا زمانہ یاد دلاتا ہے۔

۲- جس زمانے میں مگیس تھینز یُونانی سفیر یہاں آیا یہ ایک ہندو سلطنت کا پایہ تخت تھا- اور ہندوستان بھر میں سب سے بارونق

شہر تھا - اِس میں ایک نہایت ہی مُستحکم قلعہ تھا - اَور عمارتیں کثرت سے تھیں - جن کے درمیان سے اِدھر اُدھر شوالوں کی چند اُونچی اُونچی چوٹیاں سر اُٹھائے اُس وقت کی دلچسپ آبادی کا نظارہ دکھا رہی تھیں - اگرچہ اب وُہ پُرانی رونق نہیں رہی - لیکن اب بھی پُرانی یادگاریں موجود ہَیں - جو آج سے چار سَو برس قبل کی کہانیاں سُنا رہی ہَیں - شاہی مسجد جس کے نیچے دریائے گنگ بہ رہا ہے - اَور اُس کے آس پاس کی ٹُوٹی پھُوٹی پرانی عمارتیں - جو مارے صدموں کے چُور ہُوئی جا رہی ہَیں - ایک حسرت ناک خموشی کے ساتھ کھڑی زبان حال سے یہ کہ رہی ہَیں کہ ہم اُس لائق شخص کی یادگار ہَیں - جس نے اپنے بہُت مُختصر زمانۂ حکُومت میں بڑے بڑے رفاہ عام کے کام کئے +

۳ - چار چار میلنے کے رستے میں پھیلی ہُوئی سڑکیں بنوائیں - مُناسب مقاموں میں

اِن پر پختہ سرائیں بنوائیں ۔ جا بجا کوئیں کھُدوائے ۔ مسجدیں تعمیر کرائیں ۔ اِن میں اِمام اَور مُؤذّن مُقرّر کیئے ۔ سڑکوں کے کِنارے درخت نصب کرائے جو نہایت ادب سے ہر مُسافر کے لِئے اپنے سایہ کا فرش بِچھائے کھڑے تھے ۔ کوسوں کا پتہ بتانے کے لِئے لبِ سڑک سنگِ نشان مَوجُود تھے ۔ جِن کے سِرے پر چیلوں اَور کوّوں نے اُن کو قابلِ اِعتبار اَور سچّا بنانے کے لِئے برہمنوں کی طرح چندن کا قشقہ لگا دیا تھا ۔ گھوڑوں کی ڈاک قائم کی تھی کہ لوگوں کو ایک دُوسرے کی خبریں مِلا کریں ۔ غرض خلقُ اللہ کے آرام کے لِئے بُہتیرے کام کر گیا ۔ لیکن افسوس زمانے نے سب کو تہِ خاک کر دِیا ۔ اَور کہیں پر جو کچھُ یادگاریں رہ گئی ہیں ۔ اُن کے لئے یہی اپنے قوی اَور تیز ہاتھوں سے قبریں کھود رہا ہے ۔

(علی محمُود)

سوالات

۱- پٹنہ کا حُدُودِ اربعہ بتاؤ۔ قدیم زمانے میں اُس کا کیا نام تھا ؟

۲- یُونانی سفیر جس نے اُس کے حالات لکھّے۔ کَون تھا ؟ سفیر کِسے کہتے ہَیں۔ سفیر اَور ایلچی میں کیا فرق ہے ؟

۳- حضرت عیسےٰ کَون تھے اَور کیوں مشہُور ہَیں ؟

۴- پایۂ تخت کے ہم معنی دو الفاظ بتاؤ ۔

۵- دریاےِ گنگا کیوں مشہُور ہے ؟ کہاں سے نِکلتا ہے اَور کہاں گِرتا ہے ؟

۶- ذَیل کے الفاظ کے معانی بیان کرو :-
خلقُ اللہ - قشقہ - چندن - سنگِ نشان ۔

۷- اِس مضمُون میں جو رفاہِ عام کے کاموں کا ذِکر ہے - اُن کا کرنے والا کَون تھا ؟ کِس کی طرف اشارہ ہے ؟

۴۴۔ دُنیا فانی ہے

دارا ۔ جم ۔ سکندر ۔ نام و نشان

شان و شوکت ۔ روباہ ۔ جوبن ۔ ثروت

۱۔ اَے دِن رات گنوانے والے
وقت کو مُفت اُڑانے والے

۲۔ ہوتے آئے ہیں اِس دُنیا میں
اکثر مال خزانے والے

۳۔ دارا ۔ جم ۔ اِسکندر کیا تھے
آنے والے ۔ جانے والے

۴۔ کھو بیٹھے اَب نام و نِشاں تک
شوکت و شان دِکھانے والے

۵۔ خاک ہُوئے خُود خاک سے مِل کر
خاک سے بچ کر جانے والے

۶۔ ہو گئے اب روباہ سے کم تر

شیر سے آنکھ مِلانے والے

۷- کٹ گئے اکثر موسمِ گُل میں
نخل جو تھے پھل لانے والے

۸- اکثر چہرے نازُک نازُک
گُل کی طرح کُمہلانے والے

۹- ہر دم بال بنانے والے
آئینے والے شانے والے

۱۰- عِطر پہ عِطر لگانے والے
جوبن پر اِترانے والے

۱۱- چل کے قیامت ڈھانے والے
حشر کو چال سِکھانے والے

۱۲- دیدۂ تر میں سمانے والے
پانی میں آگ لگانے والے

۱۳- کوئی نہ ٹھیرا وقت جب آیا
چل دئے آخر جانے والے

۱۴- جو نہ گئے وُہ جا کے رہینگے
سب ہیں مُسافر جانے والے

۱۵- دَولت عِزّت ثروت حشمت
چھوڑ گئے سب جانے والے

۱۶-	ساتھ بہت کچھ لے گئے لیکن کام میں وقت لگانے والے
۱۷-	دارِ فنا ہے دُنیا فانی آنے والے ہیں جانے والے

(محمد شوکت علی خاں فانی بی اے)

سوالات

۱- اِس نظم میں شاعِر نے کِس کو مُخاطب کیا ہے؟

۲- تشریح کرو :-

دارا - جم - اِسکندر ؞

۳- ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-

روباہ - نخل - آئینہ - شانہ - حشر - ثروت - حشمت ؞

۴- موسِم گُل کِسے کہتے ہیں؟ اس کی تصویر لفظوں میں کھینچو ؞

۵- ذیل کے محاورات کا محلِ اِستعمال اور مطلب بتاؤ :-

(الف) شیر سے آنکھ مِلانے والے ؞

(ب) حشر کو چال سکھانے والے ؞

(ج) قیامت ڈھانے والے ؞

(د) پانی میں آگ لگانے والے ؞

۹۔ پانڈو اور کورو

چندر بنسی   دارالخلافہ   جُڑواں
فنون سپہ گری   اتالیق   خلوت
رال   سُوَیمبر   ماہر   دل بادل
رن   گھمسان   معرکہ

۱۔ ہستنا پور راجہ بھرت کے بیٹے ہستی سین نے بسایا تھا۔ مدّتیں گزریں۔ یہ شہر دہلی سے ساٹھ میل کے فاصلے پر آباد تھا۔ اُس وقت وہاں چندر بنسی خاندان کے راجہ راج کرتے تھے۔ یہ سلطنت بھارت کا دارالخلافہ تھا۔

۲۔ بھرت کی چھٹی پُشت میں پانڈو بڑا طاقتور راجہ ہوا ہے۔ اس راجہ کی دو رانیاں تھیں۔ ایک کُنتی جو ہری کرشن جی

کی حقیقی پھوپھی تھیں۔ دُوسری ماڈری۔ پانڈو کو شکار کا بہت شوق تھا۔ اُس نے راج اپنے بڑے بھائی دھرت راشٹ کے حوالے کر دیا۔ اَور آپ رانی کُنتی اور رانی مادری کو ساتھ لے کر ہمالہ کے پہاڑوں میں چلا گیا۔

۳۔ پانڈو کے کُنتی سے تین بیٹے یُدھشٹر۔ بھیم اَور ارجن تھے۔ اَور ماڈری سے دو جُڑواں نکل اَور سہدیو۔ ابھی یہ بچّے جوان نہ ہونے پائے تھے۔ کہ اُن کے سر پر سے باپ کا سایہ اُٹھ گیا۔ ماڈری تو پانڈو کے ساتھ ستی ہو گئی۔ اَور کُنتی پانچوں لڑکوں کو لے کر دھرت راشٹ کے پاس ہستناپُور چلی آئی۔

۴۔ دھرت راشٹ کے کئی بیٹے تھے۔ اَور ان میں سب سے بڑے کا نام دریودھن تھا۔ مہا بھارت میں پانڈو کے بیٹوں کو پانڈو اَور دھرت راشٹ کی اَولاد کو کورو لکھا ہے۔ دھرت راشٹ نے بھائی کی اَولاد کو آنکھ کا تارا سمجھا۔

اَور ان کی اپنے بچّوں کے ساتھ محل
میں پرورش کی - جب اُنھوں نے ہوش
سنبھالا تو درون اچارج جو اُس زمانے
میں فنونِ سپہ گری میں یکتا اَور عِلم و فضل
میں ماہر تھا - اُن کا اتالیق مُقرّر ہُوا - اَور
تھوڑے ہی عرصے میں پانڈو اَور کورو عُلوم
و فُنون میں طاق اَور شُہرۂ آفاق ہو گئے -
کورو پانڈو سے رشک کرنے لگے - اَور
جب دھرت راشٹ نے یُدھشٹر کو یوراج
بنایا - تو دریودھن آتشِ حسد سے جل کر
خاک ہو گیا - اَور ایک دن خلوت میں
باپ سے کہنے لگا کہ تخت کا حقیقی وارث
میں ہُوں - آپ نے میری حق تلفی کیوں
کی - مَیں خُود کُشی کر لُوں گا - باپ نے
ہر چند سمجھایا اَور کہا کہ تخت کا اصلی مالک
پانڈو تھا - مگر دریودھن کسی طرح راضی
نہ ہُوا - مجبُور ہو کر اُس نے بھتیجوں کو
اُن کی ماں کے ساتھ الہ آباد بھیج دیا -
مگر دریودھن کا دل اب بھی ٹھنڈا نہ ہُوا -

اُس نے پانڈو کے لئے ایک ایسا محل بنوایا جس میں اینٹ اور چونے کی جگہ رال۔ گندھک اور چربی استعمال کی گئی تھی۔ مطلب یہ تھا۔ کہ جب یہ وہاں جائیں تو آگ لگا دی جائے۔ پانڈو کو کسی طرح اِس شرارت کا پتہ لگ گیا۔ وُہ ایک سُرنگ کی راہ سے جان بچا کر نکل گئے۔ اور ایک بھیل قوم کی عورت اور اُس کے بچّے جل کر راکھ ہو گئے ÷

۵۔ عرصے تک پانڈو جنگلوں اور بنوں میں پھرتے رہے۔ اور جب اُنھوں نے دروپد کی بیٹی دروپدی کے سوَیمبر کا چرچا سُنا تو پانچوں بھائی برہمنوں کے بھیس میں راجہ دروپد کے پایۂ تخت شہر کنپلہ میں گئے یہاں سُوَیمبر کی دُھوم دھام تھی۔ ایک وسیع میدان میں خیمے اور شامیانے اِستادہ تھے۔ اور ایک بلند لکڑی پر ایک سونے کی مچھلی کا چکّر تھا۔ جو برابر چکّر کھا رہا تھا۔ شرط یہ تھی کہ جو تیر انداز ایسا نشانہ

لگائے کہ تیر چکّر سے گُزر کر مچھلی کی آنکھ چھید دے وُہی دروپدی کا خاوند بنے۔ دُور دُور کے سُورما اَور جلیلُ القدر مہاراجہ پنڈال میں موجود تھے۔ مگر کِسی سے کمان نہ اُٹھی۔ اَور سب نے باری باری قسمت آزمائی۔ اَور خفیف ہو کر رہ گئے۔ یکایک ارجن نے آگے بڑھ کر کمان کو اُٹھا لیا۔ برہمن یہ حال دیکھ کر شور مچانے لگے کہ او ظالم! ہمارا ٹکڑا کیوں چھینتا ہے۔ کمان کو ہاتھ سے دھر دے اَور اُلٹا چلا آ۔ ارجن نے کچھ خیال نہ کیا۔ اَور ایسا تیر مارا کہ عین مچھلی کی آنکھ پر بیٹھا۔

۶۔ دروپدی نے اُسی وقت پھُولوں کا ہار ارجن کے گلے میں ڈال دیا۔ اَور جب راجہ کو معلوم ہُوا کہ وُہ چھتری ہیں۔ تو بہت خوش ہُوا۔ پھر پانچوں بھائی اپنی نئی دُلہن کو لے کر اپنی ماں کی خدمت میں حاضر ہُوئے۔ اَور راجہ دھرتراشٹ نے سلطنت کو دو حِصّوں میں تقسیم کرکے

نِصف پانڈو کو اَور نِصف کورو کو دے دی۔
پانڈو نے جمنا کے کِنارے جہاں اب شہر
دہلی آباد ہے۔ شہر اِندر پرشت بسایا۔ اَور
وہیں راج کرنے لگے۔ مگر دُریودھن نے جس
کے سینے میں حسد کی آگ اب تک سُلگ
رہی تھی۔ اِنہیں فریب سے ہستنا پُور بُلایا۔
اَور قُمار بازی کی محفِل آراستہ کی۔ اَور دغا
سے اُن کا تمام مُلک و مال چھین لیا +

۷۔اِس جُوئے کا انجام یہ ہُوا کہ پانچوں
بھائی اَور دروپدی بارہ سال کے لِئے
جلاوطن کِئے گئے۔ جب بارہ سال گُذر گئے۔
تو پانڈوؤں نے اپنا حِصّہ پھر طلب کِیا۔مگر
دُریودھن نے صاف جواب دِیا۔ اُنھوں نے کہا
کہ اگر ہمارا حق ہمیں نہیں دیتے تو صِرف پانچ
اضلاع جو ہم نے خُود آباد کِئے ہیں۔ بسر
اَوقات کے لِئے ہمیں مِل جائیں۔کورو نے
یہ بھی نہ مانا۔ سری کِرشن جی نے ہر چند
چاہا کہ کورو راہِ راست پر آجائیں۔ مگر
اُن کی عقل پر پردہ پڑا ہُوا تھا۔ اَور

حسد نے اُنہیں اندھا کر دیا تھا۔ ناچار سری کرشن جی نے واپس آکر کہہ دیا۔ کہ اَب تمہارا اَور اُن کا فیصلہ تلوار کے ہاتھ ہے ٭

۸۔ لڑائی تو ٹھن چکی تھی۔ اب دیر کیا تھی۔ دونو لشکر کروکشیتر کے میدان میں جس کو اب تھانیسر کہتے ہیں۔ جمع ہوئے۔ کہتے ہیں کہ فوجوں کا دل بادل جیسا اِس لڑائی میں اِکٹھا ہُوا تھا۔ ایسا کبھی اِس سے پہلے اَور کہیں نہیں ہُوا تھا۔ ہندوستان میں کوئی راجہ ایسا نہیں رہا۔ جو پانڈو یا کورو کا طرف دار نہیں ہُوا ہو۔ اٹھارہ دِن معرکۂ پیکار گرم رہا۔ اَور اِس گھمسان کا رن پڑا کہ صدہا سرداروں کے خُون پانی کی طرح بہ گئے۔ اَور ہزاروں جوان کھیت رہے۔ پانڈو کی جانب سے ارجن اَور بھیم نے اَور کورو کی طرف سے بھیشم پتامہ اَور درون اچارج نے خُوب مردانگی کی داد دی۔ آخر دریودھن اَور اُس کے

رفیق اَور مددگار سب میدانِ جنگ میں
کام آئے - اَور میدان پانڈو کے ہاتھ رہا۔
فتحیاب یُدھشٹر ہستناپُور اَور اِندر پرست
دونو دارالخلافوں کا مہاراجہ ہُوا - اَور ۳۶
برس تک اِنصاف کے ساتھ سلطنت کرتا رہا
یکایک اس کی طبیعت دُنیا سے اُچاٹ ہو گئی
اَور وُہ راج ارجن کے پوتے پریکشت کے
حوالے کر کے آپ دروپدی اَور اپنے بھائیوں
کو لے کر کوہِ ہمالہ پر چلا گیا - اَور وہیں برف
میں ہلاک ہو گیا ٭

سوالات

۱- ذَیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-
ماہر - خلوت - دل بادل - قماربازی - پیکار - رن -
گھمسان - معرکہ +
۲- ذَیل کے الفاظ کو اپنے فقروں میں اِستعمال
کرو :-
برف - تیر - کمان - قمار بازی +
۳- "خفیف ہو کر رہ گئے" کیا محاورہ ہے - تشریح کرو ٭

۴- برہمن اور چھتری میں کیا فرق ہے ؟
۵- سُویمبر کی رسم بیان کرو +
۶- بروئے انصاف سلطنت کے مستحق پانڈو تھے یا کورو؟
اپنی رائے دو +

۵۰- اُمّید کا سہارا

جھلک فسُردہ دِل ڈھارس پشت
خُرد و کلاں نظمِ جہاں مرحلے قافلہ

۱- بس اے نااُمّیدی نہ یُوں دِل بُجھا تُو
جھلک اے اُمید اپنی آخر دِکھا تُو
ذرا نااُمّیدوں کی ڈھارس بندھا تُو
فسُردہ دِلوں کے دِل آ کر بڑھا تُو

تِرے دِل سے مُردوں میں جانیں پڑی ہیں
جلی کھیتیاں تُو نے سرسبز کی ہیں

۲- بہت ڈوبتوں کو ترایا ہے تُو نے
بگڑتوں کو اکثر بنایا ہے تُو نے
اُکھڑتے دلوں کو جمایا ہے تُو نے
اُجڑتے گھروں کو بسایا ہے تُو نے

بہت تُو نے پستوں کو بالا کیا ہے
اندھیرے میں اکثر اُجالا کیا ہے

۳- قوی تجھ سے ہمّت ہے پیر و جواں کی
بندھی تجھ سے ڈھارس ہے خُرد و کلاں کی
تجھی پر ہے بُنیاد نظم جہاں کی
نہ ہو تُو تو رونق نہ ہو اِس دُکاں کی

تگا پو ہے ہر مرحلے میں تجھی سے
رواں رو ہے ہر قافلے میں تجھی سے

(شمس العلما خواجہ الطاف حسین حالی)

سوالات

۱- اُمید کیا کیا کام کرتی ہے ؟

۲- دل بجھانا کیا محاورہ ہے - اور ڈھارس بندھانا کسے کہتے ہیں ؟

۳- ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-

خُرد و کلاں - نظمِ جہاں - مرحلہ - فسُردہ دِل ٭

۴ - قواعِد کے رُو سے ذیل کے الفاظ کیا ہیں؟
اُن کو خوشخط لکھّو :-

قافِلہ - سرسبز - اندھیرا - بنایا ٭

۵ - اپنے فِقروں میں اِستعمال کرو :-
جلی کھیتیاں - ڈوبتوں - دُکاں - مرحلہ ٭

---

۱۵ - منگو پارک

برِّ اعظم راز سرجن یُونیورسٹی
لکچر مشہُور عالِم نباتات ڈیرہ
اقدام پارچات تعوِیذ سیفیاں

۱ - جِن سیّاحوں نے افرِیقہ کے تارِیک برِّ اعظم کے راز معلُوم کرنے میں اپنی جانیں قربان کی ہیں - اُن کی فہرِست میں منگو پارک کا نام اُونچی

جگہ لِکھّا جا چُکا ہے۔ اور ہمیشہ لِکھا رہے گا ٭

۲- منگو پارک ۱۰- ستمبر ۱۷۷۱ء کو سکاٹ لَینڈ میں سلکرک کے قریب پَیدا ہُوا تھا - پندرہ سال کی عُمر میں وُہ ایک سرجن کے پاس اُمّید وار ہُوا - پھر اڈنبرا یُونیورسٹی میں لکچر سُنے۔ اَور اپنے بہنوئی کے ساتھ جو ایک مشہُور عالِم علمِ نباتات تھا - کئی دَورے کِئے - بیس سال کی عُمر میں وُہ ایک جہاز میں جس کو سماٹرا جانا تھا - اسِسٹنٹ سرجن مُقرّر ہُوا - اَور پھر مئی ۱۷۹۵ء میں وُہ اُس مُہم کا سردار مُقرّر ہُوا - جو دریاے نائیجر کا منبع دریافت کرنے کو روانہ ہُوئی ٭

۳- یہ ایک چھوٹی سی جماعت تھی۔ جس میں صِرف سات اشخاص تھے - اَور اِن سات میں دو حبشی نوکر تھے - منگو پارک نے اپنے لِئے ایک گھوڑا اَور اپنے نوکروں کے لِئے دو گدھے اَور زِندگی کی ضرُوریات کا ذخیرہ خرِیدا - اِن ضرُوریات کی تفصِیل سُن لیجئے - اِس میں پونڈ - عنبر اَور تمباکُو تبادلہ

کے لئے - چند جوڑے کپڑے کے - اور بستر
اور چھتری اپنے آرام کے لئے لئے - اور علاوہ
ان کے دو قطب نما - تھرمامیٹر ایک بندوق
اور دو پستول بھی تھے - جب اُس کے دوست
اُسے رخصت کرنے لگے - تو اُن کے دل نے
گواہی دی کہ اب وُہ آخری مرتبہ اُس کا مُنہ
دیکھ رہے ہیں - وُہ خُوب جانتے تھے کہ
راہ میں بہت سے خطرے ہیں - وحشی اقوام
کا خطرہ - پُر فریب آب و ہوا کا خطرہ اور
جنگلی جانوروں کا خطرہ ؎

۴ - دسمبر کو منگو پارک مدینہ پہنچا - اس
گاؤں میں ایک ہزار کے قریب جھونپڑیاں
تھیں - اور اُن کے گرد چوبوں اور جھاڑیوں
کا ایک حلقہ بطور حفاظت حائل تھا - یہ
ایک چھوٹی سی سلطنت کا دارُالخلافہ تھا -
گاؤں کا سردار اپنے شاہی جھونپڑے کے
سامنے چٹائی پر بیٹھا ہوُا تھا - وُہ بڑی مہربانی
سے پیش آیا - اور سیاح کی کامیابی کے لئے
دُعا کی - راہ میں منگو پارک نے ایک بھیڑ

خریدی اور جب وُہ ذبح کی گئی - اور اُس
کی کھال اُتار لی گئی تو اُس کے ساتھیوں
میں جو حبشی تھے سینگوں پر تکرار ہونے
لگی - اگر منگو پارک فیصلہ نہ کرتا - تو خُون
خرابا ہو جاتا - اُس نے ایک سینگ ایک کو
اور دُوسرا دُوسرے کو دے دیا - اور اِس طرح
دونو راضی ہو گئے - یہ واقعہ معمُولی تھا -
لیکن اس کی وجہ عجیب تھی - بات یہ ہے کہ
مغربی افریقہ کے حبشی بڑے وہمی اور شکی
ہیں - اور جادُو ٹُونے - تعویذ گنڈے کے قائل -
اُن کا بڑا اعتقاد اُن تعویذوں پر ہوتا ہے -
جو مُسلمان مولوی اُن کے ہاتھ فروخت کرتے
ہیں - اِن تعویذوں کو وُہ سیفیاں کہتے
ہیں - اُن کا خیال ہے کہ اِن کی بدولت
خطرہ قریب نہیں آتا - اور ہر مہم میں کامیابی
ہوتی ہے - یہ حبشی اِن سینگوں پر اِس
لئے جھگڑتے تھے کہ وُہ اُن کے تعویذدان
بنانا چاہتے تھے ۔

۵ - منگو پارک نے وہاں ایک اور عجیب

رسم دیکھی - ایک بڑے درخت کی شاخوں پر چند عجیب قسم کے کپڑے لٹک رہے تھے۔ بعد ازاں اُسے بتایا گیا کہ یہ بموجمبو نامی ایک جنگلی دیو کے پارچات ہیں - اگر گاؤں کی کوئی عورت اپنے خاوند کو ناراض کر دے تو بموجمبو اُسے سزا دیتا ہے - سزا اِس طرح دی جاتی ہے - کہ عورت کا خاوند یا خاوند کا کوئی دوست تمام گاؤں والوں کی موجودگی میں بموجمبو کے کپڑے پہن کر سزا کا حکم سناتا ہے - لوگوں کے لئے یہ تماشا ہوتا ہے - اور عورت کے لئے مصیبت *

۶ - ایک بار منگو پارک کا گذر ایسے مقام پر ہُوا - جہاں راہ میں دو دِن تک پانی کا پتہ نہ تھا - آخر جب وُہ ایک جوہڑ پر پہنچے - تو دُور سے معلوم ہُوا - کہ اُس کے قریب ایک بڑے درخت پر عجیب و غریب پتے لگے ہیں - قریب جا کر دیکھا تو جنہیں وُہ پتے سمجھتے تھے وُہ مختلف رنگ

اور وضع کے چھوٹے بڑے چیتھڑے تھے۔ غالباً یہ چیتھڑے مسافروں کو یہ بتانے کے لئے وہاں کے باشندے لٹکاتے تھے۔ کہ پانی قریب ہے۔ رفتہ رفتہ باطل پرستی کی بدولت یہ رواج ہو گیا کہ جو مسافر اِدھر سے گزرتا۔ وہ وہاں ایک دھجّی لٹکا دیتا۔ گویا یہ چیتھڑا جنگل کے دیوتا کی نذر تھا ؛

۷۔ دورانِ سفر میں سیّاح کو ایک حریص بادشاہ سے پالا پڑا۔ سیّاح نے عنبر اور تمباکو پیش کیا۔ لیکن سیاہ فام بادشاہ خوش نہ ہُوا۔ اُس کی نگاہِ حرص منگو پارک کی چھتری پر تھی۔ لیکن چھتری لے کر بھی وہ راضی نہ ہُوا۔ پھر اُس نے یہ چاہا کہ سیّاح کا نیلا کوٹ جس کے بٹن چمک دار تھے۔ کسی طرح ہاتھ آ جائے۔ اگرچہ کوٹ دینا ناگوار تھا۔ مگر مجبوری تھی۔ اور کیا ہو سکتا تھا۔ سیّاح نے کوٹ حبشی بادشاہ کے قدموں پر رکھ دیا۔ اور اُس کے بدلہ میں حبشی نے اُسے تھوڑا سا سونا اور سامانِ خوراک

دیا +

۸ - ایک اَور سردار نے جس کا نام علی تھا - سیاح کو بہت تکلیف دی - علی ایک سیاہ چرمی گدیلے پر بیٹھا تھا - اَور ایک بوڑھا سفید ریش عربی نژاد انسان تھا - جب اُسے معلوم ہُوا کہ سیاح عربی نہیں جانتا - تو اُس کے تیور بدل گئے - اَور کئی دن مینگو پارک کو ایک جھونپڑی میں زیرِ حراست رکھا - سیاح کے محافظ اُسے ہر طرح سے ذلیل کرتے تھے - اَور بد زبانی سے پیش آتے تھے - اُس کا تمام سامان اُنھوں نے لُوٹ لیا - خوش قسمتی سے قبلہ نُما نہ لیا - کیونکہ وُہ اِسے بیکار سمجھتے رہے - حسنِ اتفاق سے ملکہ فاطمہ سیاح پر مہربان ہو گئی - اَور اُس کی جان بچ گئی +

۹ - ماہِ جولائی میں سیاح پانی کی تلاش میں سرگرداں تھا کہ یکایک ایک حبشی بول اُٹھا کہ وُہ دیکھو پانی - مینگو پارک نے اُس وقت ایک وسیع اَور خوشنما دریائی چمک دار سطح

آب دیکھی - یہ دریا شمال مشرق کی طرف بہ رہا
تھا - وُہ فوراً دریا کے کنارے پر پُہنچا - دو
تین چُلّو پانی پیا - اور خُدا کا جس نے
اُسے اِتنے خطروں سے زندہ اور سلامت
نکالا تھا - شکریہ ادا کیا - اِس وقت سیّاح
نے پہلی مرتبہ دریاے نائیجر دیکھا - گو
جس مطلب کے لئے وُہ گھر سے نکلا تھا
پُورا نہ ہُوا ٭

۱۰ - واپسی کے سفر میں بھی اُسے وُہی
مُصیبتیں اور دقتیں پیش آئیں جو روانگی
پر ہُوئی تھیں - اُس نے فاقے اُٹھائے -
پیاس برداشت کی - ایک بار اُسے قزّاقوں
نے لُوٹا اور اُس کا گھوڑا چھین لیا - اور
کپڑے تک اُتروا لئے - صرف ایک قمیض
پاجامہ اور ٹوپی چھوڑ گئے - اچھّا ہُوا کہ ٹوپی
کو ہاتھ نہ لگایا - اِس میں اُس کا روزنامچہ
تھا ٭

۱۱ - واپس آکر منگو پارک کچھ عرصہ طبابت
کرتا رہا - مگر اِس قسم کی زندگی اُسے پسند

نہ تھی۔ وُہ مُہم کا مُتلاشی تھا۔ جب وُہ کِسی بیمار کو دیکھنے جاتا تو سرد اَور سُنسان راہ میں اُس کے خیالات اُسے افریقہ لے جاتے تھے۔ اَور اُسے وُہ دن یاد آتے تھے۔ جب وُہ ایک خیمہ میں قَید تھا۔ اَور بھاگ کر تن تنہا آوارۂ دشت ہُوا۔ اُس نے بڑی تکلیفیں اُٹھائی تھیں۔ مگر جس مقصد کے لِئے سفر کیا تھا۔ وُہ حاصل نہ ہُوا۔ لیکن چُونکہ اُس میں ایک سچّے مُحبِ قَوم کا جوش تھا۔ وُہ چاہتا تھا کہ خواہ کُچھ بھی نہ رہے۔ ایک بار پھر کوشش کرنی چاہیئے۔

۱۲۔ دریائے نائیجر کے طاس کی جُستجُو میں آخرکار اُس نے اپنی صحّت خراب کر لی۔ دُوسرے سفر میں فَوج کا ایک دستہ ساتھ لیا۔ بہُت سے گدھوں پر سامانِ تجارت لدا تھا۔ اَور تین مُعتبر قابل انگریز اُس کے رفیق تھے۔ مگر بد قسمتی سر پر سوار تھی۔ ہر روز نئی مُصیبت پیش آتی تھی۔ سفر برسات میں شرُوع ہُوا۔ سپاہی جو ساتھ

تھے سب بیمار ہو گئے۔ اور بُخار سے ایک ایک کر کے مرنے لگے۔ جو رفیق ہمراہ تھے۔ ان میں سے دو فوت ہو گئے۔ اور جب وُہ کشتی جس میں دریاے نایجر کا سفر کرنا تھا تیار ہوئی تو صرف چار گورے باقی تھے۔ قلمرو یلوری میں دریا کے ایک تنگ مقام پر آخر کار مَوت آ گئی۔ بے شمار دیسیوں نے جو تمام مسلّح تھے۔ کشتی پر حملہ کیا۔ کشتی پر پتھر برسائے اور برچھے مارے۔ دو غُلام ہلاک ہُوئے۔ اور جب سیّاح نے دیکھا کہ اب بچنے کی کوئی صُورت نہیں۔ تو دریا میں کُود پڑا اور غرق ہو گیا ؞

سوالات

۱۔ منگو پارک کَون تھا اور کیوں مشہُور ہے؟
۲۔ منگو پارک کے حبشی مُلازموں میں کس بات پر تکرار ہُوا۔ اور کس طرح فیصلہ ہُوا؟
۳۔ علی نے اُس سے کیا بد سُلوکی کی؟

۴۔ ذیل کے الفاظ کے واحد یا جمع بناؤ :۔
اقوام ۔ شاخ ۔ کپڑے ۔ پارچاجات ۔ تعویذ ۔
۵۔ سیفی کسے کہتے ہیں؟ تشریح کرو ۔
۶۔ ہمو جمبو کی مختصر کیفیت بیان کرو ۔
۷۔ معانی بتاؤ :۔
اعتقاد ۔ شرک ۔ دھجی ۔ باطل پرستی ۔ دیوتا ۔

۵۲۔ شیر خوار بچہ

چٹورے   آنچل   شیر خورے
چسپتی   جھنجھنا

۱۔ کیا وقت تھا وہ ہم تھے جب دودھ کے چٹورے
ہر آن آنچلوں کے معمور تھے کٹورے
پاؤں میں کالے ٹیکے ہاتھوں میں نیلے ڈورے
یا چاند سی ہو صورت یا سانولے و گورے
کیا شیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے

۲- گُل کی طرح سے ہر دم سینے پہ پھُوٹتے ہیں
پی پی کے دُودھ ماں کا پھلتے ہیں پھوٹتے ہیں
ماں باپ اِن کی خدمت سر پر تبُوٹتے ہیں
ہاتھوں میں کھیلتے ہیں جھُولوں میں جھُوٹتے ہیں
کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طِفل شِیر خورے

۳- جو دیکھے اِن کی صُورت لے پیار سے کھلائے
ہاتھوں پہ پھر اُچھالے اَور چھیڑ کر ہنسائے
چُومے کبھی دہن کو چھاتی کبھی لگائے
کوئی چُسنا مُنہ میں دیدے کوئی جھُنجھنا بجائے
کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طِفل شِیر خورے

۴- چھوٹا سا کوئی کُرتا اِن کا نکالتا ہے
یا ننھی ننھی ٹوپی سر پر سنبھالتا ہے
ماں دُودھ ہے پلاتی اَور باپ پالتا ہے
نانا گلے لگاوے۔ دادا اُچھالتا ہے
کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طِفل شِیر خورے

(نظیر اکبر آبادی)

سوالات

۱ - ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-
چھڑے - پھوٹتے - جھولے - چُھٹنا - جُھنجھنا ۔

۲ - چاند سی صورت سے کیا مراد ہے ؟

۳ - سانولے گورے کی تشریح کرو ۔

۴ - اس مصرع کا کیا مطلب ہے ۔
ہر آن آنچلوں کے معمور تھے کٹورے

۵ - چوتھے بند کو نثر میں لکھو ۔

۵۳- بابر کی وفات

مُصیبت پسند	کشتیاں	کُوچ
بے اعتدال	ولیعہد	طبیعت
حکمت	الماس	بُرقعہ
حرم سرا	خواجہ سرا	داغ داغ
چراغ سحری	دھاوا	

۱- مُغلیہ خاندان کے اقبال کا ستارہ ہندوستان میں بابر کے ساتھ چمکا۔ بابر بادشاہ جیسا مزاج کا رنگین تھا۔ ویسا ہی دل کا سخت اور طبیعت کا مُصیبت پسند۔ کئی دفعہ کالپی سے گھوڑا اُڑایا۔ اور ایک سو ساٹھ میل زمین طے کر کے دُوسرے دن آگرے میں دم لیا۔ کشتیاں موجود ہوتیں۔ اور گنگا جیسے دریا میں کپڑے اُتار ننگی تلوار ہاتھ میں لے کر کُود پڑنا۔ تیر کر

پار اُتر جانا - اور حریف پر دھاوا مارنا - آخر کوُچ کے دن نزدیک آئے - اور بیمار ہو کر طبیعت بے اعتدال ہوئی - اِتّفاق سے اُنہیں دنوں میں ولی عہد سلطنت ہمایوں بھی سخت بیمار ہو گیا - حکیم طبیب سب نے اپنی اپنی حکمت خرچ کی - مگر کسی سے کچھ نہ ہُوا - آخر مشائخوں اور بُزرگوں کو بُلا کر پُوچھا - اُنھوں نے عرض کی " جو چیز حضُور کی نظروں میں نہایت گراں بہا ہو - وُہ نُور چشم پر نثار کیجئے کہ اس کی آئی بلا ٹلے - بابر سمجھ گیا - کہ یہ ابراہیم لودی والے الماس کا اشارہ ہے ۔

۲- ابراہیم لودی والے الماس کی یہ سرگزشت ہے کہ جب ابراہیم کو شکست ہُوئی اور فتحیاب لشکر جس کا سپہ سالار ہمایوں تھا - قلعہ میں داخل ہُوا - تو ابراہیم کی ماں زندہ تھی - اُس نے جب سُنا کہ حریف کا بیٹا قلعہ میں آ گیا تو بہت سوچا - مگر سمجھ میں نہ آیا - آخر شرم و حیا کے

بُرقع کو پھاڑ چادر سر پر ڈالی۔ اَور حرم سرا
سے نکل آئی۔ آگے آگے دو خواجہ سرا۔ پیچھے
پیچھے چند یتیم بچّے اَور لاوارث بیوائیں۔ جگر
غم سے داغ اَور زبانیں ضبط سے
چاک۔ دلوں میں آہیں۔ مگر مُنّہ سے دُعائیں
دیتی شاہزادے کے سامنے آئی۔ اَور کہا
کہ اَے فرزندِ اقبال مند! اِس چراغِ سحری
کی دُعا لے۔ اَور باپ کی فتح مندی کی سلامتی
میں اِن بیواؤں اَور یتیموں کی جاں بخشی کر۔
سعادت مند شہزادہ انقلابِ فلک کو دیکھ کر
کانپ گیا۔ بہت خاطر جمعی کی۔ اَور اشارہ
کیا کہ انہیں حرم سرا میں لے جاؤ۔ اِس
سن رسیدہ بی بی نے تھر تھراتا ہاتھ چادر سے
نکال کر صندل کی ڈبیا میں سے ایک الماس
گراں بہا دیا اَور کہا کہ نُورِ چشم! یہ بکرماجیت
کی نشانی ہَے۔ تین پُشت تک ہم نے بھی
امانت داری کی۔ وُہ آج ہی کے لِئے تھی۔
اب یہ تُمہارا حق ہَے۔

۳۔ غرض بابر نے ہنس کر کہا کہ پتّھر

کیا مال ہے۔ لختِ جگر پر مَیں اپنا گوہرِ جاں قُربان کرُوں گا۔ یہ کہکر تین بار اُٹھا۔ تین بار گِرد پھرا۔ اَور کہا کہ اِلٰہی! اِس کی بلا مَیں نے اپنی جان پر لے لی۔ لے لی۔ لے لی۔ بعْد اِس کے سجدہ کِیا۔ اَور دیر تک رو رو کر دُعا مانگتا رہا۔ خُدا کی قُدرت کہ اُسی وقْت سے اُس کا مرض گھٹنے لگا اَور بابر کا بڑھنے لگا۔ بیٹے سے کہا کہ تخت تمھیں مُبارک ہو۔ ہمارے لِئے حُکْم دو کہ تابُوت تیّار کریں۔ آخر بیٹا بِسترِ بیماری سے اُٹھ کھڑا ہُوا۔ اَور باپ نے بِسترِ عدم پر آرام کِیا ॥

سوالات

۱۔ بابر کا نام کیا تھا؟ اُسے بابر کیوں کہتے ہیں؟
نام۔ خطاب۔ لقب کی تعرِیف کرو اَور بتاؤ کہ قواعد کی رُو سے اُن کی کیا حیثیّت ہے؟

۲۔ مُغلیّہ خاندان سے کیا مُراد ہے؟ اِس کا

سب سے مشہور بادشاہ کون تھا ؟

۳ - الماس کا ہم معنی لفظ بتاؤ - اور مشہور جواہرات کے نام لو - جواہروں میں سب سے زیادہ قیمتی کونسا ہے ؟

۴ - ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-

حریف - دھاوا - چراغ سحری - حرم سرا - تابوت - خواجہ سرا ۔

۵ - تشریح کرو :-

جگر غم سے داغ داغ اور زبانیں ضبط سے چاک ۔

۶ - لختِ جگر سے کیا مراد ہے ؟ جان کو گوہر کیوں کہا جاتا ہے ؟

۷ - پہلے پیرے میں جو الفاظ جمع استعمال ہوئے ہیں - ان کے واحد بتاؤ ۔

۵۴۔ بھولے بھالے

دوالے	چوٹی	بدّھی
ہنسلی	معصُوم	حیا
قند	شکّر	اوڑھنی

سلونا　　　بالے پن

(۱)

کیا دن تھے یارو وُہ بھی تھے جبکہ بھولے بھالے
ننگلے تھی دائی لے کر پھرتی کبھی دوالے
چوٹی کوئی رکھالے بدّھی کوئی پہنا لے
ہنسلی گلے میں ڈالے منّت کوئی بڑھا لے
موٹے ہو یا کہ دُبلے گورے ہو یا کہ کالے
کیا عیش لُوٹتے ہیں معصُوم بھولے بھالے

(۲)

دل میں کسی کے ہرگز نے شرم نے حیا ہے
آگا بھی کھُل رہا ہے پیچھا بھی کھُل رہا ہے

پہننے پھرے تو کیا ہے ننگے پھرے تو کیا ہے
یاں یوں بھی واہ وا ہے اور ووں بھی واہ وا ہے
کچھ کھا لے اس طرح سے کچھ اس طرح سے کھا لے
کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھولے بھالے

(۳)

مر جائے کوئی تو بھی کچھ اُن کو غم نہ کرنا
نے جانیں کچھ بگڑنا نے جانیں کچھ سنورنا
ان کی بلا سے گھر میں ہو قند یا تشکرنا
جس بات پر یہ مچلے بس وہی کر گزرنا
ماں اوڑھنی تو بابا پگڑی کو بیچ ڈالے
کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھولے بھالے

(۴)

جو ان کو دو سو کھا لیں پھیکا ہو یا سلونا
ہیں بادشاہ سے بڑھ کر جب مل گیا کھلونا
جس جا پہ نیند آئی پھر واں ہے ان کو سونا
پروا نہ کچھ پلنگ کی نے چاہیئے بچھونا
بھونپو کوئی بجا لے پھرکی کوئی پھرا لے
کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھولے بھالے

---

(۵)

یہ بالے پن کا یارو عالم عجب بنا ہے
یہ عمر وہ ہے جس میں جو ہے سو بادشا ہے
اور سچ اگر جو پوچھو تو بادشاہ بھی کیا ہے
اب تو نظیر میری سب کو یہی دُعا ہے
جیتے رہیں سبھی کے آس و مراد والے
کیا عیش لُوٹتے ہیں معصوم بھولے بھالے

(نظیر اکبر آبادی)

سوالات

۱- معصوم بھولے بھالے کس کو کہتے ہیں ؟
۲- ذیل کے مصرعوں کی تشریح کرو :-
(الف) چوٹی کوئی رکھا لے بدّھی کوئی پنھا لے ۔
(ب) ہنسلی گلے میں ڈالے منّت کوئی بڑھا لے ۔
(ج) یاں یُوں بھی واہ وا ہے اور وُوں بھی واہ وا ہے ۔
۳- ذیل کے الفاظ کے معنی بتاؤ اور اُنھیں خوشخط لکھّو :-
آس و مراد - بھونپو - بالے پن - دوالے - سلونا - اوڑھنی ۔
۴- تیسرے بند کو نثر میں لکھّو ۔
۵- بچپن کی حالت نثر میں بیان کرو ۔

۵۵- آنکھیں

حفاظت خطرناک پیدائش چیچک
ٹیکا روگی غفلت آشوب
غلیظ چھوت تولیہ کارآمد

۱- آنکھیں انسان کے لئے بڑی نعمت ہیں

اگر تمہیں دکھائی نہیں دیتا۔ تو تم نہ تو کام کر سکتے ہو۔ نہ کہیں آ جا سکتے ہو۔ بلکہ اوروں کے محتاج ہو۔ یقین جانو۔ ہمیں آنکھوں کی حفاظت اور قدر کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اگر یہ خراب ہو جائیں تو پھر کبھی درست نہیں ہو سکتیں۔ ذرا سی بے پروائی سے کئی بار خطرناک خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ مثلاً بعض چھوٹے بچے صرف اس لئے اندھے ہو جاتے ہیں۔ کہ ان کے ماں باپ پیدائش کے وقت ان

کی۔ آنکھوں کی حفاظت نہیں کرتے۔ کئی
بچّے چیچک سے اندھے ہو جاتے ہیں۔ اور
اِس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اُنہیں چیچک کا
ٹیکہ نہیں لگوایا جاتا۔ بہت سے بچّے اپنی
آنکھیں اس لئے کھو بیٹھتے ہیں کہ اُن کی
آنکھیں جب دُکھنے آتی ہیں تو نیم حکیم اُن کا
علاج کرتے ہیں۔ اور لگنے والی بُوٹیاں اُن
کی آنکھوں میں ڈالتے ہیں +

۲۔ آنکھیں دُکھنے کیسے آتی ہیں؟

بہت سی آنکھیں خاک دُھول اور غفلت
سے جاتی رہتی یا عمر بھر کے لئے روگی ہو
جاتی ہیں۔ مٹی جب آنکھوں میں داخل
ہوتی ہے تو اس سے اِن میں آشوب ہو
جاتا ہے اور وُہ سُوج جاتی ہیں۔ وُہ سُرخ
ہو جاتی ہیں۔ پانی بہنے لگتا ہے اور کیچ آتی
رہتی ہے۔ اگر دُکھتی یا سُرخ آنکھوں کا پانی
یا کیچ کہیں تمہاری آنکھوں سے چھُو جائے
تو یہ سمجھو کہ تمہاری تندرُست آنکھوں کے

بیمار ہونے کا بڑا اندیشہ ہے۔ گھر ہو کہ مدرسہ یا گاؤں۔ ہر جگہ سُرخ اور بیمار آنکھیں جن سے پانی اور کیچ بہتی ہے۔ ہر ایک کے لئے ہمیشہ خطرناک ہیں۔ اُس شخص کو جس کی آنکھیں دُکھتی ہیں۔ ڈاکٹر کے پاس مُناسب علاج کے لئے بھیجنا ضروری ہے۔

اور بھی کئی طرح سے آنکھیں دُکھنے آجاتی ہیں۔ اگر تمہارے ہاتھ غلیظ ہیں۔ اور تم میلی کچیلی انگلیوں سے آنکھیں ملتے ہو۔ تو چھوت اُن میں داخل ہو جائے گی۔ اگر تم میلے کپڑوں سے آنکھیں پونچھتے ہو۔ تو تمہاری آنکھوں کو ضرور نقصان پہنچے گا۔ اگر تم آنکھوں میں سُرمہ ایسی سلائی سے لگاؤ گے جو دُکھتی آنکھوں میں ڈالی گئی ہے تو چھوت سے تمہاری آنکھیں بھی دُکھنے آ جائیں گی۔ دُکھتی آنکھوں والے کا تولیہ یا رُومال اِستعمال کرنے سے آنکھیں دُکھنے آ جاتی ہیں۔ اور چھوت پھیلتی ہے۔ مکھیاں بھی چھوت پھیلاتی ہیں۔ پس تمہیں چاہئے کہ تم اپنے ہاتھ۔ چہرہ۔ کپڑے اور

لباس صاف رکھو۔ سُرمہ لگانے کی سلائی۔ تولیہ اَور رُومال جو اَوروں کے اِستعمال میں ہے۔ خُود نہ برتو۔ اَور کوشش کرو کہ تمہارے گھروں اَور دیہات میں مکھیاں پیدا نہ ہوں +

۳۔ دُکھنی آنکھوں کا علاج

دُکھتی ہُوئی آنکھوں کا جو سُرخ ہیں۔ اَور جن میں رِکیچ آتی ہے۔ علاج تُم اپنے آپ نہیں کر سکتے۔ ایسا کرنا مریض اَور اُس کے تمام ساتھیوں کے لئے خطرناک ہے۔ علاج ہمیشہ قابل طبیب سے کرانا چاہئے۔ ڈاکٹر تک پُہنچنے سے پہلے آنکھیں کئی بار نمک کے پانی سے دھونی چاہئیں۔ یہ نمک کا پانی اِس طرح سے تیار ہوگا کہ ایک چاے کا چمچہ نمک سے بھر کر آدھ سیر کے لگ بھگ گرم کھولتے پانی میں ڈال دو۔ اَور اِسے اِستعمال سے پہلے ٹھنڈا کر لو۔ آنکھوں کی رِکیچ جسے پنجاب میں رگڑ بولتے ہیں۔ رُوئی سے صاف کرنی چاہئے۔ معمُولی رُوئی جسے پانی میں اُبال کر ٹھنڈا

کر لیا گیا ہے۔ آنکھیں صاف کرنے اور پونچھنے
کے لئے بہترین چیز ہے۔ لیکن وہ روئی جو
ایک بار استعمال ہو چکی ہے۔ دوبارہ کارآمد
نہیں ہو سکتی۔ وہ جلا دینی چاہیئے۔ بڑی
بات یاد رکھنے کے قابل یہ ہے کہ کیچ آنکھوں
میں جمع ہونے اور جمنے نہ پائے۔ ورنہ وہ
پپلیوں اور پلکوں سے چمٹ کر کھٹک یا
سوزش پیدا کر دے گی۔ کھٹک یا جلن میں
اگر بیمار آنکھیں ملے۔ تو وہ آگے سے زیادہ
خراب ہو جاتی ہیں۔ خشک کیچ میں مکھیاں
بہت بیٹھتی ہیں۔ اور آنکھوں کی بیماری
اوروں میں پھیلاتی ہیں +

سوالات

۱۔ آنکھیں کیسے دکھنے آتی ہیں ؟
۲۔ چھوت کیسے پھیلتی ہے ؟
۳۔ آنکھوں کی کیچ کیسے صاف کرنی چاہیئے ؟

بہارِ ادب حصّۂ اوّل

فرہنگ

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	معرفت		طالب خدا - خدا کی راہ پر چلنے والا +
۱	کرم - مہربانی +		مبدّل - بدل جانا +
	خدائے دو جہاں دونو جہانوں کا خدا۔ ایک تو یہ موجودہ عالم - دوسرا وہ جہان جہاں آدمی مرنے کے بعد جاتا ہے +	۲	راحتِ جہاں - جان کا آرام - مجازی خدا +
	حمد - وہ نظم جو خدا کی تعریف میں لکھی جائے +		دانندہ - جاننے والا +
	سالک - خدا دوست۔		نہاں - پوشیدہ +
			گمراہ - راستہ بھولا ہوا +
			مصرع - بمعنی حصّہ - آدھا بیت - آدھا شعر +

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	خدا کی دین		پہنچے تو غیب سے ندا آئی کہ جوتے اُتار کر آؤ یہ مقدس مقام ہے۔ اسی جگہ خدا تعالیٰ نے پیغمبری عطا کی ❖
۴	**نڈھال** ۔ سست ❖		**لاولد** ۔ بے اولاد ❖
۵	**ناکام** ۔ جس کا مطلب پورا نہ ہو ❖		**سُورج کی پہلی کرن**
۶	**ڈڈ لیٹر آفس** ۔ وہ دفتر جس میں وہ چٹھیاں جلائی جاتی ہیں جن کا مکتوب الیہ نہ مل سکے ❖	۹	**ناگاہ** ۔ اچانک ۔ فوراً ❖
۷	**اَن داتا** ۔ روٹی دینے والا ۔ سخی ۔ خداوند مجازی ❖		**نرالی** ۔ انوکھی ❖
	آگ لینے کو جائے پیغمبری مل جائے		**بیدار** ۔ جاگنا ❖
	حضرت موسےٰ پہاڑ پر آگ لینے گئے تھے ۔ کہ ایک جگہ		**مستعد** ۔ تیار ❖
			توان ۔ طاقت ❖
			انقلاب ۔ بدلنا کسی چیز کا ❖

صفحہ	الفاظ و معانی
۱۰	راحت - آرام
	آنسو
۱۱	تمنّا - خواہش
	فرشتہ سیرت - فرشتوں جیسی عادت والا - بہت نیک
۱۲	حریصانہ نگاہیں - لالچ سے بھری ہوئی نظریں
۱۳	بے تاب - بے اختیار - بے قرار
۱۴	بیش قیمت - بہت قیمتی
	پرند کی فریاد
۱۵	چہچہانا - پرندوں کا گانا
	کامنی - دبلی پتلی خوبصورت عورت
	قفس - پنجرہ
	کھرا اور کھوٹا
۱۸	عادی - عادت والا
	امارت - امیری
۱۹	بدوضع - بدشکل
۲۰	فرش زمرّدیں - زمرّد جیسا فرش - سبز فرش
۲۲	اخلاص - پیار - محبّت
	طفل ابر
۲۳	ملگجا - میلا - مٹّی کے رنگ کا
	دلربا - دل کو خوش کرنے والا - دل پسند
۲۴	نہاں - چھپا ہوا
	فرن - جھاڑی بوٹی

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
۲۴	خوش منظر - خوبصورت ۔		پاسبان - چوکیدار ۔
	نشیب - نچان ۔		رشکِ جناں - جس پر جنّت کو بھی رشک آئے - یعنی بہشت سے بھی اچھا ہو ۔
	فلک - آسمان ۔		
۲۵	حجر - پتھّر ۔		
	نکھرنا - صاف ہونا ۔		
	شجر - درخت ۔	۳۶	یونان - مصر - روما تین ملکوں کے نام ہیں ۔
	عروج - بلندی - ترقّی ۔		
	چڑیا گھر		دَورِ زماں - زمانے کی گردش ۔
۲۷	مصنوعی - بناوٹی ۔		
۲۸	پژمُردہ - غمگین ۔		محرم - راز داں - راز کا جاننے والا - بھید کا جاننے والا ۔
	طوطا چشم - بیوفا -		
۳۱	جنگل میں منگل منانا مزے کرنا ۔		دردِ نہاں - پوشیدہ درد ۔
۳۳	تعینات - مقرّر کرنا ۔		کارواں - قافلہ ۔
	ترانۂ ہندی		
۳۵	سنتری - سپاہی ۔		

صفحه	الفاظ و معانی
	تمباکو پینے کی خرابی
۳۷	بدحواس - ہوش - عقل ٹھکانے نہ ہونا ۔
۳۸	اوسان خطا ہونا - ہوش و حواس جاتے رہنا ۔
۳۹	کہرام - غُل - شور ۔
۴۰	علالت - بیماری ۔
	شفا یاب ہونا - صحت پانا ۔
۴۱	منحوس - نامبارک ۔
	مکڑا اور مکھی
۴۲	کُٹیا - جھونپڑی ۔
	کھنچ کے رہنا - دُور دُور رہنا ۔
۴۴	خوشامد - چاپلوسی ۔
	ایّامِ جنگ کا ایک واقعہ
۴۶	تاریکی - اندھیرا ۔
	برف باری - برف پڑنا ۔
۴۷	پناہ گزیں ہونا - بچاؤ ڈھونڈنا ۔
	سُن ہونا - ہاتھ پاؤں کا سو جانا ۔
	کمک - مدد ۔
۴۸	نمودار ہونا - ظاہر ہونا ۔
	مستعد - تیار ۔
	زد - پہنچ ۔
	متردّد - فکرمند ۔
	حقیر - ادنےٰ - ناچیز ۔
	حتی الامکان - جہاں تک ہو سکے ۔

صفحہ	الفاظ و معانی
۴۹	مارچ - کُوچ - انگریزی (March)
	آنچ نہ آنا - گزند نہ پہنچنا - نقصان نہ پہنچنا ٭
	ایک گائے اور بکری
۵۱	سراپا - سر سے پاؤں تک - تمام - بالکل ٭
	رواں - جاری ٭
	طائروں - پرندوں ٭
۵۲	نصیبوں کا لکھا - قسمت کا لکھا ٭
	پالا - واسطہ - بس میں ہونا ٭
	ہتھ کنڈوں - چالاکیوں ٭
	رام کرنا - ہلا لینا ٭
۵۳	خدا لگتی - سچی -
	انصاف والی - کھری ٭
	زیبا - لائق ٭
	مَوت کا قرعہ (۱)
۵۵	اقبال کا ستارہ قریب غروب تھا - یعنی اقبال مٹ جانے کو تھا ٭
	جوہر - ہُنر ٭
۵۶	پاش پاش - ٹکڑے ٹکڑے ٭
۵۷	شب خوابی کا لباس - وہ لباس جو رات کو پہن کر سوتے ہیں ٭
۵۸	پاداش - سزا - بدلہ ٭
	اثنا - حالت - وقت ٭
۶۰	حکم عدولی - حکم نہ ماننا ٭
۶۱	فرمانروا - بادشاہ -

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	حاکم ؞		دکھائی دینا ؞
	خوشا وقت شام		خوش انجام - اچھا نتیجہ ؞
٦٤	سہانا - خوشنما ؞	٦٦	باغ باغ ہونا - خوش ہونا ؞
٦٥	جزدان - جز بمعنی حصہ یا ٹکڑا - یعنی ٹکڑا یا حصہ رکھنے کی جگہ - بستہ ؞		خوشی سے جامے میں پھولے نہ سمانا - بہت خوش ہونا - محاورہ ہے ؞
	چو ماہی در آب - مچھلی پانی میں کی طرح یعنی جس طرح مچھلی پانی میں ہوتی ہے ؞		**موت کا قرعہ (۲)**
	بذوق - شوق سے ؞	٦٨	غم زدہ - غمگین - حیران ؞
	کاغذ کا کیڑا - وہ کیڑا جو کاغذ کو کھا جاتا ہے ؞	٦٩	آبدیدہ ہو گیا - رونے لگا ؞
	لہر بہر - رونق ؞	٧٠	ترحم شاہانہ - وہ رحم جو بادشاہ اپنی رعایا پر کرتے ہیں ؞
	جس طور - جس طرح ؞		مستحق - حق دار ؞
	بزمرانا - دھندلا		

صفحہ	الفاظ و معانی
۷۱	حجت و حکایت - ضد. بحث ۔
	عبرت - دوسرے کی حالت دیکھ کر نصیحت حاصل کرنا ۔
	تعمیل احکام - حکم ماننا ۔
	چون و چرا - کس طرح اور کیوں یعنی نکتہ چینی کرنا ۔
	سنگین جرم - سخت جرم ۔
	عائد - مقرر ۔
	اجرا - جاری کرنا ۔
۷۲	رونما - ظاہر ہونا ۔
	سر بسجود - سر سجدے کے لئے جھکانا ۔
	قرعہ اندازی - فال ڈالنا ۔
۷۳	دانستہ - جان بوجھ کر ۔
	ممانعت - منع کرنا ۔
	سرِ مو - ایک بال کے سرے کے برابر ۔
۷۴	بے حس - بغیر حرکت کے ۔
	دل فریبی - خوبصورتی - دل خوش کرنا ۔
۷۵	مضر - نقصان دینے والا ۔
۷۶	پس پشت - پیٹھ کے پیچھے ۔
	سر سید احمد خاں
۷۷	ناز - فخر ۔
۷۹	طرزِ معاشرت - رہنے سہنے کا طریقہ ۔
	قرینِ عقل - عقل کے قریب ۔

صفحہ	الفاظ و معانی
	قدامت پسند۔ پُرانے خیالات کے آدمی ؞
	بدعت - نئی بات نکالنا ؞
	اتحاد - اتفاق - محبّت ؞
۸۰	**تنزّل** - نیچے کی طرف گرنا ؞
۸۱	**حق بجانب ہونا**۔ سچّا ہونا ؞
	پیغامِ اجل۔ موت کا پیغام ؞
	موت کا فرعہ (۳)
۸۲	**فرحاں** - خوش ؞
	فرماں فرما۔ حاکم۔ بادشاہ ؞
۸۴	**گرویدہ** - فریفتہ۔ عاشق ؞

صفحہ	الفاظ و معانی
۸۷	**فرض منصبی** - سپرد کیا ہؤا کام ؞
	آبدیدہ ہونا۔ آنکھوں میں آنسو بھر آنا۔ رونا ؞
۸۹	**ایفائے وعدہ** - وعدہ کو وفا کرنا۔ وعدہ کو پُورا کرنا ؞
	کبُوتر
۹۰	**تن تن کے** ۔ اکڑ اکڑ کے ؞
	تلملانا۔ تڑپنا ؞
	مخمور۔ نشہ میں ہونا ؞
۹۱	**منقار** - چونچ ؞
	توقیر۔ عزّت۔ آبرو ؞
	حکایات پند آموز (۱)
۹۲	**نادیدنی** - وہ چیز

صفحہ	الفاظ و معانی
	جس کا نہ دیکھنا بہتر ہو ٭
	شبانہ روز ۔ رات اور دن ٭
۹۴	حسدِ مجسّم ۔ حسد کا بُت ٭
۹۵	بے بہرہ ۔ محروم ٭
	سر و پا برہنہ ۔ سر سے لے کر پاؤں تک ننگا ٭
	حبسِ دوام ۔ ہمیشہ کی قید ٭

حکایاتِ پند آموز

(۲)

صفحہ	الفاظ و معانی
۹۶	نمودار ۔ ظاہر ٭
۹۷	آہو ۔ ہرن ٭

صفحہ	الفاظ و معانی
	صیّاد ۔ شکاری ٭
	اضطراب ۔ بےقراری ٭
۹۸	بے ریا ۔ صاف ۔ بے مکر ٭
	مرغزار ۔ چراگاہ ٭
۹۸	مشکل کشائی ۔ مشکل کو حل کرنا ٭
	قلقِ محبت ۔ محبت کا رنج ٭
۹۹	جست ۔ چھلانگ ٭
۱۰۰	تعاقب ۔ پیچھا کرنا ٭
	مایوس ۔ نا اُمید ٭
	مسکن ۔ رہنے کی جگہ ٭

تتلیاں

صفحہ	الفاظ و معانی
۱۰۲	پرواز ۔ اُڑنا ٭

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	خال - تِل ۔		کاہی - ایک قسم کا سیاہ سنہری مائل رنگ ہے ۔
	نگینہ - نگ ۔		سیاہ - کالا ۔
	خُوش نُما - جو اچھّا معلوم ہو ۔		آبی - پانی کا رنگ ۔
	انداز - طریقہ ۔		زمرّدی - سبز رنگ کی ۔
۱۰۳	نقش و نگار - پھُول پتّی ۔		پھبن - ادا ۔
	پتر - پتلے ٹکڑے ۔		**عجیب مرد اور عجیب عورت**
	مینا - نقش و نگار ۔	۱۰۵	بدہَیئت - بدصُورت ۔
	طاؤسی - طاؤس بمعنی مور - یعنی مور کی رنگت ۔		لنج منج - شل آدمی - وہ جس کے ہاتھ پاؤں حرکت نہ کر سکیں ۔
	صندلی - چندن کی بمعنی چندن جیسی رنگت کی ۔		لختِ جگر - جگر کا ٹکڑا - مراد بیٹا ۔
	گلابی - گلاب جیسی رنگت کی ۔	۱۰۸	مسدُود - بند ۔
	دھانی - ہلکا سبز رنگ نیم سبز رنگ ۔		

صفحہ	الفاظ و معانی
	مسرّت اندوز - خوشی سے بھرا ہُوا ÷
	فارغ التحصیل تعلیم سے فارغ - تعلیم یافتہ پڑھا لکھا ÷
۱۰۹	تردید - رد کرنا ÷
	مانی اور بہزاد - دو مشہور مصوّروں کے نام ہیں ÷
	اہلیہ محترمہ - عزت والی بیوی ÷
	ایک اسکوچ کولی کُتّا (۱)
۱۱۰	آتش دان - انگیٹھی ÷
۱۱۲	حسرت آلود - افسوسناک ÷
۱۱۴	صریحاً - ظاہر ÷
۱۱۵	شل - سُن - ٹھٹھکا ÷ ماندہ ÷
۱۱۷	زوجہ - بیوی ÷
	سمرنارائن چنداورکر
۱۲۰	بہی خواہ - بہتری چاہنے والا ÷
۱۲۱	شعبہ - شاخ ÷
۱۲۲	خندہ پیشانی - ہنس مکھ ÷
	حلیم الطبع - نرم طبیعت والا ÷
	بُردبار - برداشت کرنے والا - رحمدل ÷
۱۲۳	برگزیدہ - چُنا ہُوا ÷
	ایک اسکوچ کولی کُتّا (۲)
۱۲۴	جانبر - زندہ رہنا - بچنا ÷
۱۲۵	بہی خواہ - خیرخواہ ÷
۱۲۷	شرکت - شامل ہونا ÷

صفحہ	الفاظ و معانی
	چشمِ پُر نم - روتی ہُوئی آنکھ ۔
۱۲۸	علانیہ - کھُلم کھُلا ۔
۱۲۹	چشم براہ ہونا - رستہ دیکھنا - انتظار کرنا ۔
۱۳۱	کتبہ - لکھا ہُوا ۔
	سانحہ - واقعہ ۔
	ابُو ابن ادہم
۱۳۲	ماہِ تاباں - چمکتا ہُوا چاند ۔
۱۳۳	شاخِ طوبےٰ - طوبےٰ ایک درخت کا نام ہے - جو جنت میں ہے - یعنی طوُبےٰ کی شاخ ۔
	لوحِ قدرت - قدرت کی تختی ۔

صفحہ	الفاظ و معانی
	پہاڑوں کی سیر
۱۳۴	صاحبِ قدرت - طاقت والا ۔
	باولے - پاگل - دیوانے ۔
۱۳۵	کششِ مقناطیس - اُس کشش کا نام ہے جو کہ لوہے جیسی چیزوں کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے ۔
	فکرِ معاش - روٹی کمانے کی فکر ۔
۱۳۶	مصروفِ گلگشت - باغ کی سیر کرنا ۔
	نایاب - نہ حاصل ہونے والی - بہت قیمتی ۔
۱۳۷	یخ - برف کی چادریں ۔

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
۱۳۸	محتاط - احتیاط رکھنے والا +		جھپکنے جتنی دیر میں +
	ہدفِ مصیبت - مصیبت کا نشانہ +		**جسم کی تربیت**
	مستند - مانے ہوئے +	۱۴۴	محو اوراق - ورقوں میں مصروف +
۱۳۹	رہبر - رستہ دکھانے والا +		لاغر - دُبلا +
۱۴۱	اِمداد - مدد +	۱۴۵	بیدِ مجنوں - ایک قسم کی بیل ہوتی ہے جو کہ بہت پتلی ہوتی ہے +
	ملبُوس - لباس پہنے ہوئے +		
	مُعلّق - ہوا میں لٹکن +		نشیمن - گھونسلہ +
	مغالطے - غلطیاں +	۱۴۶	سڑی - پاگل +
	مخمصہ - الجھن +		حشر خرام - وہ چال جو قیامت برپا کر دے +
	ہوش رُبا - ہوش اُڑا دینے والا +	۱۴۷	شنجرفی - سُرخ - یعنی شنگرف کے رنگ کا۔ شنگرف کا رنگ سُرخ ہوتا ہے +
۱۴۲	گزند - نقصان +		
	معجز نما - جو معجزے کی طرح دکھائی دے +		
	طرفۃ العین - آنکھ		تپِ دق - ایک

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	بیماری کا نام ہے +		خوفناک درخت
	سل۔ پھیپھڑوں کی ایک بیماری کا نام ہے +	۱۵۱	یتیم۔ بے ماں باپ کا +
	اطبّا۔ جمع طبیب کی۔ حکیم لوگ +	۱۵۲	مانوس۔ مُحبّت والا۔ ہلا ہُوا +
۱۴۸	حصارِ عافیت۔ آرام کا قلعہ +		بشّاش۔ خوش +
	جامۂ عمر تار تار ہو گیا۔ یعنی مر گیا +		مُسرّت۔ خوشی +
۱۴۹	ظہیر۔ جس کی پُشت میں درد رہتا ہو +		رقّت آمیز۔ درد سے بھرا ہُوا +
	جائے عبرت۔ نصیحت حاصل کرنے کا مقام +		اجل رسیدہ۔ جس کی موت آئی ہُوئی ہو +
	سوئے ہضم۔ بدہضمی +	۱۵۳	خودرو۔ جو خود بخود اُگے +
	مہلک۔ ہلاک کرنے والی +		عنکبوت۔ مکڑی +
۱۵۰	آبِ زر۔ سونے کا پانی +		جُنبش۔ ہلنا +
	لوحِ دل۔ دل کی تختی +		عجیب الخلقت۔ عجیب پیدائش کا +

صفحہ	الفاظ و معانی
	نہیں
۱۵۶	غازہ - گلگونہ - اُبٹنا
۱۵۷	کلفت - تکلیف
	حرص - لالچ
	ساحرہ - جادوگرنی
۱۵۸	دغل - جھوٹ
	بدبخت - رسوا
	موم کی ناک - محاورہ ہے - اپنے مطلب کے موافق بنا لینا
	حربۂ مدعی - دعوے کرنے والے کا لڑائی کا ہتھیار
	تریاق - وہ دوائی جس سے زہر کا اثر زائل ہو جائے
	کہین و مہین - چھوٹے بڑے

صفحہ	الفاظ و معانی
۱۵۹	سہل - آسان
	انوکھی کانفرنس
۱۶۰	چیرہ دستی - ظلم
	دست دراز - ظالم
	معدوم ہونا - مٹ جانا
۱۶۱	ضعیف البنیان - ناتواں کمبنیاد والا آدمی سے مراد ہے
	عمر رسیدہ - بوڑھا
۱۶۲	جفاکشی - محنت
	جاموش - بھینسا - ارنا
۱۶۳	سیال آگ - بہنے والی آگ
	ارتقا - چڑھنا - ترقی کرنا
	آبدوز کشتی - پانی کے

صفحہ	الفاظ و معانی
	اندر چلنے والی کشتی ✦
۱۶۴	معجونِ مُرکّب - کئی چیزوں سے مل کر بنا ہوا ✦
	بلائے مبرم - اٹل آفت ✦
	آج
۱۶۷	بزم آرا - محفل سجانے والا ✦
	سندباد جہازی
	(۱)
۱۶۹	مردم خوار - آدمی کھانے والا ✦
۱۷۰	قصّاب - قصائی ✦
	رعد - بجلی کی کڑک ✦
۱۷۳	کشمکش - الجھن ✦
۱۷۴	مضمحل - کمزور ✦

صفحہ	الفاظ و معانی
۱۷۵	نذرِ اجل - موت کی نذر ✦
	بڑوں کا حکم مانو
۱۷۸	امرت - دیوتاؤں کے پینے کا پانی مجازاً لذیذ اور شیریں چیز ✦
۱۷۹	عقبیٰ - آخرت - اگلا جہان ✦
۱۸۰	پالا - پاسہ - میدان ✦
	سندباد جہازی
	(۲)
۱۸۱	محو ہونا - مٹنا ✦
۱۸۲	مُعطّر - خوشبودار ہونا ✦
۱۸۴	کوتاہی - سستی ✦
۱۸۶	مُروّت - بھلائی -

صفحہ	الفاظ و معانی
	نیکی - مہربانی ٭
	سندباد جہازی
	(۳)
۱۸۸	عیال و اطفال - بال بچے ٭
۱۸۹	سرتابی - سر پھیرنا ٭ حکم عدولی کرنا ٭
	ریال - ایک سکے کا نام ہے ٭
	عقیق - ایک قسم کا قیمتی پتھر ٭
	تحائف - جمع تحفہ ٭
	قزاقوں - لٹیروں - ڈاکوؤں ٭
۱۹۱	مہیب آواز - خوفناک آواز ٭
۱۹۲	دندانِ فیل - ہاتھی دانت ٭
	اجرامِ فلکی
۱۹۴	ساکن - قائم ٭
۱۹۵	متحرک - حرکت کرنے والے ٭
۱۹۶	جھرمٹ - گچھا ٭
	مسعود - مبارک ٭
	منحوس - نامبارک ٭
	کہکشاں - ستاروں کے ایک جھرمٹ کا نام ہے ٭
	چہ میگوئیاں - اعتراضات ٭
	برکتِ اتفاق
۱۹۹	خرمن - ڈھیر ٭
	حصار - حصین - مضبوط قلعہ ٭

صفحہ	الفاظ و معانی
	حبلُ المتین ۔ مضبوط رسّہ ÷
	یمن ۔ برکت ÷
	تصرّف ۔ قبضہ
۲۰۰	مضطرب ۔ بے چین ÷
	شرمسار ۔ شرمندہ ÷
	نازاں ۔ فخر کرنے والا ÷
	کشمیر
۲۰۲	جذب رطوبت ۔ تری کو چوسنا ÷
	فردوس ۔ بہشت ÷
	کاسۂ چینی ۔ چینی کا پیالہ ÷
	تصویر حیرت بن جانا ۔ حیران ہو جانا ÷
۲۰۳	آبشار ۔ وہ پانی جو

صفحہ	الفاظ و معانی
	اونچائی سے نیچے کو گرے ÷
	فرو کش ہونا ۔ اترنا ÷
۲۰۵	وسط ۔ درمیان ÷
	مفروض
۲۰۷	بغلیں جھانکنا ۔ محاورہ ہے ۔ اپنی کمزوری تسلیم کرنا ÷
	لیل و نہار ۔ رات اور دن ÷
۲۰۸	اثاثہ ۔ مال و اسباب گھر کا ÷
	مرہونہ ۔ رہن کیا گیا ÷
	قعر ذلت ۔ ذلت کی گہرائی ÷

صفحہ	الفاظ و معانی
	کولمبس
٢١١	نادارى - غریبی - تنگ دستی ۔
	نادم - شرمندہ ۔
٢١٣	ملنسار - ملنے والے ۔
	عُمرِ رفتہ
٢١٤	عُمرِ رفتہ - گئی ہوئی عُمر ۔
٢١٥	رفاقت - دوستی ۔
	چڑکے - وار کرنا ۔
	رُسوا - ذلیل و خوار ۔
	عبث - بے فائدہ ۔
٢١٦	گِلہ - شکایت

صفحہ	الفاظ و معانی
	آنکھ اور کان
٢١٧	بیضوی - انڈے کی شکل کی ۔
٢١٨	کاکریزی - قرمزی رنگ کی ۔
٢١٩	بصارت - بینائی ۔
	اندرونی - اندر کا ۔
	اعصاب - جمع عصب بدن کے پٹھے ۔
	بیرونی - باہر کا ۔
٢٢١	پیوستہ - ملا ہُوا ۔
٢٢٢	کرخت - سخت ۔
	دیپک
٢٢٤	ترنّم - سُر - تال ۔
	نغمہ - گانا ۔
	بیدار ہونا - جاگنا ۔

صفحہ	الفاظ و معانی
۲۲۵	رقصِ شبِ ماہ - چاندنی رات کا ناچ ۔
	بسمل - نیم جان - تڑپنے والا ۔
	فلکِ پیر - آسمان کو فلک پیر کہتے ہیں - کیونکہ آسمان کو بہت پرانا تصور کیا جاتا ہے یعنی آسمان ۔
	جود و کرم بخشش ۔
	ایک بچہ کی فریاد لوحِ تربت پر
۲۲۷	دِل میں پھانس توڑنا - دل کو صدمہ

صفحہ	الفاظ و معانی
	پہنچانا ۔
	تیرہ - تاریک ۔
	شمع دودمانے - ایک کنبہ کی شمع - ایک کنبہ کا چراغ ۔
	بے لوث - بے عیب آلائشوں سے پاک ۔
	گزشتنی - گزرنے والا ۔
	رفتنی - جانے والا ۔
	چارہ - علاج ۔
	بطخ
۲۲۹	مستحکم - پکا ۔
۲۳۱	قشقہ - ٹیکا ۔
	مؤذن - اذان دینے والا ۔

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	دُنیا فانی ہے		ہیں مشہور +
۲۳۳	دارا۔ فارس کے ایک بادشاہ کا نام ہے۔ جس سے اسکندر لڑا تھا +	۲۳۹	سویمبر۔ ہندوؤں کی پُرانی رسم جس میں لڑکی کو اختیار دیا جاتا تھا۔ کہ اپنا خاوند آپ چُن لے ایک خاص شرط مقرر کی جاتی تھی جو اس شرط کو پورا کر دیتا تھا۔ وہ اس کا خاوند قرار پاتا تھا +
	جم۔ شاہ جمشید۔ نام ایران کے بادشاہ کا +		
	اِسکندر۔ نام نامور بادشاہ مقدُونیہ کا		
	روباہ۔ لومڑی +		اِستادہ۔ کھڑے +
۲۳۴	پانی میں آگ لگانا ناممکن بات کو ممکن کر دکھانا +	۲۴۰	خفیف ہونا۔ شرمندہ ہونا +
			جلیلُ القدر۔ بڑے مرتبہ والا +
	پانڈو اور کورو	۲۴۱	قمار بازی۔ جُوا کھیلنا +
۲۳۸	شہرۂ آفاق۔ دُنیا		

صفحہ	الفاظ و معانی
۲۴۲	معرکۂ پیکار۔ لڑائی کا میدان ∴
	کھیت رہے۔ مارے گئے ∴
	مردانگی کی داد دی۔ بہادری کا حق ادا کیا ∴
۲۴۳	کام آئے۔ مارے گئے ∴
	اُمید کا سہارا
۲۴۴	فسردہ۔ غمگین۔ پژمردہ ∴
۲۴۵	تگا پو۔ دوڑ دھوپ ∴
	روا رو۔ دوڑ دھوپ ∴
	منگو پارک
۲۴۷	منبع۔ نکلنے کی جگہ ∴

صفحہ	الفاظ و معانی
۲۴۸	حائل۔ درمیان میں آنے والا۔ روکنے والا ∴
۲۵۱	باطل پرستی۔ جھوٹ کی پوجا کرنا ∴
۲۵۲	عربی نژاد۔ عربی نسل کا ∴
	زیر حراست۔ نگرانی کے نیچے۔ قید ∴
	سرگرداں۔ تلاش میں ∴
۲۵۳	طبابت۔ حکیمی ∴
	تشنگی۔ پیاس ∴
	مفرور ہو کر۔ بھاگ کر ∴
	شیر خوار بچہ
۲۵۶	آنچلوں۔ دامن۔

صفحہ	الفاظ و معانی
	جمع آنچل کی ۔
	مخمور - بھرے ہوئے ۔
	شیر خورے - دودھ پینے والے ۔
	بابر کی وفات
٢٦٠	مشائخوں - جمع مشائخ کی - اور مشائخ شیخ کی جمع ہے - بزرگ آدمی ۔
	گراں بہا - قیمتی ۔
	الماس - ہیرا ۔
	نثار - قربان ۔

صفحہ	الفاظ و معانی
٢٦١	چراغ سحری - صبح کے وقت کا چراغ یعنی چند روز کا دنیا میں مہمان ۔
	سن رسیدہ - بوڑھا ۔
٢٦٢	بستر عدم - مرنے کا بستر ۔
	بھولے بھالے
٢٦٤	دوالے - دیوار ۔
٢٦٥	قند - میٹھا ۔
	شکرنا - گنا - میٹھا - گڑ - راب ۔
٣٦٨	بھونپو - باجہ منہ سے بجانے کا ۔

مفید عام پریس واقع چیٹرجی روڈ لاہور میں باہتمام لالہ موتی رام مینیجر چھپا اور لالہ سوہن لعل ایم ایل اے پروپرائٹر رائے صاحب منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز لاہور نے شائع کیا